ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا ۵

حسب فرمائش جناب سید آل حسن صاحب و جناب سید سرفراز حسین صاحب مودودی چشتی

(مؤلفہٗ)

جناب حاجی سید لطافت الحسن صاحب مودودی نبیرہ قطب الاقطاب شاہ قطب اعظم مودودی رحمۃ اللہ علیہ

(مسمّٰے بہ)

گلدستہ مودودی

(جسمین)

خاندان حضرت شاہ خواجہ حسین مودودی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن اولیاے کرام کا مفصل تذکرہ ہی جو قصبہ چشت سے ہندوستان مین آکر آباد ہوے اور اُن سے سلسلہ چلا:

(باہتمام)

خادم العلما مولوی محمد سلامت اللہ انصاری فرنگی محلی لکھنؤ

در مطبع اشاعۃ العلوم فرنگی محل لکھنؤ طبع گردید

بار اول

فہرست مضامین کتاب ہذا

التماس

بزرگان دین اور مشہور لوگون کی سوانح عمری دیکھنے سننے سے بڑھ کر کوئی نصیحت موثر نہین ہوتی اسلیے کہ نصیحت مین ہم اُنکی خوبیون کو اپنی آنکھ سے نہین دیکھتے اور سوانح عمری مین اپنی نظرون کے سامنے وہ عمل ہم خود دیکھتے ہین جو کہ اپنی حیات مین وہ کرتے تھے دوسرے یہ کہ نصیحت کی بہ نسبت سوانح عمری کو پڑھنے یا سننے کیوقت دل خود بخود پکار اٹھتا ہے کہ جا اور تو بھی ایسا ہی کر۔ اگرچہ ہر انسان ویسا نہین ہوسکتا جیسا کہ صاحب سوانحعمری تھا تاہم اگر انسان مستعد ہوکر سچے دل سے اسکی پیروی کرے اور ویسی ہی طرز معاشرت اختیار کرے جیسی کہ صاحب سوانحعمری کی تھی تو کسیقدر اسکی مطابقت کی جھلک اس مین ضرور نظر آئے گی اور آجاتی ہے۔ بمصداق شعر مصنف کتاب ہذا۔

پیرو جو نبی کا ہوا پہونچا وہ خدا تک ۔۔۔ منزل کا پتہ دیتی ہے رفتار محمد

غرضکہ ہر انسان بزرگون کی سوانح عمری اور عادات واطوار سے سبق ضرور حاصل کرسکتا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ سوانح عمری موجودہ لوگون اور آئندہ نسلون کے لیے مثل ایک درسی کتاب کے ہے ایسی صورت مین اگلے اور مشہور خاصان خدا کے واقعات زندگی اگر کتاب کی صورت مین مرتب ہوجائین تو دیکھنے والے اس سے اچھا خاصا سبق لے سکتے ہین اور اُن کے فضل وکمال رضا وتسلیم ریاضت وعبادت صبر وشکر توکل و قناعت عادات واطوار کا اثر ضرور پڑے گا اور ممکن ہے کہ موجودہ لوگ انکی پیروی کرین جس سے وہی ولولہ اُنکے دلون مین پیدا ہوجائے جو خاصان خدا کے دلون مین موجزن تھا جو کہ ان کی عظمت اور مدارج عالی کا باعث ہوا۔

راقم

حاجی سید شریف الحسن حبیب مودودی (ملک الشعرا)

دریاے حمد و نعت ناپیدا کنار ہے لہذا اس سے کنارہ کر کے تر دامن حاجی سید شریف الحسن حبیب مودودی (ملک الشعرا) وثیقہ دار ابن عالم علم خفی و جلی خلاصہ خاندان نبی و علی حضرت مولوی حاجی سید احمد حسن مودودی ابن حضرت مولانا شاہ خواجہ محمد قطب اعظم مودودی ابن حضرت مولانا شاہ خواجہ حسن مودودی قدس سرہ عرض کرتا ہے کہ مین نے یہ خواب جب دیکھے تو برادران عزیز کی فرمائش سے خاندان مودود چشتی کے تذکرہ مین یہ کتاب اسلیے لکھی کہ میری اولاد اور آیندہ نسلین اس سے فائدہ اٹھائین اور اپنا نسب نہ بھولین اور اسکا نام گلدستہ مودودی رکھا۔ نہ مضمون آفرینی کی ہے اور نہ عبارت آرائی دکھائی ہے بلکہ صحیح واقعات جو مین نے اپنے بزرگون اور معتبر لوگون سے سنے اور بعض حالات کا فارسی قلمی کتابون سے ترجمہ کر کے اسکو ترتیب سے یکجا کر دیا۔ لہذا دوستان و طالبان صوفیاے کرام کو عموماً اور اہل خاندان مودودی کو خصوصاً واجب و لازم ہے کہ کتاب ہذا کو اول سے آخر تک ضرور پڑھین اور طاق نسیان پر رکھکر نظر انداز نہ کرین اسلیے کہ مین نے بڑی محنت و کوشش کر کے اسکو تالیف و تصنیف کیا ہے اور پورے دو سال مین اسکو مین نے مرتب کیا ہے جو حضرات اسکو ملاحظہ کرین وہ میرے لیے دعاے خیر کو ہاتھ اٹھائین۔ شعر

صراحت کی ضرورت کیا حبیب اتنا ہی تم لکھدو   بہت سی مشکلین پیش آئی ہین تالیف کرنے مین

پہلا خواب

۱۹ دسمبر ۱۹۲۴ء سنہ مطابق ۱۲ ماہ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سنہ کو میرے والد کا وصال ہوا اس زمانے مین مجھکو بہت مصائب اور حوادثات زمانہ سے مقابلہ کرنا پڑا نئی نئی فکرون مین مبتلا تھا اسی حالت رنج و ملال مین ۲۔ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ سنہ مطابق ۲ جنوری ۱۹۲۵ء سنہ جمعہ کے دن صبح کے وقت مین نے اپنے مورث علی خواجہ کمہار کو خواب مین دیکھا کہ میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ مین خواجہ کمہار ہون تم کو مرید کرنے آیا ہون اور اپنے ہاتھ مین میرا ہاتھ لیکر مرید کیا اور میرے گھر کی سب عورتون اور مردون کو جمع کرکے اس بیعت کا اعلان کیا اور پھر مجھے خواجہ کمہار مودودی نے مرید کرنیکا طریقہ پوچھا مین نے انکو بتایا۔ انھون نے کہا کہ یون نہین بیعت لیتے اتنا کہہ کے اپنا داہنا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیکر انگلیون سے دبا کر اور اپنے انگوٹھے کی گھائی کو میرے انگوٹھے کی گھائی سے خوب چسپ کرکے فرمایا کہ یون بیعت لیتے ہین۔ اسکے بعد میرے حقیقی بھائی اور سب مردون عورتون سے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ انکے ہاتھ پہ بیعت کرو۔ پھر خواجہ کمہار مودودی نے مجھسے کہا کہ تم اپنی کتاب لکھو۔

دوسرا خواب

۳ محرم ۱۳۴۵ھ سنہ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۲۶ء سنہ رات کو مین نے یہ خواب دیکھا کہ ایک بزرگ سادی ایک کتاب لے کر آئے اور کتاب کھولکر میرے سامنے رکھی اسمین کمان کی طرح کی ایک لکیر بنی ہوئی تھی انھون نے مجھسے کہا کہ یہ ذکر قادریہ کی شکل ہے اور ذکر کرکے مجھکو بتایا تو ان کی ویسی ہی شکل ضرب لگانے مین ہوگئی جو شکل کمان کی ہوتی ہے۔ مین نے انسے کہا کہ چشتیہ ذکر کی شکل گول ہے اسکے بعد مجھکو کتاب دیکر وہ چلے گئے۔

اس کتاب کے لکھنے میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لیگئی

۱۔ نقش سلیمان فی البیان حالات نواب حافظ رحمت خان مطبوعہ مطبع محمدی دربار ٹونک جو میرے پاس موجود ہے۔

۲۔ تذکرہ گلشن بینجار مطبوعہ مطبع نولکشور۔

۳۔ تذکرہ خمخانہ جاوید جلد دوم مطبوعہ رائے گلاب سنگھ پریس لاہور صفحہ ۴۲۸۔

۴۔ کتاب حسین شاہی قلمی فارسی مصنفہ امام الدین چشتی نوشتہ ۱۲۱۳ھ جو میرے پاس ہے

۵۔ کتاب ناسلوم الاسم فارسی قلمی نوشتہ مرید خواجہ غیاث الدین مودودی جو میرے پاس ہے

۶۔ تاریخ اودھ مطبوعہ مطبع نولکشور۔

۷۔ لطائف اکبری فارسی قلمی ملفوظ شاہ علی اکبر مودودی نوشتہ شاہ خواجہ حسن مودودی مرقومہ ۱۱۹۴ھ۔

۸۔ بیاض قلمی نوشتہ شاہ خواجہ حسن مودودی چشتی جو میرے پاس موجود ہے۔

۹۔ اقتباس الانوار قلمی فارسی۔

۱۰۔ سیر الاولیا مطبوعہ۔

۱۱۔ خزینۃ الاصفیا مطبوعہ۔

۱۲۔ حدیقۃ الاولیا مطبوعہ۔

۱۳۔ مالک السالکین جلد اول مطبوعہ۔
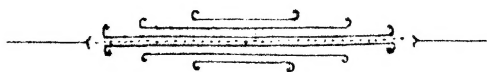
گل اوّل

ترجمہ عبارت از لطائف اکبری

شعر

اگر گیتی سراسر باد گیرد ‏ — ‏ چراغ چشتیان ہرگز نمیرد

چشتیہ خاندان کو اور خاندانوں پر ترجیح ہے کیونکہ یہ خاندان اک عجیب خاندان ہے اور اسکو اسلئے فوقیت ہے کہ اسکے طریقوں مین آسانی اور صفائی دل اور راستی جلد حاصل ہوتی ہے اور اسمین خدارسی کی راہ بہت نزدیک اور آسان طریقے کی ہے اس کے عمل و ذکر طریقے اور شغل نہایت سہل اور باثر ہین جنسے مطلب جلد حاصل ہوتا ہے جنمین محنت کم اور فائدہ بہت ہے مصنف لطائف اشرفی نے لکھاہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی نے اپنی ایک نظم مین خاندان چشتیہ کی یہ تعریف لکھی ہے۔ نظم

کسے گر مریدان چشتی بود ‏ — ‏ درو سیرتے از بہشتی بود
بظاہر شریعت بباطن حضور ‏ — ‏ جز این ہر دو رسمش زفتنی بود
بہرکس باخلاق سازند و بس ‏ — ‏ اگر مسجدے یا کنشتی بود
بطوفان بلوۂ جہان راچو موج ‏ — ‏ دمے جود شان ہمچو کشتی بود
شرف اندرین خاندان شگرف ‏ — ‏ صفا بیشتر۔ کم درشتی بود

ذکر حضرت خواجہ مودود چشتی حسینی حسنی

آپ کا لقب قطب الاقطاب اور نام نامی قطب الدین مودود ہے۔ سات برس کی عمر مین آپ حافظ اور قاری ہوگئے تھے ۴۳۰ھ مین آپکی ولادت ہوئی اور ۵۲۷ھ

مین وصال ہوا۔ آپ کے جنازے کی نماز لوگون نے جب پڑھنا چاہی تو غیب سے یہ آواز آئی کہ ہٹ جاؤ مردان خدا اور جنات پہلے نماز پڑھین گے۔ یہ سنکر سب لوگ ہٹ گئے اور آپ کا جنازہ جو آسمان کیطرف روانہ ہوکر نظرون سے غائب ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اسی مقام پر جنازہ واپس آگیا لوگون نے نماز جنازہ پڑھکر آپکو مدفون کیا۔

آپ کے ہزارون خلیفہ اور بے شمار مرید تھے۔ آپ کے فیض سے بہت خلیفہ آپ کے قطب ابدال۔ اوتاد۔ ہوے ہین۔ آپ اپنے والد خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ تھے اور حضرت شیخ احمد جام ناملحقی سے بھی خرقہ خلافت آپ نے پایا آپ کے تصرفات مین سے یہ تصرف ابتک آپ کی اولاد مین موجود ہے کہ دیوانہ کتے اور سانپ کا زہر ان پر اثر نہین کرتا اور آپ کی اولاد مین سے جو کوئی کتے اور سانپ کے کاٹے ہوے پر اپنا لعاب دہن یا کلی ڈال دے تو خدا اسکو اچھا کر دیتا ہے اور یہ کلی ایک خاص عمل پڑھکر ڈالی جاتی ہے جسکو آپ کی اولاد جانتی ہے۔

خرقہ خلافت

بذریعہ جبرئیل کے حضرت محمد مصطفے صلعم نے اللہ تعالے سے خرقہ پہنا اور ان سے حضرت علی مرتضی نے بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا ان سے خواجہ حسن بصری نے ان سے عبدالواحد بن زید نے ان سے خواجہ فضیل بن عیاض نے ان سے سلطان ابراہیم بن ادہم نے ان سے خواجہ حذیفۃ المرعشی نے ان سے خواجہ ہبیرہ بصری نے ان سے خواجہ علو ممشاد دینوری نے ان سے خواجہ ابو اسحق شامی نے ان سے ابو احمد ابدال نے ان سے خواجہ ابو محمد زاہد نے ان سے خواجہ ابو یوسف ناصر الدین نے ان سے خواجہ قطب الدین مودود نے ان سے خواجہ احمد بن خواجہ مودود نے ان سے حاجی شریف زندنی نے ان سے خواجہ عثمان ہارونی نے ان سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے بیعت کی اور خرقہ پایا بعد خلفاء ثلثہ کے بیعت و طریقت کا سلسلہ حضرت علی مرتضیٰ سے جاری ہوا ہے اسی

سبب سے سب سلسلے آپ ہی تک منتہی ہوتے ہین۔ حدیقۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ خاندان چشتیہ کی ابتدا خواجہ حسن بصری کے وقت سے ہوئی وہی اس طریقے کے موجد ہین اور لطائف اشرفی مین ہے کہ جب خواجہ ابواسحق شامی خواجہ ممشاد دنیوری کے مرید ہوے تو انھون نے آپکو خلافت دیکر قصبہ چشت مین روانہ کیا اور کہا کہ آج سے مین نے تیرا نام ابواسحق چشتی رکھا جو کوئی تجھ سے سلسلہ ملاے گا اسکو قیامت تک چشتی کہین گے آپ نے ملک شام سے چشت مین آکر سکونت اختیار کی دہین آپ کا مزار اقدس ہے آپ ہی کے وقت سے چشتی کے لفظ نے رواج پایا۔ اور مودودی کا لفظ خواجہ مودود چشتی کے وقت سے رائج ہوا۔

یہ پانچ حضرات سرگروہ خاندان چشتیہ ہوے ہین۔ خواجہ ابواسحق چشتی۔ خواجہ ابواحمد ابدال چشتی۔ خواجہ ابومحمد زاہد چشتی۔ خواجہ ناصرالدین ابویوسف چشتی۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی۔

نسب نامہ خواجہ مودود چشتی حسینی و حسنی

اقتباس الانوار قلمی مصنفہ مولوی محمد اکرم نوشتہ ۱۲۸۹ھ مین لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر نے جنکا وصال ۷۹۹ یا ۸۰۸ ہجری مین ہوا اپنے بھتیجے کو ایک خط لکھا ہے جسمین بحرالانساب کا حوالہ دیکر ثابت کیا ہے کہ خواجہ مودود چشتی سید صحیح النسب حسنی و حسینی ہین اور کتب سیر وانساب مین یہی لکھا ہے خزینۃ الاصفیا اور سیر الاقطاب مین آپکو امام حسن عسکری کی اولاد سے ثابت کیا ہے۔ اور مسالک السالکین جلد دوم اور مراۃ الانساب جلد اول مین امام نقی بن امام جواد تقی کی اولاد مین لکھا ہے۔ اقتباس الانوار اور نقش سلیمان مین امام جواد تقی بن امام رضا کی اولاد مین لکھا ہے اور حسین شاہی قلمی اور مثنوی در تحقیق نسب ابی و امی نوشتہ شاہ خواجہ حسن مودودی مین آپ کو امام رضا کی اولاد مین لکھا ہے اور

لطائف اکبری قلمی مین شاہ علی اکبر مودودی جو کہ خواجہ مودود کی اولادین ہین انکو لکھاہے کہ رضوی تھے اس سے ثابت ہوا کہ خواجہ مودود امام رضا کی اولا مین ہین لہذا ان تینون کتابون سے آپکا امام رضا کی اولادمین ہونا ثابت ہوتاہے سیر الاقطاب صفحہ ۱۷ مین خواجہ ناصر الدین ابو یوسف آپ کے والد کا نسب پدری یہ لکھاہے۔ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد سمعان بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید حسین بن سید عبداللہ علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام تقی الجواد بن امام رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی مرتضی علیہ السلام

سید محمد بن حسین سے اور امام رضا تک کتب انساب مین سب مورخون نے ایسا اختلاف کیاہے کہ بعض نام تک بدلے ہوے ہین۔ مثلاً سیر الاقطاب مین محمد سمعان کو بن سید ابراہیم لکھاہے اور خزینۃ الاصفیا صفحہ ۲۴۶ مین محمد سمعان کو بن سید حسین لکھاہے اور سیر الاقطاب مین سید محمد کو بن سید حسین اور مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۵۵ مین سید محمد کو بن حسین لکھاہے۔ ان اختلافات سے ظاہر ہوا کہ جیسے بعض شرعی مسائل مین علما کو اختلاف ہے ویسے ہی آپ کے نسب مین بھی مورخون کو اختلاف ہے اور اسی نسب پر موقوف نہین ہے ہر نسب مین کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے چنانچہ خواجہ ابو احمد ابدال کے نسب مین بھی بعض نامون کا اختلاف ہے لہذا اکثرت رایے سے ثابت ہوا کہ آپ امام رضا کی اولاد مین سے ہین اب مین اپنے جدامجد مولانا شاہ خواجہ حسن قدس سرہ کی تحقیق کے مطابق آپ کا نسب پدری لکھتا ہون اور وہ یہ ہے۔

خواجہ قطب الدین مودود چشتی بن خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد سمعان شافلانی بن سید ابراہیم بن سید عبداللہ بن سید حسین بن سید حسن بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام علی مرتضی زوج بتول بنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم۔ جسطرح اور حضرات کے

تحقیق کرکے جس امام کی اولاد مین آپ ثابت ہوے آپکو لکھدیا اسی طرح مین نے بھی تحقیق کرکے امام رضا کی اولاد مین آپ کو ثابت کیا ہے

ذکر چشت

لطائف اشرفی مین لکھا ہے کہ چشت دو ہین - ایک تو ملک خراسان مین قریب ہرات کے ایک شہر کا نام ہے اور دوسرا چشت ایک قصبہ ہے جو ملک ہندوستان مین درمیان ملتان اور اوچ کے واقع ہے - مگر خواجگان چشت خراسان کے چشت مین ہوے ہین چنانچہ میر سید علاء الدین چشتی نے خراسان مین چشت کو اس شعر مین ظاہر کیا ہے -

اگر ہندوستان شد یم چہ باک	سبزہ گلشن خراسانیم

اور کتاب حسین شاہی قلمی مین لکھا ہے کہ چشت ایک قصبہ ہے جو شہر ہرات سے چالیس کوس پر شمال کی طرف واقع ہے جسکے چارون طرف پہاڑ ہین اور قصبہ چشت مین ان حضرات کے مزارات مقدسہ ہین جنکی تفصیل یہ ہے -

پہلا مزار حضرت شاہ سید سلطان فرسناقہ قدس سرہ کا ہے جنھون نے سلطنت اور عیش شاہی ملک عرب کی ترک کرکے بادشاہی ملک توحید کی اختیار کی تھی اور چشت مین جاکر قیام کرلیا تھا دوسرا مزار حضرت سید خواجہ ابو احمد ابدال چشتی ابن سلطان فرسناقہ قدس سرہ کا تیسرا مزار حضرت سید خواجہ محمد زاہد ابن خواجہ ابو احمد ابدال قدس سرہ کا چوتھا مزار خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی کا پانچوان مزار برگزیدۂ رب الودود حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ کا چھٹا مزار حضرت خواجہ احمد ابن خواجہ مودود قدس سرہ کا اور سب مزار زیارت گاہ خلق خدا ایک دوسرے کے قریب ہین ان مزارون کے قریب ایک پختہ مکان مختصر ہے جسمین یہ سب حضرات عبادت و ریاضت کیا کرتے تھے اور مزار شریف خواجہ مودود چشتی کا ماہی پشت ہے اسپر سبز

چادر پڑی ہے اور مزار کے سرہانے ایک گنبد کی مسجد ہے جسمین آپ نماز پڑھا کرتے تھے ان مزارون کے علاوہ اور بھی بہت سے مزار اولاد اور احفاد خاندان مودود چشتی کے ہین۔

قصبہ چشت کے قریب پہاڑی پر پانی کا ایک چشمہ ہے اور مکان چلہ کشی یعنی عبادتخانہ حضرت خواجہ محمد زاہد ابن خواجہ ابو احمد ابدال رح کا ہے اور اسکے قریب ایک باغ ہی جو خواجہ مودود چشتی کے نام سے مشہور ہے جسکو خراسان کے بادشاہ نے خواجہ مودود کے نام وقف کیا تھا اس باغ سے ایک راہ گھومتی ہوئی حضرت کے مزار کی طرف چلی گئی ہے اسکے قریب دو نہرین ہین ایک کا پانی گرم اور دوسری کا سرد رہتا ہے ان نہرون کو اللہ تعالے نے خواجہ مودود کی خاطر سے گرم و سرد جاری کیا کہ وضو اور غسل جاڑے کے موسم مین گرم نہر سے کرین اور گرمی کے موسم مین سرد نہر سے اور قصبہ چشت کے مغرب کی طرف دو پہاڑ ایک دوسرے سے ملحق ہین ان دونون پہاڑون سے ہر شب جمعہ کو خون و کف جاری ہو جاتا ہے صبح کو آدمی آکر روئی کے ٹکڑے اس سے تر کر لیتے ہین جو زخم دنبل اور ناسور کو نفع دیتا ہے۔

ان پہاڑون سے خون و کف جاری ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک روز برگزیدہ رب ودود حضرت خواجہ مودود نہر کے قریب وضو کر رہے تھے کہ ایک بہت بڑا اژدہا خونخوار حضرت ممدوح کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا وہ اژدہا جب ان دونون پہاڑون کے بیچ مین پہونچا خواجہ مودود نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اینجا بایستاد اسی جگہ کھڑا رہ (اژدہے نے بڑی کوشش کی مگر وہانسے حرکت نہ کر سکا اور دونون پہاڑون نے مل کر اسکو پکڑ لیا اژدہے نے فریاد کی اور کہا کہ یا حضرت مجھکو رہائی دلوا دیجیے آپ نے فرمایا کہ باستا دیعنے کھڑا رہ کہ تجھ سے خلق خدا کو فائدہ پہونچے گا اژدہے نے کہا کہ کھانا اور پانی مجھکو کیونکر ملیگا آپ نے فرمایا کہ رزاق مطلق نے تیری تقدیر مین جو کچھ لکھدیا ہی

وہ تجھکو پہونچا کریگا۔ وہی اژدہا شب جمعہ کو اپنی پوری طاقت سے زور کر کے چاہتا ہی
کہ پہاڑون سے نکل آؤن مگر نکل نہین سکتا اسی کشاکش مین اسکے منھ سے خون
اور کف جاری ہو جاتا ہے اور آدمی اسکو تبرک اور دوا سمجھکر لیجاتے ہین اور خواجہ
مودود کے مزار اقدس اور مکان یعنے چلہ کشی کی جگہ کے درمیان مین بہت بڑا ایک ٹکڑا
پتھر کا ہوا پر معلق ہے اور حرکت کرتا ہے اسکے ہلنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گرنے والا ہے
چشت کے جنوب و مشرق کے درمیان مین ایک مدرسہ اور بڑی مسجد ہے جو آپ کے کسی
مرید نے بنوائی تھی اسکے قریب میوہ دار ایک درخت ہے جسکا پھل مثل فندق کے ہے
جو ہر سال مین سات بار پھلتا ہے لوگ اسکے پھل تبرکاً لیجاتے ہین لڑکون کے گلے اور
ہاتھ مین حفاظت کے لیے باندھتے ہین وہ جملہ بلیات سے بچاتا ہے اور اس درخت کی
اصلیت یہ ہے کہ ایک روز خواجہ مودود چشتی نے اپنا عصاے مبارک جو کہ ہاتھ مین
تھا اسکو زمین مین گاڑ کر وضو کیا اتنی دیر مین وہ عصا سرسبز ہو کر ایک درخت ہو گیا
شاید کہ وہ عصا فندق کی لکڑی کا ہوگا اسکے قریب ایک پتھر سرخی مائل ہے جس پر
اکثر حضرت خضر علیہ السلام بیٹھ لگا کر بیٹھتے تھے اور خواجہ مودود چشتی سے باتین کیا کرتے
تھے حضرت خضر کی پشت کا نشان اس پتھر پر بنا ہوا ہے شاہ عبد الستار نے اس
پتھر کی کیفیت جو کچھ چشت مین سنی تھی وہ حضرت خواجہ حسن مودودی چشتی سے انھون
نے بیان کر کے کہا کہ مین اس پتھر کی زیارت سے مشرف ہوا ہون اور وہ پتھر خواجہ
مودود چشتی کے روضہ اور مکان چلہ کشی کے بیچ مین معلق ہے اور روضہ سے مکان
چلہ کشی تک تخمیناً چار کوس کا فاصلہ ہے اور بلندی اس پہاڑ کی تخمیناً ڈیڑہ کوس ہوگی
جہان سے وہ پتھر گرا یا تھا۔ اور وہ پتھر زمین سے آدھ کوس کی بلندی پر معلق ہے اور
اسکا سبب یہ ہے کہ ایک روز خواجہ ابو احمد ابدال اپنے والد سلطان فرسنافہ
سے اجازت لیکر شکار کو گئے اور مشیت الٰہی سے وہ اپنے لشکر سے الگ ہو کر اسجگہ پہونچے

جہاں پر ایک پتھر کے اوپر خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتی کے پاس انتالیس ابدال بیٹھے ہوے تھے شیخ موصوف کے کہنے سے خواجہ ابو احمد بھی جلسۂ ابدال مین شامل ہوگئے اور خواجہ ابو اسحٰق نے انکو مرید کر کے مرتبہ ولایت پر پہونچا دیا اور وہ ابدال ہوگئے تین دن تک اپنے شیخ کی خدمت مین رہے چوتھے دن شیخ کے حکم سے اپنے والد کی تربیت اور سمجھانے کے لیے اپنے گھر مین جب آئے تو شراب کے مٹکے سب توڑ ڈالے سلطان فرسناقہ نے شاہی خمخانہ توڑنے کی جب خبر سنی تو ان کے آنے کی خوشی سے زیادہ شراب کا رنج و صدمہ ہوا اور حبشی غلامون کو انھون نے حکم دیا کہ پہاڑ کا ایک بڑا پتھر خواجہ ابو احمد کے سر پر گرادین - خواجہ ابو احمد ابدال بے چھت کی مسجد مین نماز پڑھتے تھے جب نماز پڑھ چکے تو انھین غلامون نے اس پہاڑ کے اوپر سے اسی پتھر کو ان کے سر پر گرادیا خواجہ ابو احمد نے اس پتھر کو سر اوٹھا کر دیکھا آپ کے دیکھتے ہی وہ پتھر جس جگہ پر اب تک اسی جگہ قائم ہوگیا - ان کے والد نے یہ کرامت دیکھکر شراب سے توبہ کی -

اور بعض معتبر لوگون سے یہ سنا ہے کہ خواجہ ابو احمد بے چھت کی مسجد مین بیٹھے تھے اور بعض کافرون نے پہاڑ کے اوپر سے اس پتھر کو ان کے اوپر گرادیا اور آپ کے دیکھتے ہی وہ پتھر ہوا پر معلق ہوگیا جسکو آٹھ سو برس ہوے اور سیر الاقطاب مین یہ لکھا ہے کہ خواجہ ابو احمد ابدال اپنے والد کے ساتھ شکار کو گئے اور ان کے ساتھ سے الگ ہوکر ملک شام مین پہونچے ان کے والد نے جب انکو تلاش کرایا تو چند دن کے بعد معلوم ہوا کہ کوہستان کے فلان موضع مین خواجہ ابو اسحٰق شامی کے پاس ہین سلطان فرسناقہ نے انکو بلوایا مگر وہ نہ آئے اور آٹھ سال تک ریاضت کر کے خرقہ خلافت خواجہ اسحٰق سے پایا اور خواجہ ابو اسحٰق نے فرمایا کہ اے ابو احمد ابدال تو میرا فرزند ہے جو کچھ نعمت میرے پیر سے مجھکو پہونچی ہے وہ مین نے تجھکو دی اور ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو ہوکر دعا کی تو غیب سے آواز آئی کہ مین نے ابو احمد ابدال کو اپنا دوست کیا اور مقبول کیا اور جو کوئی ان کی صحبت مین سے ہوگا اسکو بھی مین دوست رکھونگا -

اور دوسری نقل شاہ عبد الستار مذکور یہ بیان کرتے تھے جو کہ متقی صادق القول اور درویش
تھے کہ ۱۲۱۱ھ ہجری مین حضرات چشت کے مزارات پر مین اعتکاف مین تھا کہ چند صاحبزادے
سوددی یعنے قابل خواجہ اور رکن الدین خواجہ اور شرف شاہ خواجہ اور دیرک خواجہ اور یا ور خواجہ
اور خادم خواجہ اور احمد خواجہ اور ان کے علاوہ اور ہی خواجہ ہاے سادات سوددی مثل
ناصر خواجہ کے جنکے پاس خرقہ حضرت مودود چشتی کا ہے اپنے آباے کرام کی نذر و نیاز لینے کو
اس پہاڑ پر تشریف لے گئے وہان ایک عجب واقعہ دیکھا اور وہ یہ ہے کہ مکان چلہ کشی خواجہ
مودود سے تین کوس نمک کی جگہ ہے یعنے ایک پہاڑ نمک کا ہے اتفاق سے اس پہاڑ کے ایک
طرف کو میری نظر پڑی مین نے دیکھا کہ ایک غار مین ایک کھڑکی دکھائی دی اس مین قریب
دو سو پچاس کے مرد اور عورتین سو رہی ہین اور عربی لباس پہنے ہین اور مثل عربون کے سب
اپنی کمر باندہے ہین اور کھڑکی کے قریب ایک بڑھی عورت بیٹھی ہے مردون اور عورتون مین
سے کوئی بیٹھا اور کوئی سو رہا ہے ان آدمیون مین سے ایک کی بغل مین تھیلی تھی جس مین
پانچ روپیے تھے جنپر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام کا سکہ تھا اور ایک چھری فولاد کی تھی
جسکا میان بہت پرانا تھا یعنے گل گیا تھا یہ سب سامان صاحبزادہاے سوددی کو ملا اور
حاجی میر خورد سوددی جو کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر رہتے تھے انھون نے اس کھڑکی کو بند کر دیا
شاہ عبد الستار مذکور کہتے ہین کہ مین اس چھری کو لایا تھا جو کہ احمد شاہ درانی کے لشکر
کے ساتھ اونٹ کے دوڑانے مین میری کمر سے قندہار کے رستہ مین گر گئی یہ ایک نئی
نقل ہے لیکن اسوقت کے عقلمند کہتے تھے کہ شاید وہ گروہ قوم سادات اور نجباے عرب
مین سے تھا جو کہ بسبب ظلم و ستم بنی امیہ یا بنی عباس کے بھاگا ہوا تھا جس نے اس غار مین
رہنا اختیار کیا تھا اور حق تعالے کی طرف رجوع کر کے مقبولیت حاصل کی تھی اور خدا
نے انکی پردہ پوشی کی۔ اسکے سوا خدا اور اسکا رسول جانتا ہے۔

ذکر سید محمد صالح مودودی قدس سرہ

حضرت سلطان العارفین شاہ سید خواجہ سلطان محمد مودودی قدس سرہ کے آپ فرزند تھے بفحوائے
آیہ کریمہ سیروفی الارض یعنے سیر کرو زمین کی اور مصداق
خیرالناس من الینفع الناس کے۔ یعنے آدمیون مین سے بہتر وہ ہے جو فائدہ پہونچائے
آدمیون کو۔ آپ نے مع وابستگان قصبہ چشت سے ملک خراسان ہوکر دہلی مین آکے قیام
کیا اور آپ کو اپنے والد سے اجازت و خلافت تھی آپ بہت بڑے مرتاض ابرار اور
صاحب کشف تھے اور آپ مین خلق محمدی بہت تھا امیر و غریب اور بادشاہ و وزیر
آپ کے کمال کے معتقد ہوکر مرید ہوئے ہزارہا بندگان خدا راہ ہدایت پر آئے آپ
مین جلال اور جذب بہت تھا علم ظاہری و باطنی سے بندگان خدا کو فیض پہونچایا آپکی
ذات سے اسلامی دنیا مین بہت ترقی ہوئی۔ دہلی مین آپ کے ایک فرزند پیدا ہوا
جسکا نام آپ نے محمد ابراہیم عرف خواجہ کہار رکھا۔ خواجہ کہار کو اشغال و اوراد کی اجازت
دی آپ نے درسی کتابین پڑھاکر علم تصوف پڑھایا اور شادی کرکے شہر لاہور کو
روانہ کردیا۔

خواجہ کہار کے لقب کی وجہ تسمیہ

خواجہ کہار جب پیدا ہوے تو نہایت خوبصورت تھے اور نور عرفان ان کی پیشانی پر نمایان
تھا ان کے والد کے مریدون مین سے عورتون مین ایک عورت جو مسلمان کوزہ گر یعنے کہار
کا پیشہ کرتی تھی وہ عورت بھی خواجہ کہار کی ولادت کے وقت موجود تھی جب وہ پیدا ہوے
تو ان کا حسن وجمال دیکھکر جوش محبت اور عقیدتمندی کی وجہ سے اس عورت نے اپنا
شیرخوار بچہ گود سے اتار کر غسل ولادت کے بعد خواجہ کہار کو اپنی گود مین لے کر دودھ

پلا دیا اور ان کے والد کے پاس ان کو لے کر گئی اور سہار کباد دی۔ یہ واقعہ سنکر انکے والد نے خواجہ کہار ان کا نام رکھا لہذا اسی نام سے وہ مشہور ہوگئے ورنہ اصل نام خواجہ محمد ابراہیم ہے۔

ذکر حضرت شاہ محمد ابراہیم عرف خواجہ کہار مودودی چشتی

حضرت سلطان العارفین شاہ سید محمد صالح مودودی چشتی کے آپ فرزند ہین علم عقلی ونقلی اپنے والد سے آپ نے حاصل کیا اور دیگر علوم باکمال استادون سے دھلی مین پڑھے اپنے والد کے وصال کے بعد معہ ایک غلام کے دار السلطنت لاہور سے ملازمت کی غرض سے دھلی مین آئے اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کے ملازم ہوے بادشاہ نے دوصدی کا منصب ان کو دیا۔ خواجہ کہار دربار سے جب اپنے مکان مین واپس آئے تو وکیل شاہی نے پروانہ دوصدی منصب کا انکو دیا۔ اس پروانے کو دیکھکر انھون نے کہا کہ خدا کا حکم اور میرے بزرگ حضرت سلطان مودود چشتی کا حکم نہین ہے کہ مین روزگار کرون اور دنیا کے بکھیڑے مین پڑون اور خطرہ نفسانی مین رہون اسلیے اب مجھکو لازم ہے کہ خدا کی مرضی اور اپنے جد امجد کا حکم بجا لاؤن اور دنیا کے حق مین یہ حدیث ارشاد کی الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب یعنے دنیا ناپاک ہے اور اسکے چاہنے والے کتے ہین یہ فرما کر مع اپنے غلام کے دہلی سے لاہور واپس گئے اور وہان پہونچکر شغل واذکار جو کچھ اپنے والد سے حاصل کیے تھے ان مین مصروف ہوگئے وہ اذکار واشغال یہ ہین۔ شغل مرشد۔ شغل اسم ذات۔ شغل فنا فی الوجود۔ شغل اسماے مبارک۔ شغل عنقا۔ شغل شجرۃ التوحید۔ شغل ہفت پیکر شغل سہ پایہ۔ شغل پاس انفاس۔ علاوہ ان کے اور چند شغل معمولہ بزرگان

چشت مین مصروف رہے حسن اتفاق سے ایک رات کو خواجہ کہار نے یہ خواب دیکھا کہ مین لاہور مین اپنے گھر سے نکل کر چوکی دروازہ پر بیٹھا ہون اور خواجہ مودود چشتی میرے پاس تشریف لائے حضرت کا جمال مبارک دیکھکر مین اٹھ کھڑا ہوا اور مین نے قدمبوسی کی حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند بھائی غوث الثقلین کو مین اپنے ساتھ لایا ہون تم انکی بھی قدمبوسی کرو امانت اور اپنی کامیابی کو تم ان سے پاؤگے مین نے اپنے جد امجد کے حکم سے انکی بھی قدمبوسی کی ان حضرت نے اپنے قدم پر سے میرے سر کو اٹھاکر اپنے سینے سے لگایا اور خوب زور سے مجھکو دبوچا اور پھر کچھ تعلیم دیکر فرمایا کہ اے فرزند دیکھ انکو جو اس راستے سے تیری تلاش و جستجو مین آتے ہین تجھکو چاہیے کہ تو ان کے ہمراہ جا یہ سنکر ایکطرف مین دیکھنے لگا تو دیکھا کہ ایک گلی سے ایک بزرگ تشریف لارہے ہین حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمۃ نے مجھسے ارشاد کیا کہ اے فرزند تیری امانت تجھکو انھین کے سبب سے ملے گی۔

اسکے بعد مین خواب سے چونکا اور اٹھکر اس خواب کی تعبیر مین فکر کرنے لگا اور سمجھ گیا کہ یہ خواب نہین ہے بلکہ حکم ہے خواجہ کہار صبح کی نماز سے فرصت کرکے گھر سے باہر نکل کر اسی چوکی دروازہ پر جاکر بیٹھے جسکو خواب مین دیکھا تھا اور خواب کی تعبیر کے منتظر رہے عجیب اسرار الٰہی ہوا کہ اسی رات کو حضرت میان میر لاہوری نے بھی بادل بیدار خواب مین دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین محی الدین جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ اے میان میر لاہوری خواجہ قطب الدین مودودی نے اپنے فرزند خواجہ کہار کو میرے سپرد کیا ہے اور مین اسلیے تمھارے پاس آیا ہون کہ تم ان کو ان کی وہ امانت دیدو جو کہ سینہ بسینہ چلی آتی ہے حضرت میان میر لاہوری جب خواب سے بیدار ہوے تو اپنے فرزند اور خلیفہ حضرت میر محمد سعید سے بعد نماز صبح کے فرمایا کہ اے محمد سعید خواجہ کہار کو جاکر بلالاؤ جو کہ تمھارے انتظار مین بیٹھے ہین حضرت میر محمد سعید حسب الحکم بلانے کے لیے

گئے اور اسی محلہ مین چوکی دروازے پر خواجہ کہار بیٹھے دکھائی دیے میر محمد سعید کو اپنے طرف آتے دیکھ کر خواجہ کہار اپنی جگہ سے اٹھے اور میر سعید سے ملے۔ انھون نے کہا کہ مین تمکو لینے آیا ہون میرے ساتھ پیر و مرشد میان میر لاہوری کے پاس چلو۔
مین ان کے ساتھ روانہ ہوا اور جب حضرت کے حجرہ مبارک کے پاس پہونچا تو میان میر لاہوری نے حجرہ کے اندر سے باواز بلند کہا کہ اے محمد سعید خواجہ کہار بار گران رکھتا ہے۔ خواجہ کہار نے جب یہ سنا تو بغیر حصول قدمبوسی کے خواجہ کہار اپنے گھر کو پلٹے اسلیے کہ خواجہ کہار سمجھ گئے کہ میان میر لاہوری کو بذریعۂ کشف یہ معلوم ہوگیا کہ مین چار بیبیان رکھتا ہون یہی بار گران ہے اور حضرت نے اسی کو فرمایا ہے اب مجھکو چاہیے کہ چارون بیبیون کو طلاق دیکر بار گران دور کرکے سبکدوش ہوکر حاضر ہون یہ خیال کرکے خواجہ کہار چند قدم واپس چلے تھے کہ دوبارہ میان میر لاہوری نے حجرہ کے اندر سے ارشاد کیا کہ اے محمد سعید خواجہ کہار سے کہدو کہ جو بی بی فقیری اختیار کرے اسکو طلاق نہ دینا کہ اسی سے تمھارے خاندان کا سلسلہ چلے گا یہ سنکر خواجہ کہار وہان سے اپنی حویلی مین گئے اور ایک بی بی کو طلاق دی اور پھر دوسری بی بی کو پھر تیسری بی بی کو طلاق دی اتنی دیر مین یہ خبر بڑی بیگم صاحبہ کو بھی معلوم ہوئی وہ جلدی سے سامنے آئین اور آتے ہی خواجہ کہار سے کہا کہ خبردار مجھکو طلاق نہ دینا فقر و فاقہ مین تمھارا ساتھ دینا مجھکو قبول و منظور ہے یہ سنتے ہی خواجہ کہار نے خاموشی اختیار کی اور میان میر لاہوری کا کہنا یاد آگیا اور تینون محلون کے سب نوکرون کو برخاست کردیا وہان سے پلٹے اور میان میر لاہوری کے پاس حاضر ہوے۔ میان میر لاہوری نے رات کے خواب کا حال ان سے بیان کیا اور انکو مرید کیا اور جو کچھ امانت سینہ بسینہ ملی تھی وہ سب خواجہ کہار کو دیدی اور دولت لازوال سے ایسا مالامال کردیا کہ اسطرح کبھی کسی کو نہین کیا تھا کہ ایک دن مین مرشد نے اور کسی کو کامیاب کردیا ہو شیخ

محمد میر قادری عرف میان میر لاہوری شیخ خضر سیوستانی کے مرید وخلیفہ تھے۔
سفینۃ الاولیا اور خزینۃ الاصفیا مین لکھا ہے کہ میان میر لاہوری کا وصال ۱۰۴۵ھ کو لاہور مین ہوا وہین انکا مزار ہے یہ خبر میان میر لاہوری کے مریدون نے سنی جو کہ چلہ اور شغل و اذکار اور ریاضت مین سالہاسال سے مشغول تھے۔ ان مریدون نے سہ پہر کو حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ نے جو کچھ ارشاد کیا ہم لوگ رات دن برسہا برس سے ریاضت اور عمل کر رہے ہین اور خواجہ کھمار آج ہی مرید ہوے اور حضور نے انکو دولت لازوال آج ہی دے دی۔
میان میر لاہوری نے فرمایا کہ تم سب دیوانہ ہوگئے ہو نہ دیکھتے ہو نہ سمجھتے ہو خواجہ کھمار شغل واشتغال اور کسب ریاضت خاندانی سے کامیاب ہو کر میرے پاس آئے تھے یعنے اپنی ہانڈی کو پختہ اور تیار کر کے لائے تھے مگر ہانڈی مین صرف نمک ڈالنا باقی تھا مین نے انکی ہانڈی مین نمک ڈالدیا اور تم لوگون کی ہانڈی ابتک پختہ نہین ہوئی بلکہ خام ہے اس مین کس قسم کا نمک ڈالون تم لوگ جاؤ اور اپنی اپنی ہانڈی کو پکا کر لاؤ۔
یہ سنکر سب لوگ سمجھ گئے۔ بعد چند روز کے میان میر لاہوری نے خواجہ کھمار کو ہر سلسلہ کی اجازت دے کر خلافت بھی عطا کی اور اپنے پاس سے رخصت کر کے دہلی روانہ کیا۔
حضرت خواجہ کھمار بڑی بیگم صاحبہ کو مع چند غلامون کے اپنے ساتھ لیکر لاہور سے شاہجہان آباد دہلی مین پہونچے اور متصل پہاڑ گنج محلہ احدی پورہ مین شاہ قلی کی بازار کے قریب ایک مکان مین سکونت اختیار کی اور چند ہی روز مین خرد و بزرگ محلہ کے اور خصوصًا قوم پرپچ خواجہ کھمار کی مرید ہوئی اور پیر و مرشد حضرت میان میر لاہوری کے حکم کے موافق حسب معمول اپنے جد امجد خواجہ مودود چشتی کے سلسلے مین مرید کرنا شروع کیا لیکن آپ نے نعمت خاندان قادریہ سے پائی تھی لوگون کو سلسلہ قادریہ مین بھی مرید کرتے اور شجرہ قادریہ بھی دیتے تھے مگر قوم پرپچ کے لوگ سلسلہ چشتیہ مین اکثر مرید ہوے جنکو شجرہ چشتیہ

دیتے تھے۔ آپ صوفی صاف دل اور فقیہہ کامل درویش عامل اور شیخ وقت اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ زیب النسا بیگم بنت بادشاہ عالمگیر خواجہ کہار سے بہت اعتقاد رکھتی تھی اور اپنے دلی مقاصد کے لیے آپ سے عرض و معروض کیا کرتی تھی اور اپنے خاص آدمیوں کو خیریت دریافت کرنے کے لیے ہمیشہ آپ کے پاس بھیجا کرتی تھی۔

کرامت

ایک دن زیب النسا بیگم کی ایک قمری مرگئی جسکو وہ بہت چاہتی تھی اس مری ہوئی قمری کے پنجرہ پر غلاف چڑھاکر اپنے آدمی کے ہاتھ وہ پنجرہ خواجہ کہار کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین اس قمری کو بہت دوست رکھتی تھی آج یہ مرگئی ہے مین اسلیے اسکو آپ کے پاس بھیجتی ہون کہ شاید آپ کی دعا اور توجہ سے یہ زندہ ہو جائے۔ خادم نے حاضر ہوکر خواجہ کہار سے جب یہ پیام عرض کیا تو خواجہ کہار نے ذرا تامل اور سکوت کے بعد فرمایا کہ قمری کا پنجرہ واپس لیجاؤ اور ہماری طرف سے بیگم صاحبہ سے بعد سلام کے کہنا کہ یہ بات تم کو زیبا نہین ہے کہ زندہ قمری کو فقیر کے پاس بھیجکر کہتی ہو کہ مردہ ہے۔ وہ خادم یہ بات سنکر حیران ہوا کہ بیگم صاحبہ نے تو مری ہوئی قمری بھیجی ہے اور حضرت کہتے ہین کہ زندہ ہے مین کیونکر لیجاؤن بیگم صاحبہ خفا ہونگی۔ خواجہ کہار نے اس سے پھر فرمایا کہ پنجرہ لیجا یہ قمری زندہ ہے مردہ نہین ہے اسکے ساتھ ہی جو مریدین کہ حاضر تھے انھون نے خفا ہوکر پنجرہ واپس لیجانے کو کہا وہ خادم پنجرہ واپس لیگیا اور جیسا پیام خواجہ کہار نے کہا تھا وہ کہلا بھیجا زیب النسا بیگم نے جب پنجرہ سے غلاف ہٹاکر دیکھا تو قمری زندہ تھی۔

زیب النسا بیگم نے اور اکثر امرائے شاہی نے خواجہ کہار سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو عالمگیر بادشاہ سے کوشش کرکے وابستگان حضرت کے لیے دستخط کراکے گذارہ مقرر کرادین مگر خواجہ کہار نے کسی کی یہ عرض قبول نہ کی اور کہا کہ صبر و شکر اور میرا توکل تم لوگ توڑنا چاہتے ہو

اور فرمایا کہ رخدا خود میر سالکن است ارباب توکل را) آپ کی تاریخ وصال معلوم نہ ہو سکی اور
یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ مزار اقدس کہاں ہے۔ غالبًا دہلی مین مزار ہو گا۔

ذکر جامع کمالات دینی و دنیوی مخزن کرامت صوری و معنوی سید شاہ خواجہ محمد شریف مودودی چشتی قدس سرہ

حضرت شاہ سید خواجہ محمد ابراہیم عرف خواجہ کھانہ مودودی چشتی قدس سرہ کے آپ فرزند
ہین آپ نے شریعت و طریقت کا علم اپنے والد سے حاصل کیا اور اپنے والد کے مرید
اور خلیفہ تھے شغل و اشغال اور جملہ معمولات خاندان چشتیہ قادریہ و ہر سلسلہ مین مجاز تھے
اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ طریقت پر بیٹھے اور درس و تدریس جاری کیا اور
طالب علمون کے ساتھ اپنے فرزندون کو بھی پڑھاتے تھے۔ آپ کے فیض ظاہری و باطنی
سے بے شمار لوگ مستفیض ہوے آپ بہت بڑے صاحب معرفت اور اہل دل تھے
اور اکثر آپ حضرت خواجہ بختیار کاکی کے مزار اقدس پر جاکر مراقبہ کیا کرتے تھے آپ کا
معمول یہ تھا کہ محلسرا سے تشریف لاکر مسجد مین صبح کی نماز پڑھاتے بعد اسکے مراقبہ اور
وظیفہ سے فرصت کر کے طلبا کو سبق پڑھاتے اور مریدین کو باطنی تعلیم دیتے تھے اور بارہا ایسا
ہوتا ہے کہ آپ عصر کی نماز کے اول وقت محلسرا سے تشریف لاکر درگاہ کی مسجد مین
جاتے اور نماز پڑھاتے اور اگر اذان کے وقت مین دیر ہوتی تو اپنے مریدون سے
کہتے کہ اے ارتق بیگ دہولا بیگ ابھی اذان مین دیر ہے چلو شہر مین چوک کی مسجد
مین نماز ادا کرین غرضکہ وہان جاکر نماز پڑھتے ایک دن آپنے دونون فرزندون کو
بلایا اور دونون کو مرید کر کے علم سینہ ان کو بخشا اور دونون کو خرقہ پہنا کر خلیفہ کیا اور
اسرار معرفت سے دلون کو منور کیا۔

ذکر وصال

جب آپ کے وصال کا دن آیا تو اس دن حسب معمول سب کو سبق پڑھا کر آپ نے سب مریدون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی بیٹھے بیٹھے یکا یک مر جائے تو ایسی موت کو شرع شریف مین کیا کہتے ہین۔ خادمون نے عرض کیا کہ اس طرح کی موت کو مرگ مفاجات کہتے ہین۔ یہ سنکر آپ نے ارشاد کیا کہ ہان صحیح ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ مرنے کے لیے کوئی حیلہ یا مرض کا ہونا ضروری ہے اسلیے کہ دنیا عالم اسباب ہے اتنا فرما کر آپ دوسری باتون مین مشغول ہو گئے لیکن سب حاضرین کو حضرت کی اس بات سے خطرہ دل مین پیدا ہو گیا اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا خیر کرے یہ ارشاد کرامت بنیاد بلا وجہ زبان مبارک سے نہین نکلا ہے۔

میان جان محمد جو کہ خواجہ محمد شریف کے پرورش کردہ تھے ان کو پیرانی صاحبہ نے بھی فرزندی مین لیا تھا اور وہ حضرت کے ایک مرید کے لڑکے تھے جس دن کہ آپ نے وہی خطرہ والی بات ارشاد کی تھی اسی دن میان جان محمد کی مہندی کی رسم تھی اور شادی کا سرانجام محل مین ہو رہا تھا۔ نقارچی نقارہ وغیرہ لایا تھا حضرت خواجہ محمد شریف اسی طرف سے محل مین جانے لگے۔ نقارچی سے فرمایا کہ اپنے کام پر جلدی مستعد ہو اور نقارہ بجاؤ اسلیے کہ قریب شام یہ سب سامان تم کو واپس لے جانا ہو گا اور اس خوشی مین رنج کا سامنا ہو گا یہ فرما کر محل کے اندر تشریف لے گئے وہان دیکھا کہ چوڑی والیان بیٹھی ہین اور سب عورتین چوڑیان پہن رہی ہین یہ دیکھ کر اپنی بیگم صاحبہ سے اور دوسری عورتون سے آپ نے کہا کہ جلدی چوڑیان پہن لو اس لیے کہ آج کے دن بی بی حیران بانو اور پریشان بانو تمھارے گھر مین مہمان آئین گی اور ان چوڑیون کو اور شادی کے سامان کو درہم برہم کر دین گی یہ سنکر بیگم صاحبہ نے اور سب نے کہا کہ حضرت یہ آپ کیسی بات زبان سے

نکلاتے ہین یہ سنکر آپ مسکراتے ہوے اپنی نشستگاہ مین چلے گئے اور کھانے وغیرہ مین مشغول ہو گئے۔ جب نماز عصر کا وقت آیا تو آپ بیری کے درخت کے نیچے وضو کر کے محل کے حجرہ سے نماز پڑھنے کو باہر جانے لگے جیسے ہی پانٔون بڑھاکر حجرہ سے نکلنے لگے کہ یکایک حجرہ کا دروازہ آپ کے اوپر گر پڑا اسمین بہت چوٹ لگی اور پانٔون ایسا زخمی ہوا کہ خون جاری ہو گیا حویلی کے سب لوگ آئے آپ کو اٹھایا سب خادمون نے بہت تدبیر کی کوئی دوا کارگر نہ ہوئی اور اسی وقت آپ نے حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھا **شعر**

جان بجانان دہ گرنہ از تو بستاند اجل	خود تو منصف باش ایدل ان نکو یا این نکو

اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اور دھلی مین خواجہ صاحب کی درگاہ مین آپ دفن کیے گئے۔ اور میان جان محمد کی شادی کے دن کو غم کا دن کھکر دکھادیا۔ تاریخ ولادت اور وصال کی تاریخ معلوم نہین۔ آپ نے دو اولادین اپنی یادگار چھوڑین ایک خواجہ امیر خسرو عرف میر بادشاہ فرزند کلان دوسرے خواجہ غیاث الدین عرف مرزا صاحب فرزند خرد۔

ذکر سلطان شریعت تاجبخش طریقت شاہ خواجہ میر غریب بادشاہ قدس سرہ

حضرت شاہ سید خواجہ محمد شریف قدس سرہ کے آپ فرزند اکبر ہین - علم دینیات اور تصوف آپ نے اپنے والد سے پڑھا اور بیعت اور خلافت بھی اپنے والد سے پائی اور انھین کے جانشین ہوے - اپکا معمول یہ تھا کہ بعد نماز صبح کے تلاوت قرآن مجید کرتے پھر درود وظائف اور مراقبے سے فرصت کرکے حجرہ سے باہر آکر مولویون اور دیگر حضرات سے ملتے طالب علمون کو سبق دیکر حویلی مین جاتے کھانا تناول کرکے تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد لوگ آپ کو بیدار کرتے اور آپ نماز ظہر پڑھکر وظائف مین مشغول رہتے بعد نماز عصر کے اپنے مریدون و معتقدین کو تعلیم دیتے مغرب کی نماز کے بعد مراقبہ کرکے مریدین پر توجہ کیا کرتے بعد نماز عشا کے حویلی مین جاتے - بندگان خدا کے دینی اور دنیوی مقاصد آپ کی ذات اقدس سے پورے ہوتے تھے - آپ ایک حجرہ مین کنکر پتھر بچھا کر اس پر فرش کرکے عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس مین گیارہ سال تک مصروف رہے اور حجرہ مین کنکر پتھر اسلیے بچھائے تھے کہ بوجہ تکلیف کے نیند نہ آئے - نواب قمر الدین خان بہادر صوبہ دار لاہور کی ہمشیرہ کے دو فرزند تھے ایک نواب یحیی خان صوبہ دار لاہور اور دوسرا شاہنواز خان جو دہلی مین تھا اس نے تدبیر کرکے ملک ملتان کو اپنے قبضے مین کر لینے کا قصد کیا دہلی سے ملتان کو روانہ ہوگیا وہان جاکر بزور شمشیر صوبہ ملتان پر فتح پائی اور اسکو اپنے قبضے مین کر لیا چند دن کے بعد یحیی خان نے اپنے بڑے بھائی پر چڑھائی کردی اور جنگ و جدال کرکے صوبہ لاہور کو بھی فتح کرکے اپنے بھائی کو قید کر لیا اور خود حکومت کرنے لگا -

یحیی خان کی والدہ دہلی مین تھین جب انکو اپنے بڑے بیٹے کے قید ہو جانے کی خبر پہنچی تو انھون نے بہت سعی و کوشش اسکی رہائی کےلیے کی مگر کوئی تدبیر نہ چلی - ان تدبیرون سے عاجز ہوکر بعض بزرگان دین کے پاس گئین کہ کسی عمل و وظیفے کے اثر سے اپنے

مقصد مین کامیاب ہون مگر کسی سے ان کا مطلب حاصل نہ ہوا آخر کار خواجہ امیر خسرو دوم دہلوی کے پاس آئین اور اپنا مطلب ظاہر کر کے رو ئین خواجہ امیر خسرو نے باطنی اثر سے توجہ کی تو یحیی خان قید سے رہا کر دیے گئے۔

ذکر وصال

جب خواجہ امیر خسرو کے وصال کے دن قریب ہوے ایک دن اپنے مریدون سے خلاف معمول بڑی خاطر و مہربانی سے پیش اے۔ ان مین سے ایک مرید کو آپ کے چہرہ مبارک پر ورم معلوم ہوا ایک نے دوسرے سے ورم کا حال کہکر خود آپ سے ورم کا بیان کیا جسے سنکر آپ نے ارشاد کیا کہ یہ خوشخبری ہے معشوق سے ملنے کی۔ وہ ورم لحظہ بلحظہ بڑھتا گیا۔ صبح کو کم تھا اور ظہر کے وقت زیادہ بڑھ گیا یہ خبر محلسرا مین پہونچی اور حضرت کے فرزند خواجہ سعید الدین نے آکر کہا کہ پیر و مرشد ورم کا کچھ علاج کیجیے آپ نے فرمایا کہ یہ مرض نہین ہے بلکہ غرض وصل ہے۔ اگر یہی تمھاری خوشی و تمنا ہے تو علاج کر لو حضرت خواجہ غیاث الدین آپ کے چھوٹے بھائی بھی دیکھنے کو آئے اور علاج کے لیے کہا۔
آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہے بھائی اور فرزند ملکر علاج کرین مین منع نہین کرتا لیکن یقین مانو کہ یہ مرض نہین ہے غرض وصال ہے لہذا مین خوش ہون گا اور تم رنجیدہ و غمگین ہوگے یہ سنکر سب نے کہا کہ پیر و مرشد یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ رات گذر گئی صبح ہوئی اور حسب معمول آپ محلسرا سے باہر تشریف لائے ورم بہت بڑھ گیا تھا۔ خواجہ سعید الدین حکیم احمد خان اور میان شکور صاحب اور حکیم غریب اللہ کو لائے سب کی متفقہ راے سے منضج کا نسخہ لکھ کر دوا پلائی گئی اسکے بعد جلاب دیا گیا مگر سواے نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تیسرے دن قریب سوا پہر دن چڑھے کے آپ محلسرا سے باہر آئے اور خواجہ سعید الدین کو طلب کر کے اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لپٹایا اور مریدون کو سامنے سے ہٹا کر تعلیم فرمائی اور جو کچھ اسرار

سینہ بسینہ چلے آتے تھے وہ بخش دیے اور بآواز بلند فرمایا کہ اے فرزند جو کچھ امانت بزرگان چشتیہ کی تھی وہ سب مین نے تجھکو سپرد کردی تجھ کو مبارک ہو۔ اسکے بعد آپ نے مریدان کو بلا کر انسے فرمایا کہ راہ سلوک و معرفت مین جو کچھ تم کو سمجھنا ہو ان باریک باتون کو اسوقت مجھسے پوچھ لو کہ ابھی تک وقت غنیمت ہے مین ہوش و حواس مین ہون جواب دے سکتا ہون اسکے بعد یہ بیت ارشاد کی بیت

این ہمہ گفتار بود این ہمہ کردار رفت	دوست بدوست رفت یار بر یار رفت

خادمون نے عرض کیا کہ حضور کے فیض سے ہمکو اب کچھ نہین پوچھنا ہے اسکے بعد سب کو رخصت کر دیا اور پردہ کرا کے محلسرا کی خاتونون کو بلا کر ہر ایک کے رتبہ کے موافق تسلی اور دلجمعی کی باتین کین اسکے بعد ان کو رخصت کر کے مریدون کو بلا کر کچھ باتین کرتے رہے پھر سب کو حجرہ سے رخصت کر دیا مگر وہ لوگ حجرہ کے دالانون مین بیٹھے رہے اور حجرہ مین مغل میان او حق اللہ اور مرزا مقیم بیگ اور مرزا نسیم بیگ اور مرزا اشرف بیگ حجرہ مین آپ کے پاس بیٹھے رہے اسکے بعد آپ نے حکم دیا کہ پلنگ سے مجھ فقیر کو زمین پر لٹا دو اور پلنگ کو ایک کنارے کھڑا کر دو اسکے بعد شربت کو پوچھا کہ پیاس معلوم ہوتی ہے ہر چند شدت ورم کے گلے تک پہونچ گیا تھا چند قطرے شربت کے پی کر اور اپنا منھ قبلہ کی طرف کر کے کلمہ طیبہ پڑھا اور جان معشوق حقیقی کو سونپ کر رحلت فرمائی سب لوگ آہ و زاری مین مبتلا ہوے مریدین و معتقدین اور عہدہ دار شاہی تشریف لائے بعد غسل و کفن کے نماز پڑھا کر درگاہ شریف مین آپ کے والد خواجہ محمد شریف کے مزار کے پہلو مین دفن کیا۔

ذکر گوہر دریاے معرفت حضرت شاہ سید خواجہ سعید الدین مودودی قدس سرہ

حضرت شاہ سید خواجہ امیر خسرو مودودی چشتی قدس سرہ کے آپ فرزند ہین۔ علم شریعت وطریقت اپنے والد سے پڑھا اور اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے اُن کے وصال کے بعد آپ سجادہ طریقت پر رونق افروز ہوے۔ ظاہری و باطنی فیض سے ہزار ہا لوگ سلسلہ ارادت مین آئے۔ مرید ہونے کے پہلے عمدہ لباس اور خوبصورت چیزون سے آپ کو بہت شوق تھا۔ کمسنی کے زمانے مین ایک دن آپ نہایت عمدہ اور پر تکلف لباس پہنے ہوے تھے آپ کے والد حضرت خواجہ امیر خسرو نے دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند ایسے نفیس اور عمدہ لباس کو نہ پہنو۔ اسلیے کہ امیری اور فقیری مین بہت بڑا فرق ہے۔ لہو ولعب اور امیرون کی صحبت کو ترک کرو اور فقیری چلن اختیار کرو اور اپنے بزرگون کے طریقے پر چلو۔ یہ سنکر آپ نے اسی وقت محل مین جاکر وہ لباس اتار کر تہبند باندھی اور عمدہ کپڑے جو کچھ تھے مع اس لباس کے ایک حاجتمند کو دیدیے پھر آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ اے فرزند اسکے سوا اور جو کچھ تمھارے پاس ہو وہ سب محتاجون کو دےدو۔ آپ کے پاس مثل شال دوشالہ اور فرش زیور وغیرہ اور عورتون کے عمدہ عمدہ کپڑے اور برتن وغیرہ سب محتاجون کو تقسیم کر دیے۔ آپ کے والد نے یہ سب تقسیم کرتے ہوے جب اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تو آپ سے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ اے فرزند سُن کہ جو کچھ تیرے بزرگون نے اس بیت مین کہا ہے ؎

حال درویش ہمان بہ کہ پریشان باشد	پُر شود خانہ زمہتاب چو ویران باشد

اسی دن سے آپ کو تصوف کا شوق ہوا اور علم تصوف بھی اپنے والد سے پڑھا فقہ اور حدیث اور دیگر علوم خواجہ محمد شریف مودودی چشتی سے حاصل کیے۔ آپ اپنے والد کے

قدم بقدم چلا کیے اور مثل اون کے لوگون کو درس و تعلیم دیتے تھے۔ خواجہ قمرالدین اور خواجہ نصیرالدین اپنے فرزندون کو بھی شاگردون اور مریدون کے ساتھ پڑھاتے تھے تاریخ ولادت اور تاریخ وصال اور مقام مزار معلوم نہین۔
نصیرالدین کے فرزند خواجہ غیاث الدین عرف شاہ صاحب اوران کے فرزند خواجہ نظام الدین۔ خواجہ امام الدین اور خواجہ قمرالدین کے دو فرزند ایک خواجہ جلال الدین اور دوسرے شاہ سلطان صاحب اور ان کے فرزند خواجہ محمد شریف تھے۔ یہ حضرات فقیہ کامل وصوفی صاف دل تھے بادشاہ اور امیر وفقیر سب انکو مانتے تھے ریاضت ومجاہدات نفس سے دل کو اپنے قبضہ مین رکھتے تھے۔ اور ہزارہا بندگان خدا نے ان کے فیض باطنی سے شریعت وطریقیت کی راہ پائی۔ جوکام وہ کرتے تھے خاص اسد کے واسطے کرتے تھے نمود ونمائش کا ذرا بھی لگاؤ نہین ہوتا تھا۔

شاہی معافی

شاہ عالم بہادر (ابوالمظفر جلال الدین) بادشاہ غازی دہلوی نے ارادت وعقیدتمندی سے سنہ ۱۲۰۱ھ مین آصف الدولہ وزیر کے نام پروانہ لکھا کہ چند مواضعات کی معافی کے چار پروانے جو ضلع بریلی مین واقع ہین وہ بنام خواجہ نظام الدین ابن خواجہ غیاث الدین عرف بادشاہ صاحب وخواجہ غیاث الدین عرف بادشاہ صاحب ابن خواجہ نصیرالدین و خواجہ جلال الدین ابن خواجہ قمرالدین اور خواجہ محمد شریف ابن شاہ سلطان کو نام بنام بحیثیت انعام التمغہ نسلاً بعد نسلاً معافی مین دیے گئے۔ چنانچہ نواب آصف الدولہ وزیر نے اس شاہی پروانے کی تعمیل کی اور چارون حضرات موصوفہ بالا کو نام بنام پروانہ معافی دیکران مواضعات پر قبضہ دلادیا جنپر یہ حضرات قابض ومتصرف رہے۔
سنہ ۱۲۱۹ھ مطابق سنہ ۱۸۰۴ء کو نواب مارکوئس ویلزلی صاحب بہادر گورنر جنرل نے وہ

سب مواضعات بریلی کے ضبط کر کے انھین چارون صاحبون کے نام بالعوض مواضعات کے تعدادی مین ہزار آٹھ سو روپیہ سالانہ پنشن نسلاً بعد نسلاً مقرر کر دی چنانچہ انکی اولاد وہ پنشن آج تک پا رہی ہے۔

چارون پروانے معافی شاہی مین نے بچشم خود اپنے بھانجے سید نایاب حسین مودودی ابن سید محمد عسکری مودودی مرحوم کے پاس دیکھے ہین۔ (مولف کتاب ہذا)

دھلی سے لکھنؤ آنا

خواجہ محمد شریف ابن شاہ سلطان اور خواجہ غیاث الدین ابن نصیر الدین مع اپنی اولاد کے دھلی سے لکھنو مین تشریف لائے اور محلہ مینا بازار مین سکونت اختیار کی اور لکھنؤ سے دھلی بھی کبھی کبھی جایا کرتے تھے۔ شاہ سلطان صاحب اور خواجہ جلال الدین اور خواجہ غیاث الدین عرف بادشاہ صاحب بھی دھلی سے لکھنؤ آ گئے تھے اور شاہ خواجہ حسن سے ملے تھے جسکو خواجہ حسن نے اُس کتاب مین لکھا ہے جو نسب نامہ خاندانی مین ہے اور مولف کتاب ہذا کے پاس موجود ہے اُسکے صفحہ ۸۶ کی یہ عبارت ہے جو بجنسہ درج کی جاتی ہے "نغز اتفاق است کہ دیروز شنبہ بود بست و سوم جمادی الاول ہزار و دو صد و بست و چہار (۱۲۲۴ھ) آخر روز نور البصر و البصیرت سلطان صاحب ابن حضرت اخوی خواجہ قمر الدین میرک صاحب ابن عمی خواجہ سعید الدین شاہ صاحب ابن خواجہ امیر خسرو میر بادشاہ ابن خواجہ محمد شریف ابن خواجہ کہار موصوف با برادر عینی جلال صاحب و برادر اعمامی خویش غیاث الدین عرف شاہ صاحب ابن حضرت اخم خواجہ نصیر الدین خواجہ صاحب ابن خواجہ سعید الدین موصوف آمدند نور بصرم شاہ صاحب حسب الایماے این افقر کتاب مثنوی مولوی معنوی را کہ مرقومہ از دستخط خاص جدم خواجہ محمد شریف موصوف بود از خط نستعلیق تحفہ آوردہ در آخر آن

کتبہ از دستخط خاص جناب وسے بود کہ نوشتہ فقیر الحقیر محمد شریف خاکپاے مودود
چشت سید حسن الحسینی ۱۲۲۵ھ تم۔ بلفظ قدس اللہ سرہ میران بوحرم دران مع فخر
برادران اہل یقین وایمان نور العینین خواجہ ابو الحسن الحسینی کہ اسلاف سید حسن الحسینی
دران از چہ رواست۔ ہماندم ملتفے شدم بالقاے شیوخی بانیکہ شاید تمام نامی جدم
مودود حسن باشد واسم با رسم شریف جد نا خواجہ ابو یوسف ناصر الدین کہ چند چونگاہ
ولیست حسین از انجاکہ در شجرات و دیگر کتب سیر چون سیر الاقطاب و مطلوب الطالبین
ولطائف اشرفی وغیرہ سیر غیر از مودود و ابو یوسف ناصر الدین نیافتہ ام
حررہ یوم الاحد فی السابع من شہر الشعبان المعظم لسلک شہور
سنۃ خمس وعشرین ومائتین بعد الالف   روز شنبہ ۷ شعبان
۱۲۲۵ھ

مہر

مہر کی عبارت یہ ہے
الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔

خواجہ غیاث الدین ولد نصیر الدین نے ۱۸۲۹ء کو شہر لکھنؤ مین انتقال کیا اور یہ نہ
معلوم ہوسکا کہ مزار کہاں ہے اور خواجہ محمد شریف ولد شاہ سلطان نے ۱۲۵۵ھ ہجری
مین انتقال کیا اور مولانا عبد الرحمن قدس سرہ کے روضہ کے دکھن جانب انکا مزار
ہے جسپر سنگ مرمر کا پتھر نصب ہے اور سرہانے یہ تاریخ پتھر پر لکھی ہے۔

ان محمد شریف سید پاک	نقل چون کرد زین سپنج سراے
شد زروے ولایتش تاریخ	واصل حق شد آن ولی خداے

۱۲۵۵ھ

مولف کتاب ہذا کے والد ان کے مزار پر اکثر فاتحہ پڑھنے جایا کرتے تھے۔ یہ حال
انھین کا بیان کیا ہوا ہے۔

ذکر بسم اللہ صحیفہ شریعت و طریقت حضرت شاہ خواجہ غیاث الدین عرف مرزا صاحب مودودی چشتی قدس سرہ

آپ حضرت شاہ محمد شریف مودودی ابن خواجہ کمہار مودودی کے چھوٹے فرزند تھے
علم ظاہری و باطنی آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا سلوک و تصوف کی کتابین
اپنے بڑے بھائی خواجہ امیر خسرو سے پڑھین۔
اور آپ اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ بہت خلیق تیز طبع اور نیک خصلت
تھے۔ آپ کے نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے ہزارہا بندگان خدا نے فیض پایا اور
آپ کی ذات سے دین اسلام کو ترقی ہوئی استغنا اور توکل۔ سخاوت اور صبر و رضا
اور زہد و تقوی مین آپ اپنی ہی مثال تھے۔ طالب علم اور دوسرے لوگ جو راہ خدا
کی تلاش مین آپ کے پاس آتے تھے وہ بہت جلد کامیاب ہوتے۔ آپ کے مشہور
شاگردون مین سے مولوی عبداللہ۔ قاضی کابل۔ مولوی ابوالخیر۔ شیخ جمال اللہ۔
قاضی پنجاب تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت لوگ علم تصوف اور سلسلہ طریقت مین
داخل ہوکر حاضر رہا کرتے تھے۔
آپ کے مقررہ اوقات یہ تھے کہ بعد نماز تہجد کے ذکر و شغل کرتے صبح کی نماز کے بعد
تلاوت کرکے چاشت و اشراق کی نماز کے بعد باہر تشریف لاتے اور لوگون سے
ملاقات کرتے۔ نواب قمرالدین خان صوبہ دار لاہور کے دیوان۔ راجہ روشن راے
اور ان کے سوا اور بھی ذی علم ہندو اور پنڈت حاضر ہوتے اور آپ سے تصوف
مین بحث و مباحثے کرتے اور پڑھتے تھے۔ شاہ گرامی درویش بھی برابر آپ کے
پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن شاہ گرامی درویش نے راجہ روشن راے سے
کہا کہ مہاراج مہاراج بہت بڑا ہے اور خواجہ حافظ شیرازی کے اس شعر سے

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ حافظ نے آپ کی صحبت کی تمنا اور آرزو مین یہ شعر کہا ہے جسکا صرف ایک مصرع اسوقت مجھے یاد ہے کہ ع

از خدای طلبم صحبت روشن رائے

تصوف کے ذکر سے راجہ روشن رائے کو خواجہ غیاث الدین سے بہت عقیدتمندی ہو گئی تھی اور بھی گئی ہندو آپ کے آپ کلام تصوف آمیز سے فیض پانے کے لیے حاضر رہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ کے بزرگون نے کمال کی روشنی جو آپ کے دل مین بھر دی ہے تو ہم کو بھی کوئی شغل و اشغال بتا دیجیے۔

یہ سنکر ایک دن آپ نے کہا کہ سنو میرے بزرگون نے یہ بتایا ہے۔

رباعی

خواہی کہ شوی داخل ارباب نظر	از قال بحال بایدت کرد سفر
از گفتن توحید موحد نشوی	شیرین نبود دہن ز نام شکر

یہ رباعی جب راجہ روشن رائے نے سنی تو بڑھ کر آپ کے قدم چومے۔ آپ نے جلدی سے انکو ہٹا کر فرمایا کہ سنو اور یہ شعر پڑھا۔ شعر

گفتگوے کفر و دین آخر بیکجا میکشد	خواب یکخواب ست لیکن مختلف تعبیر ہا

یہ شعر سنکر راجہ صاحب پر ایک وجد کا عالم طاری ہو گیا اور بہت اصرار کیا کہ ہم لوگون کو کوئی عمل یا وظیفہ بتائیے۔ آپ نے راجہ روشن رائے کو اور سب ہندوون کو شغل اسماء کی اجازت دی اور طریقہ تعلیم کیا غرض کہ آپ دوپہر تک تصوف کی باتون سے لوگون کو فیض پہونچاتے اور میر شہاب الدین خان داروغہ توپخانہ اور عمر خان داروغہ گرز برداران۔ رحمت خان بخشی میر علی اصغر صاحب وغیرہ کہ سب حضرت کے خادمون مین تھے ہر روز حاضر رہا کرتے تھے۔ دوپہر کے بعد کھانا نوش کرکے آرام کرتے نماز

ظہر کے وقت تک بعد نماز ظہر کے اپنے سجادے پر بیٹھتے وظیفہ پڑھا کرتے بعد نماز عصر کے حاضر ہونے والے حاضر ہوتے اور حجرہ میں جاکر مراقبہ کرتے مریدین بھی مراقبہ میں باطنی توجہ کا فیض حاصل کرتے اور مغرب کے وقت حجرہ سے نکلتے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے

شعر

در یاد حق مشغول شو تو گوشۂ ناگوشۂ	ہیچ رنج درکشف شو تو خوشۂ ناخوشۂ

بعد نماز مغرب کے سب کو رخصت کر دیتے تھے۔ اور اکثر آپ سیر و تفریح کی غرض سے بے تکلف پیدل نکل جایا کرتے تھے۔ سواری کے لیے گھوڑا موجود تھا مگر کم سوار ہوتے تھے۔ عرس کی محفلوں میں مشائخ اور عالموں سے ملنے کو پیدل بہت جایا کرتے تھے اور کبھی پالکی یا اپنے گھوڑے پر بھی سوار ہوکر جاتے تھے اور مریدین کے گھر میں ان کے بلانے سے کسی خاص ضرورت کے وقت نہایت خوشی سے جایا کرتے تھے۔
جب کسی مرید یا معتقد کو کوئی مشکل پیش آتی مثل ولادت وغیرہ کے تو آپ کی توجہ سے اس مشکل میں آسانی ہو جاتی تھی۔

خواجہ میر مصطفیٰ صاحب۔ حضرت خواجہ محمد شریف مودودی کے عزیزوں میں تھے مع وابستگان ایک حویلی میں الگ رہتے تھے۔ ظاہر میں پنج ہزاری منصب دار بادشاہ دہلی کے تھے مگر باطن میں خواجہ محمد شریف سے شغل و اشغال خاندان چشتیہ کی اجازت حاصل کی تھی اور اپنے مقصد دلی پر کامیاب ہوگئے تھے اور عمر میں خواجہ محمد شریف سے بڑے تھے۔ خواجہ امیر خسرو عرف میر بادشاہ مودودی خلافت کا شرف حاصل کر چکنے کے بعد ایک دن خواجہ میر مصطفیٰ کے پاس آئے اور کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اس لہو و لعب کو ترک کر دوں جب چند دن سے میری طبیعت راغب ہوئی ہے اور خدا و رسول کی راہ میں اپنے دادا کے قدم بقدم چلوں شغل و اشغال اور عبادت میں مصروف رہوں۔ خواجہ میر مصطفیٰ نے اسکے جواب میں کہا کہ صاحبزادے

ایسا ہی مین بھی چاہتا ہون جیسا کہ فضل خدا اور جد امجد کی توجہ سے تمھارے دل مین خیال ہے جو اہر [illegible] تھا آخر کہ یہون خواجہ امیر خسرو نے میر مصطفے کے اتفاق رائے سے ایک حجرہ مین کہ جس مین پہلے کبوتر رہا کرتے تھے اسکو خالی کراکے اور کنکر پتھر اس مین بچھاکر بسر اوقات کیا کنکر پتھر اسلیے بچھائے کہ ان کی تکلیف سے نیند نہ آئے خواجہ امیر خسرو عرف میر بادشاہ اور خواجہ مصطفے نے گیارہ سال تک نفس کشی عبادت و ریاضت سے کی۔ خواجہ امیر خسرو عرف میر بادشاہ نے اپنے فرزند خواجہ محمد سعید سے یہ ذکر کرکے فرمایا تھا کہ اے فرزند تم قدر و مرتبہ خواجہ میر مصطفے کا نہین جانتے ہو تم سے ان کی جو کچھ خدمت ہو سکے برابر کرتے رہنا کہ میری خوشی کا باعث ہوگا چنانچہ حضرت خواجہ سعید الدین جبتک زندہ رہے اخلاص و محبت اور رضامندی ہر امر مین خواجہ مصطفے کی کرتے رہے۔

ذکر شہادت

اس کمال و بزرگی پر خواجہ مصطفے صاحب پنج ہزاری منصب پر شاہ دھلی کے ملازم تھے اور خواجہ غیاث الدین بھی پنج ہزاری منصبدار تھے یہ دونون ایک ہی عہدہ پر اخلاص و محبت سے بسر کرتے تھے۔ احمد شاہ درّانی سے اور عزیز الدین شاہ بن جہاندار شاہ سے ۱۱۶۷ھ مین جنگ ہوئی تھی۔ بندوق کی گولی خواجہ غیاث الدین کے لگی اور آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ میر طالع یار آپ کا ایک خادم پرورش کردہ تھا۔ اس سے آپ نے فرمایا کہ میرا گھوڑا میرے فرزند محمد ابراہیم کے پاس لیجاکر یہ مین نے اسکے لیے چھوڑا ہے۔ یہ فرماکر تیر ترکش سے نکال کر کمان مین جوڑ کر لڑائی کے لیے پہنچے اسکے بعد نالہ پر اپنا سر رکھکر شہید ہوئے۔

ذکر رونق مسند ولایت زینت بزم طریقت شاہ خواجہ محمد ابراہیم مودودی قدس سرہ

آپ حضرت قطب مرتبت شاہ خواجہ غیاث الدین قدس سرہ کے فرزند تھے۔ آپ نے علم دینی ودنیوی کی کتابین اپنے والد سے پڑھین علما وفضلا سے دیگر علوم بھی حاصل کیے اپنے والد کے مرید ہوکر خلافت اور ہر سلسلہ مین اجازت کی نعمت الفین سے پائی اپنے والد کی شہادت کے بعد ۱۱۶۷ھ مین سجادہ نشین ہوے۔ آپ مین خلق محمدی بہت تھا اور آپ تیز طبیعت اور خوش کلام تھے اور آپ بہت بڑے متقی پرہیزگار۔ صابر وشاکر منکسر مزاج۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔ آپ کے ظاہری وباطنی فیض سے ہزارہا بندگان خدا نے فیض پایا مریدون اور طالب علمون کے ساتھ خواجہ حسن اور خواجہ حسین اپنے دونون فرزندون کو بھی پڑھاتے تھے۔

ذکر وصال

آپ کے وصال کا زمانہ جب قریب ہوا اور معشوق حقیقی کے وصل کا پیام پہونچا یعنے کل من علیہا فان کی آواز گوش حق نیوش سے سنی تو ایک دن محلسرا سے بیگم صاحبہ اور اپنی دختر وفرزندون کو مع دیگر خاتونون کے اپنے پاس بٹھا کر ان اللہ مع الصابرین کے مطالب بیان فرمائے اور کچھ باتین بیان فرمائین کہ یکایک تپ محرقہ مین مبتلا ہوکر واصل الی اللہ ہوے دنیا ان کے آگے ہیچ تھی کنکر پتھر کو موتی جواہرات بنا دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اسلیے کہ جاننے والے جانتے ہین موافق مضمون اس حدیث کے الصحبت من التاثر یعنے صحبت کا اثر ہوتا ہے

ان حضرات کی روح جب ارواح علویہ کے ہم صحبت ہوگئی تو عالم سفلی ان کا مطیع و مسخر ہو گیا تھا لہذا ان سے جو کچھ باتین خلاف عقل ظاہر ہوئین وہی کرامات اور خرق عادات ہین۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کسی انسان پر حاکم وقت اگر مہربان ہوگا تو اس حاکم کے محکوم بھی اسکے ضرور مطیع ہون گے۔ یہ حضرات خود ہی سالک اور عارف نہ تھے بلکہ دوسرون کو بھی سالک و عارف بنا دیتے تھے۔

خدا سے باخبر اور دنیا سے بیخبر تھے خدا کی خوشی و ناخوشی ان کا مشرب اور عشق خدا مذہب تھا۔

گلِ دوم

ذکر رونق مسند معرفت تاج بخش ملک طریقت مولانا شاہ خواجہ حسن مودودی حسنی حسینی قدس سرہ

شاہ خواجہ محمد ابراہیم مودودی قدس سرہ کے آپ بڑے فرزند تھے۔
محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار شاہ بادشاہ دھلی کے زمانے مین آپ کی ولادت ۱۱۵۵ھ
کو دھلی مین ہوئی۔
آپ کا نام ابو محمد حسن تھا اور لقب خواجہ مگر آپ کے والد آپ کو ہمیشہ خواجہ حسن
کہا کرتے تھے لہذا یہی نام مشہور ہوگیا اور آپ حضرت قطب الاقطاب خواجہ مودود
چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے۔

حلیہ اور لباس

کھڑا نقشہ۔ نورانیت اور بزرگانہ جلال سے بھرا ہوا۔ رنگ سرخ و سفید آنکھین بڑی
اور بھوری پتلی۔ بھوین بہت خمیدہ اور باریک۔ چوڑی پیشانی۔ ستوان ناک۔
داڑھی بھری ہوئی اور لمبی۔ قد لمبا۔ ڈیوڑھا بدن۔ ٹوپی چوگوشیہ شنجرفی رنگ کی
کرتہ لمبا گیروے رنگ کا جسمین گریبان کلچاک ہمیشہ بائین طرف ہوتا تھا۔ ہاتھ کا رومال
سبز رنگ کا۔ پائجامہ ڈھیلی مہری کا۔ گاہے ماہے انگرکھا بھی پہنتے تھے۔ مشائخ کی
محفلون مین تاج پہنکر جاتے تھے۔

خواجہ حسن بن سید ابراہیم بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ محمد شریف بن خواجہ ابراہیم عرف خواجہ کہار بن خواجہ محمد صالح بن خواجہ سلطان محمد بن سید احمد بن خواجہ محمد افرین بن خواجہ یحیی بن سید قطب الدین بن خواجہ رکن الدین بن خواجہ احمد بن سید خواجہ قطب الدین مودود چشتی بن سید ناصر الدین ابویوسف بن خواجہ محمد سمعان شافلانی بن سید ابراہیم بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید حسن بن امام رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین بن علی مرتضی زوج بتول بنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

نسب نامہ مادری

کریم النسا بیگم از اولاد خواجہ ابو احمد ابدال بن سید سلطان فرسناقہؒ بن سید محمد المعانی بن سید ابراہیم بن سید یحیی بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید حسن بن سید محمد بن عبد اللہ بن حسن مثنی بن امام حسنؑ آپ سادات حسینی حسنی مین سے تھے۔

سلطان سید سلطان فرسناقہ سید صحیح النسب حضرت ابی محمد امام حسنؑ کی اولاد مین تھے اور ملک عرب کے بادشاہ تھے جنھون نے حجاج بن یوسف کے زمانہ ظلم وستم مین سلطنت اور عیش شاہی ملک عرب کی ترک کر کے قصبہ چشت مین آکر ملک توحید کی بادشاہی اختیار کی تھی۔

تحصیل علوم و فن و عادات و خصائل

ابتدائی درسی کتابین آپ نے اپنے والد سے پڑھین اور ان کے وصال کے بعد اپنے دادا شاہ غیاث الدین عرف مرزا صاحب مودودی اور اپنے خالہ زاد بھائی شاہ علی اکبر مودودی سے علم فقہ و حدیث تفسیر معقول و منقول اور تصوف پڑھا علم نجوم - رمل - ہیئت موسیقی - عروض باکمال استادون سے پڑھا - فن شاعری مین مرزا جعفر علی متخلص بہ حسرت کے آپ شاگرد ہوے آپ کی بابت جناب شوق نیموی اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ علوم متداولہ کے علاوہ شاعری مین آپ مسلم الثبوت استاد اور علماے عروض مین سے تھے اور علم موسیقی مین استاد کامل اور بہت بڑے ماہر فن تھے استعداد فن موسیقی کی انکی تصانیف سے ظاہر ہے - اور علم نجوم مین بھی بہت کچھ دخل رکھتے تھے اور علم تصوف کے بادشاہ تھے - لکھنؤ مین آدھے شہر سے زیادہ لوگ آپکے مرید اور معتقد تھے - آپ کی ذات مین کمالات ظاہری و باطنی دونون جمع تھے - آپ تارک الدنیا اور درویش کامل تھے نواب اور ہر بادشاہ اور وزیر معتقد آپ کی خدمت مین برابر آتے رہتے تھے۔

آپ بہت بڑے خلیق اور منکسر مزاج تھے - اور لطیفہ گو - شوخ طبع ظریف - حاضر جواب اور ایسے خوش کلام تھے کہ آپ کے ہم جلیس آپ کی صحبت سے اکتاتے نہ تھے گانا سننے کا بہت شوق تھا -

غزلیات

آپ کی غزلین اپنے استاد کے رنگ مین ڈوبی ہوئی ہین جن مین لطف زبان صفائے بندش - سادگی الفاظ - اور اثر بہت ہے فارسی ترکیبون اور تشبیہ - استعارہ مبالغہ تصنع سے آپ کا کلام پاک و صاف ہے آپ کا تخلص (حسن) تھا -

چند اشعار متفرق اور دو چار غزلین آپ کی لکھی جاتی ہین۔

اس قدر دل محو ذات کبریا ہونے لگا
آپ مین اپنے سے اب نا آشنا ہونے لگا

حسن جو عشق حقیقی کی اور راہ نہین
تو اس حسین سے محبت کوئی گناہ نہین

تم نے ایذا جو اے صنم بخشی
یہ بھی سرکار کی کرم بخشی

آکر بلا سے قتل ہی کر جائیے مجھے
صورت اسی بہانہ سے دکھلا دیجئے مجھے

جو نبد سخانے مین آگئے میان فقیر تمکو مبارک ہو
کسی کے دل کو جو خوش کر دگے خدا تمھارا بھلا کریگا

کیسی صحبت اوٹھ گئی ای یار کیا تھا کیا ہوا
مٹ گیا نقشہ وہ سب یکبار کیا تھا کیا ہوا

آنا محال ہوش مین ہے مجھسے مست کا
مدہوش ہو چکا ہون مین روز الست کا

جان بخشی کو نہ آیا وہ دم نزع حسن
اس نے اسوقت مین تا ہم سے چرائین آنکھین

دل دلاسون کرے ہے بیقراری بیشتر
خانہ ماتم مین ہو مرنے سے زاری بیشتر

آہ کس کس بیوفائی کا میان کیجے شمار
اور تو سب اکطرف منھ بھی دکھانے سے رہے

چلنے سے کب اشک ہارتا ہے
دریا ہے کہ جوش مارتا ہے

دیا دل تمھین تم مرے دل کو دیکھو
ٹک اس سہل مین میری مشکل کو دیکھو

بھلا مین دوانہ سہی پر یہ ناصح
مرے ساتھ بکتا ہے عاقل کو دیکھو

یہان آن کر بیٹھے کیا راہ مین تم
چلو راہ رو اپنی منزل کو دیکھو

غزل

ہم کو گر کچھ بھی ہووے بینائی
تو ندے شکل غیر دکھلائی

عین جانے اسی کو صاحب عقل
غیر جو سمجھے ہے وہ سودائی

ایک حیوان اور جماد یہ کیا
ہے نباتات کی یہ گویائی

نے نئی اک صدا سے کہتی ہے
کہ دوئی نے ہے اور دوئی نائی

اور جو کہے عدم سے ہے یہ وجود
تو عدم کی تجزی مین پائی

اور عدم کو بنائے موصوف
یا کہ بالعکس نہین یہ دانائی

وجہ ثانی مین ممکنات تئین
پھر تو راہ عدم ہی دکھلائی

وجہ اول صفت کہین موصوف
ہو وجود گ مقدم اسے بجائی

بس یہ بہتر کہ جانیے اس کو
عین ہر شئے نہین ہے رسوائی

مظہر یار ہی سے نکلی ہے
سب مسلمانی اور ترسائی

وہی علت ہے اور وہی معلول
وہی معلول و علت غائے

دل و جان سے حسن ہین واللہ
کیا کسی کی یہ بیت خوش آئی

یار ما با کمال رعنائی
خود تماشا و خود تماشائی

دیگر

جو پی تھی غیر نے وہ مین شراب کیا کرتا
لگا کے منہ مین بھی منہ کو خراب کیا کرتا

خدا نے پاس بلا ہی لیا شب معراج
حبیب جان کے انسے حجاب کیا کرتا

دکھا کے حسن مجھے کھو دیا زمانے سے
اب اور وہ مری مٹی خراب کیا کرتا

بوقت مرگ کھلا مجھپہ راز ہستی کا
بیان کسی سے یہ تعبیر خواب کیا کرتا

ہنسی ہنسی مین حسن اسنے ہمکو ذبح کیا
یہ جسکا لطف تھا اسکا عتاب کیا کرتا

دیگر

تونے مجھسے نالہ شبگیر کچھ نہ کی
یان دل جلایا اور وہان تاثیر کچھ نہ کی

کیون تم خفا ہو کب مین کسی بات پہ بیان
موجب تمھارے قول کے تقریر کچھ نہ کی

کچھ اور تو ہوا نہین ہے ساری عمر مین
مرتا ہے جان کنی مین حسن حیف تمنے رات

تقصیر یہ ہوئی کہ مین تقصیر کچھ نہ کی
کیون اسکی جان بخشی کی تدبیر کچھ نہ کی

دیگر

منہ چھپانا یار کا ہم سے حجاب ناز تھا
زلف کا چہرہ پہ جو پردہ تھا وہ ہمراز تھا

ہائے غیرون نے بگاڑین سب تمھاری عادتین
سچ کہو میان پہلے ان باتون کا یہ انداز تھا

تفرقہ پرداز اکر ہو گئے ہین اب رقیب
غیر جب کوئی نہ تھا تب ہمسے انسے ساز تھا

جلوہ حسن حقیقی دیکھتا مین کس طرح
چشم باطن کیطرح کب دیدہ دل باز تھا

کھکے انسے وصل کو کھو بیٹھا اپنی قدر مین
پہلے تک انکی نظر مین میرا کچھ اعزاز تھا

دل مرا تھا آپ کا اور آپ کا دل تھا مرا
گو بظاہر تھے جدا پر اک کا اک ہمراز تھا

وہ جو ہم پاس آگیا تو جان مین جان آگئی
اسکی جان بخشی حسن تھی یا خرام ناز تھا

دیگر

اب تو جہان مین رسم محبت نہین رہی
ساقی کو میکشون کی مروت نہین رہی

نکلے ہے نالہ منہ سے تمھارے فراق مین
مجبور ہون کہ ضبط کی طاقت نہین رہی

مین تمپہ جان دون تمھین کچھ بھی نہین خیال
سچ ہے جہان مین قدر محبت نہین رہی

اپنے ہی دل کا ہے ہمین شکوہ گلہ حسن
باقی کسی سے کوئی شکایت نہین رہی

دیگر

حال دل اپنا مین ہر ایک سے کھو دیکھا
وان کسی نے بھی سبب سے یہ ہوتے نہ بیزار دیکھا

وقت نظارہ نہ رو سکتے تھے ای چشم تجھے
شدت گریہ سے یے خاک نہ سوجھا دیکھا

گھورتے تھے مجھے کیا تھر کی آنکھوں سے آپ
دیکھنے سے مرے کاہیکو خفا ہوتے ہو

ایک عالم نے اگر آپ کو گھورا دیکھا
کیا غضب ہو گیا گر مینے بھی دیکھا دیکھا

دیگر

ساقی مدام دور مین جام وسبو رہے
وہ دے شراب جسسے خودی کی نہ بو رہے
اے نفس ناطقہ جو توکل نہ ہو سکے
جان بخشتی کو وہ آیا چلا بھی گیا وے

وہ مے پلا کہ مجھکو تری جستجو رہے
پیش نگاہ گلشن الفت مین تو رہے
ٹک ہمسے مادین کی نہ کچھ گفتگو رہے
ہم دیکھتے ہی اسکو حسن چار سو رہے

دیگر

جو ہٹ کرتے ہو میرے قتل پر اس ضد کو ہٹنے دو
حجاب ناز مین راز حقیقت کیون چھپاتے ہو
تسلی دیجے کیون تم جوش گریہ کم نہین کرتے
چلا جاؤنگا جنت مین مجھے جلدی ابھی کیا ہے
حسن تم پاگئے راہ حقیقت اپنے مرشد سے

عبوسے زندگی تم میری قسمت کو پلٹنے دو
مجازی عشق کے پردے کو ٹک للہ ہٹنے دو
بڑھاؤ اب نہ اس دریا کو ٹک للہ گھٹنے دو
کہ ٹک میدان محشر کی ابھی تم بھیڑ چھٹنے دو
مجازی عشق سے اپنی طبیعت کو اچھٹنے دو

دیگر

ڈھونڈھ ہی لین گے اسی دل مین ٹھکانا آپکا
آپ بن ذات ترین اور خبر ہو دین نہ آپ
آپ نے کب ظلم چھوڑا ہم جو نالے چھوڑ دین
آپ کا ہا ظلم سہکر ہم نے میٹھا اپنا دل

دیکھ ہی لینگے کسی دن ہم بھی جلوہ آپ کا
فیصلہ ہو گا قیامت مین ہمارا آپ کا
آپکو ہم سے گلہ ہے ہم کو شکوہ آپ کا
دیکھیے شہرہ ہمارا ہوتا ہی یا آپ کا

دور کردی ہے خودی ایسی کمال عشق سے		اب حسن پر ہوتا ہے غیرون کو دھوکا آپکا	

دیگر

تری فرقت مین اس صورت سے کچھ تسکین پاتے ہین	تری تصویر پیارے اپنے دل پر جب کھچاتے ہین
حقیقت مین یہی ہے زندگی اور موت عاشق کی	کبھی صورت دکھاتے ہین کبھی صورت چھپاتے ہین
محبت مین قدم آگے بڑھے جب دیکھین کیا ہوگا	ابھی تو شوقین ہم یار کے کوچہ مین جاتے ہین
مجھے شرمندہ کرنے کیلیے کہتے ہین وہ مجھسے	ہمارے کان تک شکوے ترے نالو نکے آتے ہین
کبھی روتا تھا پہرون اب حسن ہردم بخود بالکل	اُسی کو آج روتے پیٹتے غمخوار آتے ہین

آپ کی غزلین تصوف کے رنگ مین ڈوبی ہوئی اور عاشقانہ جذبات صادقہ سے بھری ہوئی ہین عام فہم ہین ان پر تنقیدی نظر ڈالنا وقت کو ضائع کرنا ہے متفرق اشعار مین آپ کا پہلا مطلع مجھکو بہت پسند آیا جسکی تنقید کرنے کو بے اختیار میرا دل چاہا اور وہ یہ ہے (اسقدر دل محو ذات کبریا ہونے لگا + آپ مین اپنے سے اب ناآشنا ہونے لگا) آپ نے اس مطلع مین فنا فی اللہ کے درجہ کو دکھایا ہے کہ سالک جب فنا فی الشیخ اور فنا فے الرسول کے درجون کو طے کرکے عالم جبروت مین پہونچتا ہے تو عشق خدا کی تاثیر خودی کو جلادیتی ہے جیسے آفتاب کے اثر سے زمین کے رطوبات جل جاتے ہین اسی طرح سالک سے خودی فنا ہو جاتی ہے اور وہ فنا فے اللہ ہو جاتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جہان نہ روح ہے نہ جسم اور نہ من و تو کا جھگڑا ہے جمال خدا مین ڈوبا رہتا ہے اور اپنی خودی مٹا کے انتہائے عشق خدا سے خود اپنے کو محبوب سمجھنے لگتا ہے اسی مقام پر آکر مجنون نے انا لیلی اور منصور نے انا الحق کہا تھا۔ اسی درجہ کا سالک خدا کا طالب ہوتا ہے تو خدا بھی اُسکا طالب ہو جاتا ہے۔ عالم سفلی اُسکا مسخر ہو جاتا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے خدا

اُسکو پورا کرتا ہے جو کچھ اُس سے ظاہر ہو اُسکو کرامت کہتے ہین اور قول وفعل اسکا خدا کی مرضی پر ہوتا ہے جو بات زبان سے نکل جاتی ہے خدا اسکو منظور کرلیتا ہے۔

اور آپکی اِس آخری غزل کا مقطع بظاہر صاف معنی کا ہے نہ توکوئی لفظ لغوی ہے نہ نہ ترکیب پیچیدہ ہے مگر آپ نے اسمین بلاغت بھردی ہے یعنے الفاظ قلیل اور معنی کثیر ہین۔ بمصداق قول آخر نسبتے دارد کے آخری مقطع کی بہی تنقید کی جو کہ ناظرین کتاب ہذا کی دلچسپی سے خالی نہین ہے۔ وہ مقطع یہ ہے۔ (کبھی روتا تھا ہیروں اب حسن ہے دم بخود بالکل + اُسی کو آج روتے بیٹھے غمخوار آتے ہین) آپ نے اس مین مقام قرب الٰہی کے اثر کو دکھایا ہے اور سالک کا نقشہ کھینچا ہے لہذا مذاق تصوف کے موافق اسکے معنے یہ ہین کہ حسن پہلے تو محبت مین بہت رویا کرتے تھے اب جو قرب الٰہی کا درجہ حاصل ہوا تو حیرت طاری ہوگئی جمال الٰہی دیکھتے ہی محو تجلی ہوگئے ان کے غمخوار جو کہ انکی اس حالت سے ناواقف ہین وہ یہ سمجھکر ان کو روتے ہین کہ حسن پر سکتہ طاری ہوگیا یا انتقال کرگئے قرب الٰہی کو حیرت لازمی ہے اور یہ ایک خاصۂ انسانی بھی ہے کہ کوئی شخص رنج وصدمہ کی حالت مین اگر خوش ہو تو وہ رونا تک بھول جاتا ہے اور یہ روزمرہ ہماری زبان پہ ہے کہ (مارے خوشی کے رونا تک بھول گئے) عارفانہ رنگ کے تو یہ معنی ہوے اور عاشقانہ معنے یہ ہین کہ حسن یاد اور شوق معشوق مین پہلے رویا کرتے تھے مگر اب ادب عشق اور رسوائی معشوق کا خیال کرکے خاموشی اختیار کی ہے ان کے غمخوار سمجھے ہین کہ حسن کے دل کی قوت جواب دے چکی آنکھون مین آنسو خشک ہوگئے اور چپ لگ گئی کہ حسن سے دنیا اب کوئی دم مین خالی ہوتی ہے یہ حالت سُنکر غمخوار رو رہے ہین۔ عاشقانہ اور عارفانہ دونون معنے اس مقطع مین ہین۔ سننے والا اپنے مذاق کے موافق معنے سمجھ سکتا ہے اور یہ آپ کی شاعری کا کمال ہے تصوف اور دیگر علوم مین آپ کی تصنیف کی ہوئی کتابین بہت تھین اور آپ کے دو

دیوان تھے ایک فارسی دوسرا اردو کا مگر وہ سب تلف ہو گئین صرف پانچ چھہ کتابین آپکی تصنیف موجود ہین جنکی فہرست یہ ہے۔

لطائف اکبری شاہ علی اکبر مودودی اپنے مرشد کا ملفوظ آپ نے لکھا ہے۔	برہان البیت اصطلاحات نقشبندیہ مین تخمینا پانچ جز کا یہ رسالہ ہے عربی مین ہی شاہ حبیب حیدر صاحب قلندر کاکوروی کے پاس ہے	مثنوی ظہور عشق شاہ ابراہیم بن ادہم کے عشق کے حال مین جسکو آپ نے اپنے دوست اعظم شاہ محمد کاظم قلندر کی فرمایش سے نظم کیا فارسی مین ہے تخمینا ۱۲ جز کاکوری مین موجود ہے
تصوف مین ایک خط فارسی مین تخمینا ۹ جز کا ہے کتاب کی صورت مین جسکو آپ نے بنام نظام الدین احمد عرف فقیر صاحب ۱۲۰۲ھ ہجری مین لکھا۔ کاکوری مین ہے	ایک نظم بتضمین چند اشعار مثنوی مولوی معنوی اور چند غزلین اردو کی۔ کاکوری مین ہے	رسالہ در علم تکسیر یعنے تعوید کے نقش بھرنے کے طریقے مع قواعد کے میرے پاس موجود ہے

رسالہ فن موسیقی فارسی مین ۱۲۰۸ھ ہجری کا خاص آپ کے قلم کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہی

بیعت و خلافت

جب آپ کی عمر تخمینا ۱۴ سال کی تھی تو آپ کو طلب حق کا شوق ہوا آپ کے دادا حضرت شاہ خواجہ غیاث الدین مودودی چشتی نے دھلی مین سلسلہ قادریہ مین آپ کو مرید کیا اور کئی سال تک شغل و ریاضت مین مصروف رکھکر خرقہ پہنایا اپنا خلیفہ کیا۔

شاہ عالم بادشاہ دھلی کے زمانہ سلطنت ۱۱۳۲ھ ہجری مین جبکہ آپ کی عمر تخمینا ۱۸ سال کی تھی حضرت سید شاہ علی اکبر مودودی رضوی کے آپ مرید ہوے اور شغل و اذکار و عملیات مجاہدہ نفس و ریاضت و عبادت مین دس سال تک مصروف رہے۔

معرفت کے درجے طے کرنے کے بعد واردات قلبی کا ظہور ہونے لگا - یہ ایک عام قاعدہ ہے
کہ بعض لوگ ایک کام سے فطرتاً مناسبت رکھتے ہین اور بعض لوگ اُسی کام کو عادت ڈالکر
زبردستی سیکھتے ہین - مگر فطرتاً مناسبت رکھنے والے استاد کی تھوڑی سی مدد سے بوجہ استعدادی
قوت کے بہت جلد ترقی کے درجے مین پہونچ جاتے ہین اور اُسی کام کو عادت ڈال کر
سیکھنے والے استاد سے بہت محنت لیتے ہین اور دیر مین اپنے مقصد کے درجے مین پہونچتے
ہین اسکی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک سوار اور ایک پیادہ ہے کہ یہ دونون ایک ہی منزل
کے جانے والے ہین اور دونون پہونچ بھی جاتے ہین مگر وہ خوشخرامی اور بغیر تکلیف اٹھائی
جلدی پہونچتا ہے اور یہ افتان وخیزان زحمت اٹھاکر دیر مین پہونچتا ہے۔
غرضکہ آپ مین فطرتاً ولایت کا مادہ تھا شاہ علی اکبر نے آپ کو متحمل بار طریقت دیکھ کر
نعمت خلافت اور اسرار سینہ سے آپ کو مالامال کر کے اپنا خرقہ پہنایا اور ہر سلسلہ
صوفیہ مین اوراد و اشغال کی اجازت تحریری مہری و دستخطی سے مجاز کر کے طریقہ
چشتیہ نظامیہ قادریہ وغیرہ اور ہر طریقہ خانوادہ مین بتاریخ ۷ محرم سنہ ۱۱۹۳ ہجری کو
مجاز کر کے ترک لباس کرایا - لطائف اکبری قلمی مین مثال موجود ہے۔

ذکر سید شاہ خواجہ علی اکبر مودودی چشتی حسنی حسینی

میرزا سید علی اکبر تبریزی المخاطب بہ فضائل علیخان و میرزا لقب شاہی است از سادات
رضوی اند و از امام موسی رضا علیہ السلام تا بایشان کسے بعلم نبودہ است عالم متبحر و صوفی
کامل و از اجلۂ اولیاے کرام بود - و در کتاب خصوص الحکم است و نیز فقیر از بعضے یاران
شیخ غلام ٹھٹی مسموع است کہ آنجناب از تبریز بہ ہندوستان آمدہ بود کہ دران زمان
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بہم دکن اشغال داشتہ بود در لشکر ظفر پیکر ملحق گشتند
بعد از قلیلے ایام بواسطہ یکے از علماے کرام اورنگ زیب عالمگیر ملازمت فسے نمودہ

در مجلسے علما فضلا مناظرہ علوم وفنون کردہ از علمیت ایشان جملہ علما بسیار خوش گشتند و خبر معلومات وتحقیقات ایشان بحضور سلطان عرض کرد۔ آن سلطان بمنصب و صدی وبخطاب فضائل علیخان سرفراز کرد و روز بروز درجہ ترقی زیادہ کردہ تاآنکہ بصوبہ داری ملک گجرات کلان رسیدند و ربط عدالت وامارت از ایشان بوقوع آمدند بعدہ بعہد شاہ عالم بہادر بحسب الحکم معزول گشتہ بملازمتش رسیدند واز مراتب سابقہ ترقیات نمودند واز سنہ قلیلہ بنابر آن تبدبیر بیرم خان خانخانان بدیوانی ٹھٹھہ دہکر منصوب گشتہ از حضور سلطان رخصت گشتند۔ در زمان محمد معزالدین شاہ بدصلی تشریف آوردند وہمبرین منوال از ان حال تاحال وصال بصوبہ داری دیوانی ٹھٹھہ وبھکر منصوب بودند۔ وفقیر را از زبان امارت وثروت پناہ نواب تربیت خان مرحوم مسموع است ۔(نوشتہ شاہ خواجہ حسن در لطائف اکبری)

آپ عالم وفاضل اور بہت بڑے صاحب نسبت اور اہل دل تھے اور آپ مرید اور خلیفہ تھے اپنے چچا سید محمد میر شاہ بھلّی قدس سرہ کے اور آپ کا سلسلہ طریقت چشتیہ نظامیہ حضرت شاہ نظام الدین محبوب الٰہی تک چودہ واسطون سے ملتا ہے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی سے روحانی اجازت کا بھی فیض بطور اُویسی آپ کو پہونچا۔ کتاب اعانت الاحبا مین آپ نے اسکا ذکر کیا ہے۔

آپ سے اور خواجہ حسن مودودی سے علاوہ نسبت مرشدی کے قرابت قریبہ بھی یہ تھی کہ خواجہ حسن ۔ شاہ علی اکبر کے خالہ زاد بھائی تھی عزیز النسا بیگم خواجہ علی اکبر کی والدہ اور کریم النسا بیگم خواجہ حسن کی والدہ یہ دونون حقیقی بہنین تھین خواجہ حسن کی والدہ کے سید علی اکبر بھانجے تھے اور بوجہ عقیدتمندی کے خواجہ حسن کی والدہ اپنے بھانجے شاہ علی اکبر کی مرید تھین کیونکہ راہ خدا مین سن وسال کا خیال وپاس نہین کیا جاتا۔ اور خواجہ حسن کے والد یعنے شاہ خواجہ ابراہیم اور شاہ علی اکبر

رشتہ مین ماموں اور چچا تھے۔ اسطرح سے کہ خواجہ حسن کے والد سید علی اکبر کی حقیقی پھوپھی کے فرزند تھے۔ اور سید علی اکبر۔ خواجہ حسن کے والد کے حقیقی ماموں کے فرزند تھے۔ اور سید علی اکبر کے دادا اور خواجہ حسن کے دادا کا سلسلہ نسب پدری حضرت خواجہ افرین سوددی سے اسطرح ملتا ہے۔

نسب نامہ پدری

سید علی اکبر بن سید اسد اللہ بن سید سراج الحق امیر اسد بن سید موسی بن سید عیسی بن سید اسمعیل بن میر کلان بن خواجہ یوسف بن خواجہ محمد افرین بن سید یحیی بن سید قطب الدین بن خواجہ رکن الدین بن خواجہ احمد بن خواجہ قطب الدین سوددچشتی اول ابن خواجہ ناصر الدین ابویوسف بن سید محمد سمعان شافلانی بن سید ابراہیم بن سید عبداللہ بن سید حسین بن سید حسن بن امام موسی رضا علیہ السلام بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین بن امیر المومنین علی ابن ابیطالب خلیفہ وزوج بتول بنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم۔

نسب نامہ مادری

عزیز النسا بیگم اولاد خواجہ ابو احمد ابدال بن سلطان فرسناقہ بن سید محمد المعانے بن سید ابراہیم بن سید یحیی بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید حسن بن سید محمد بن عبد اللہ بن حضرت حسن مثنی بن امام حسن علیہ السلام۔

لہذا آپ سید حسینی حسنی ہین دھلی سے اجودھیا فیض آباد مین تشریف لیجا کر وہین آپ نے قیام فرمایا اور وہان کے صاحب ولایت آپ مانے گئے ہین آپ کے مریدون نے آپ کے لیے محلہ قفیانہ اجودھیا مین ایک خانقاہ اور مسجد بنوادی

تھی جو اب تک موجود ہے اور وہین آپ کا مزار شریف زیارت گاہ خلق خدا ہے
آپ کے ہزارہا مرید اور خلیفاے مجاز بھی بہت تھے مگر سواے اِن خلفا کے اور کسی
کا نام معلوم نہو سکا۔ شاہ خواجہ حسن مودودی۔ شاہ قطب اعظم مودودی۔ مرید وخلیفہ
اور سید خواجہ حسین مودودی ۱۲۸۱ھ مین مرید ہوے۔ نواب حسین الدین خان اور نواب
محبت خان بہادر۔ مرزا باقر بیگ خان رسالدار بکیٹپہ۔ نواب محمد علیخان بہادر یہ سب مرید تھے آپکے تصرفات کرامات بہت
ہین جنکو مین نے لطائف اکبری مین دیکھا ہے بخیال طوالت انکو چھوڑ دیا۔

آپکے چند ملفوظات

روزے فرمود کہ کلاہ چار ترکی مخصوص درطریقہ چشتیہ مرغوب است ہر کہ درطریقہ چشتیہ
بیعت نماید شیخ را باید کہ کلاہ چار ترکی بوے عطا فرماید بخلاف طریق دیگر سلاسل
کہ آنرا کلاہ دو ترکی باید داد۔
وفرمود کہ روز عرس شیخ درطریقہ چشتیہ بقید فاتحہ بزرگان چشت مخصوص است
ونیز بسیار ضروری است کہ دران روز طعام وسماع باید کرد وعلت دران محفل
سماع اجتماع اہل وجد وحال است تا ہر یکے را از ارباب کمال مقام ترقی ودر
اصحاب دیگر افادہ بحسب حال حاصل گردد۔ نمے بینی کہ چوبے واحد را اگر بسوزانند
بتکلف سوزد وشعلہ ندہد واگر چند چوبہا مجتمع کردہ بسوزانند شعلۂ آنہا دنیا را
بسوزد وہر تر وخشک را فرا گیرد۔ پس فاتحہ کہ عبارت از خواندن سور کلام
فاتحہ کہ بر کسے چیزے باشد از قرآن شریف ودرود بخشیدن آن بر روح صاحب
عرس لازم است ودر حالیکہ اگر ہیچ چیزے از قسم طعام میسر نہ آید بر کوزۂ آب
فاتحہ بدہد۔ بعد از ان فرمودند کہ پیران چشتیہ ما باین امر تاکید کمال فرمودہ است۔
وفرمود کہ چشتیان را ادب محفل سماع بسیار واجب ولازم است حتی کہ
درخلوے شکم سماع را نباید شنید۔

وفرمود کہ مشائخان و مردان خدا را سماع بمثل محک است۔ و از سماع تحریک قلب میباشد پس اگر ہر کسے را این تحریک از سبب یادِ حق است وے را سماع مستحب است ورنہ حرام مطلق است۔ وہمبرین طریق در خاندان چشتیہ سماع راجائز کردہ است۔

وفرمود کہ رہرو راہِ خدا را قدمِ اول زہد است۔

وفرمود کہ شریعت از نفس تعلق دارد و طریقت از دل متعلق است وحقیقت از روح متعلق است۔

وفرمود کہ در محبت صادق ہر کہ مرد۔ آن شہید است از مسئلہ تصوف۔

وفرمود کہ محبت زینۂ تصوف وکمال باطن است وہم روح رمز شناس و محبت آن را میگویند کہ خواہش محبوب را اختیار کردن اگرچہ دل طالب از ان خواہش راغب نباشد۔ ومحبوب را از ہر چیزیکہ رغبت نباشد وے را ترک نمودن۔ اگرچہ عاشق را از ان چیز رغبت باشد۔

وفرمود کہ از اقسامہائے معرفت خدا خلاصہ آن است کہ تعمیل احکام خدا و رسول او بخلوصِ دل کند الاشرط آن است کہ از دنیا دل برداشتہ شود و ہر آنکہ در درگاہ خدا بصدق دل آہ وزاری واظہار عاجزی و سر تسلیم خم میکند حق تعالے وے را محبت خویش مرحمت کردہ دوست میدارد و او از دنیا بگریزد و دنیا واہل دنیا آنرا میگریند۔

وفرمود کہ سرِ حقیقت بر ہر کسے ظاہر میشود ان را از چشم دل صاف نظر آید کہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ

وفرمود کہ بغیر مرشد ہر کہ در ملک طریقت مے رود آن کس از گم شدگی راہ بے نیل مرام واپس مے آید۔

وفرمود که انکار قول و فعل شیخ و گروه صوفیه کسے را انکار نباید کرد زیرا که اوشان بر حال اوشان می باید طلبید۔
وفرمود که از بابہاے معرفت الٰہی باب اول آن است که انسان دل خود را از خلا مانوس کند۔
وفرمود که مرید را در صحبت مرشد نشستن و اطاعت کردن بہتر است از ذکر و شغل کردن۔
وفرمود که صحت لفظ حال بتشدید لام صحیح است و حال و ارادت و وجد و کیفیت را گویند و این حال از حلول است که در دل صاحب ذوق پیدا می شود۔
وفرمود که سالک را لازم است که مالک حال شود مملوک حال نباشد۔ یعنے بوقت سماع وجد و کیفیتے را در قبضہ خود بنہاد و رقص سبب حال است باید که ضبط کند۔
وفرمود که جد ما حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی را تصرفے خاص است براے از اثر زہر سگ دیوانہ و زہر مار چہ کہ حیوان و انسان گزیدہ باشد و اگر احیاناً مارے یا سگ دیوانہ کسے با ولادِ آن خواجہ مودود بگزد انچہ لوازم آن است مرتب نگردد و زہر انہا اثر نمی کند که براے فرزندان صلبی و اولاد آن مودود چشت این عمل مخصوص است و آب دہن اولاد اوشان دافع زہر سگ و مار است و اکثر بلکہ بیشتر تجربہ کردہ ام پس اے وحسن مودودی) بشنو که این عملے خاص است درین باب که اگر سگ و مار کسے حیوان و انسان را بگزد و کسے از اولاد خواجہ مودود در ظرفے گلی قدرے آب گرفتہ ان آب در دہن خویش بیداز د و سہ بار یا ہفت بار این بگوید کہ الترا انہیہ حد ہ سید سلطان مودود چشتی سپردم بعدہ بر ظرف مذکور از قدمہاے خود عبور کند بعدہ بر موضع زخم گزیدہ آن آب دہن بیندازد۔
ہمبرین طریقہ سہ روز یا ہفت روز عمل کند انشاء اللہ شفا یابد بسیار مجرب است

و این عمل برائے اولاد خواجہ مودود مخصوص است۔
حضرت خواجہ حسن مودودی لطائف اکبری مین لکھتے ہین کہ جب مین الہ آباد مین تھا
تو ایک عورت میرے پاس آئی جسکو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا یعنے اپنے ایک عزیز
سعین بخش مودودی سے یہ عمل کرایا تھوڑی دیر کے بعد اس عورت کو خلاف معمول
کئی بار پیشاب آیا کہ جسمین مجھکو دکھایا گیا اور مین نے دیکھا کہ اسکے پیشاب مین
ننھے ننھے کتے کے بچے رینگتے ہوے دکھائی دیے اور وہ عورت اچھی ہو گئی۔

حضرت شاہ خواجہ حسن کا لکھنؤ مین آنا

شاہ خواجہ حسن مودودی با بتدائے عہد نواب آصف الدولہ بہادر لکھنؤ مین تشریف لائے
یہ نہایت درویش کامل بزمرۂ اولیا شامل تھے۔ گوشہ نشین۔ عارف بامد کسی بادشاہ
یا وزیر کے دربار مین کبھی نہین گئے۔ ہمیشہ متوکل بخدا رہے۔ حضرت سید شاہ
علی اکبر کے مرید اور خلیفہ اور خالہ زاد بھائی تھے صاحب کشف و کرامات۔ بہت
اشخاص اون کے مرید تھے۔ سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین آپ نے اپنے مرشد کے حکم سے شہر
فیض آباد اور بروایت دیگر دھلی سے آکر محلہ رستم نگر لکھنؤ مین اپنے پیر بھائی نواب محبت خان بہادر
شہباز جنگ کے مکان پر قیام کیا۔ آپ کی عمر تخمیناً تیس سال کی تھی۔ نواب محبت خان
نے کل بار خرچ آپ کا اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ آپ کے زہد و تقوی۔ شریعت و طریقت
کو دیکھ سنکر آدھے شہر سے زیادہ آپ کا مرید و معتقد ہو گیا سلسلہ رشد و ارشاد جاری
ہوا۔ امیر و وزیر آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کے فیض سے اپنے مقاصد مین
کامیاب ہوتے تھے۔

ریاضت وعبادت اور رات دن کے اوقات

بعد نماز عشا کے بڑے محل مین جاکر کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر وہان ٹھہر کر کوٹھے کے اوپر جاکر آپ رات بھر عبادت اور ذکر مین مشغول رہتے۔ ایک مرید آپ کا جسکا نام کرامت خان تھا اور وہی خدمتی بھی تھا۔ تہجد کی نماز کے لیے آپ کو اطلاع دیتا اور وضو کراتا صبح کی نماز پڑھکر آپ تلاوت کر کے چاشت اور اشراق کی نماز پڑھکر سجادہ پر بیٹھتے اسوقت حاضرین آپ سے فیض پاتے قریب دوپہر کے بڑے محل مین جاکر کھانا کھا کے قیلولہ کرتے ظہر کی نماز کے وقت بیدار کیے جاتے بعد نماز ظہر وظیفہ مین مصروف رہتے عصر کی نماز پڑھکر سجادہ پر آتے۔ اسوقت کچھ لوگ حاضر ہوتے نماز مغرب سے عشا تک مریدین ومعتقدین کو باطنی تعلیم سے فیض پہونچاتے۔

کرامت خان آپ کا خدمتی حسب دستور ایک رات کو تہجد کی نماز کے لیے اطلاع دینے آہستہ آہستہ کوٹھری کے پاس جاکر دروازہ سے جھانکا تو اس نے دیکھا کہ آپ کی گردن اور ہاتھ پیر۔ دھڑ الگ ہے اور آنکھین آپ کے سینہ پر نکلی ہوئی رکھی ہین۔ یہ دیکھکر اُس کے حواس جاتے رہے خوف سے ہانپتا کانپتا وہان سے بھاگا بڑے محل مین اسکی خبر کی کہ میان صاحب کو کسی نے قتل کرڈالا۔

یہ سنکر قطب اعظم صاحب اُن کے فرزند اور بعض عزیز کوٹھری کے قریب آئے اور جب جھانک کر دیکھا تو آپ کو صحیح وسالم وظیفہ مین مشغول پایا یہ دیکھکر قطب اعظم صاحب نے سب کو باہر ٹھہرا کر آپ کے پاس جاکر سب حال بیان کیا پہلے تو آپ نے بہت ٹالا مگر جب انکا بہت اصرار ہوا اور پریشان دیکھا تو ان کی تسلی کے لیے کہا کہ ذکر غوثیہ کیا کرتا ہون مگر تم کرامت خان کو اور سب کو منع کردو کہ اس حال کو کسی اور سے نہ کہین۔

شادی اور اولاد

نواب سرفراز الدولہ مرزا احسن رضا خان جو نواب آصف الدولہ کے باورچیخانے توشہ خانہ دیوان خانہ کے داروغہ تھے۔ اور انکے بھائی نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان نواب آصف الدولہ کے نائب تھے یہ دونون حضرات آپ کے بہت بڑے معتقد تھے اور آپ کو شادی پر انھین صاحبون نے مجبور کر کے مرزا رحمت اللہ بیگ خان اپنے ایک عزیز کی دختر سے شادی کرادی آپ کے برادر نسبی کا نام مرزا فتح بیگخان تھا جو فوج مین کسی عہدے پر تھے۔

مرزا رحمت اللہ بیگ خان کی دختر سے ایک فرزند سید قطب اعظم صاحب اور لاڈلی بیگم ایک دختر پیدا ہوئی۔ اور یہ بڑا محل کہلاتا تھا۔

دوسری شادی آپنے محلہ سعادت گنج مین میرزا رمضان بیگ خان کی دختر سے کی ان سے کوئی اولاد نہین ہوئی یہ بی بی دوسرے مکانمین رہتی تھین اور یہ چھوٹا محل کہلاتا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد ماہ رمضان ۱۲۴۵ھ مین انکا انتقال ہوا۔

آپ کی ایک حقیقی بہن بھی آپ سے بڑی تھین جو سید فیض بخش مودودی کو بیاہی گئین اور ان سے تین دختر اور تین پسر پیدا ہوے۔ میر قاسم علی عرف بڑے مرزا میر ہاشم علی و میر کاظم علی۔ سید کاظم علی نے لاولد انتقال کیا۔

سید قاسم علی عرف بڑے مرزا کے فرزند سید ابن حسن صاحب اور ایک دختر پیدا ہوئی اور میر ہاشم علی کو حضرت خواجہ حسن کی دختر منسوب تھی ان سے ایک دختر اور ایک پسر پیدا ہوا۔

اور آپ کے ایک حقیقی بھائی بھی آپسے چھوٹے تھے جنکا نام سید ابو محسن حسین تھا مگر خواجہ حسین نام مشہور ہوگیا۔ نواب محبت خان کی رفاقت مین دھلی سے بانس بریلی

وہان سے لکھنو مین ان کے ہمراہ آئے اور نواب آصف الدولہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے۔ جب شہزادہ مرزا جہان دار شاہ بہادر دہلی سے لکھنو مین آے تو نواب آصف الدولہ نے حکم شہزادہ صاحب خواجہ حسین صاحب کو شادی کرنے پر راضی کیا اور نواب محبت خان کی رائے سے دختر نواب سید حسین الدین ذوزیا ت نواب سید قمرالدین خان وزیر شاہ دہلی ساکن سعادت گنج لکھنو سے شادی کرادی اور وزیر باغ مین شادی کا جلسہ منعقد ہوا جس مین شہزادہ صاحب اور نواب آصف الدولہ اور نواب محبت خان شریک ہوے اور بڑے جاہ وحشم کے ساتھ شادی کا جلسہ ہوا اس جلسہ کے بعد پانچسو روپیہ ماہوار گذارہ نواب آصف الدولہ نے خواجہ حسین صاحب کا مقرر کر دیا آپ کے آٹھ فرزند اور دو لڑکیان پیدا ہوئین آپ کے فرزندون نے محمد علیشاہ امجد علیشاہ واجد علی شاہ کے دربار مین معزز عہدے پاے اور اک معتدبہ رقم کی شاہی پنشن حیاتی انکی اولاد کو ملتی رہی۔

نواب آصف الدولہ کا سند معافی موضع نذر مین دینا اور آپکا قبول نہ کرنا

نواب آصف الدولہ بہادر آپ کے خاندان سے دہلی مین بخوبی واقف ہو چکے تھے لکھنو مین بھی اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور واپسی کے وقت آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ حسین سے بھی جاکر ملا کرتے تھے اور خواجہ حسین دربار رس اور نواب کے خاص مصاحبون مین تھے۔ ایک دن جب آئے تو ان کے حکم سے ان کے نائب امیر الامرا نواب حیدر بیگ خان نے آپ سے نواب کی طرف سے عرض کیا کہ جس جگہ کا موضع آپ پسند کرین وہان کے ایک موضع کی سند معافی بطور نذرانہ آپ کے نام آپ کے وابستگان کے لیے لکھکر دیدی جاے۔ یہ سنکر آپ نے انکار کیا اور کہاکہ فقیر کو اللہ کا سہارا کافی ہے

یہ جواب سنکر نائب کو دوبارہ اصرار کی جرأت نہ ہوئی ۔ رخصت ہونے کے بعد آصف الدولہ بہادر نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ پانچ سو روپیہ ماہوار سید قطب اعظم صاحب یعنی اُنکے فرزند کے نام مقرر کردیا جاے چنانچہ پانچ سو روپیہ ماہوار برابر ملتا رہا۔

بعد انتقال نواب آصف الدولہ کے نواب سعادت علی خان بہادر اور غازی الدین حیدر بادشاہ بھی اپ سے کمال اعتقاد رکھتے تھے اور آپ کی خدمت مین اکثر آیا کرتے تھے ۔ جسطرح نواب آصف الدولہ ان سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اُسی طرح بلکہ کسی قدر اس سے بھی زیادہ نواب سعادت علی خان اور غازی الدین حیدر بادشاہ آپ کی خدمت کرتے تھے اور اعتقاد رکھتے تھے۔

ایک جن کو آپ کا قید کرنا

سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بہادر بادشاہ دھلی کے وقت مین آپ کی طالب علمی کا زمانہ تھا بادشاہ موصوف کی دختر پر ایک جن عاشق تھا کئی عاملونکو اس جن نے مارڈالا تھا بادشاہ کے اصرار سے وزیرون نے تلاش کر کے کسی مشہور عامل کو بلوایا اوس نے عمل پڑھا رات کو اسی جن نے اسکو مارڈالا ہزارون آدمی اسکے دیکھنے کو گئے ۔ خواجہ حسن بھی اپنے ہم سبق طلباء کے اصرار سے وہان گئے اور دیکھا کہ ایک دالان مین اس عامل کی لاش پڑی ہے اور دوسرے دالان مین شہزادی بالکل ننگی ٹہل رہی ہے اس کو برہنہ دیکھ کر خواجہ حسن اپنا منھ پھیر کر ہمراہیون کے ساتھ پلٹے ہی تھے کہ شاہزادی نے کہا خواجہ السلام علیکم آؤ تم سے کچھ باتین کرین یہ سنکر انکے ساتھ والے طلباء دروازے کے باہر چلے گئے اور خواجہ حسن نے اس سے کہا کہ مین اس سبب سے تمھارے پاس نہین آسکتا کہ تم ننگی ہو یہ کہکر آپ واپس چلے تھے کہ وہ شہزادی ان کی طرف یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ خواجہ اگر ہم کپڑے پہن لین جب تو تم ہمارے

پاس آو گے۔ آپ نے کہاکہ ہان آونگا وہ شہزادی جب کپڑے پہن چکی تو آپ کو بلایا اور آپ سے مصافحہ کرکے اپنی سہری پر بٹھایا اور کہا تم سے مل کر میرا دل بہت خوش ہوا تم یہان ہر روز آیا کرو آپ نے کہاکہ میری تمھاری ملاقات ہی کیا تم غائب مین حاضر دوسرے یہ کہ ایک عورت کے پاس مرد کا آنا کیسا اسوقت ایک اتفاقی بات تھی جو ہوگئی اب مین نہ آؤن گا کیونکہ مین ایک طالب علم ہون مجھکو پڑھنے سے مہلت کہان۔ ہان اس شرط سے آیا کرونگا کہ جب تم مرد کی صورت مین آکر میرے پاس بیٹھا کروگے۔ آپ کی اس شرط کو اس نے منظور کیا۔ اس خبر کو سنکر بادشاہ نے آپ سے استدعا کی کہ آپ اپنے بزرگون سے اسکا دفیعہ کرادیجے آپ نے کہاکہ انشاءاللہ مین اسکو قید کردونگا بشرطیکہ میرے نام کا اظہار نہ کیا جاے بادشاہ نے اسکو منظور کیا اور آپ نے چندروز مین اسکی تدبیر کرکے اس جن کو ایک شیشے مین قید کرکے جنگل مین ایک گڑھا کھدواکر وہ شیشہ دفن کرادیا اور وہ شہزادی اس بلاسے نجات پاگئی۔ بادشاہ نے بہت کچھ دینا چاہا مگر آپ نے کچھ منظور نہ کیا۔

تصرفات و کرامات

ممن خان کے والد سعادت علیخان کے زمانے مین دھلی سے آکر فوج مین نوکر ہوے ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ انکی بی بی نے ایک دن انسے کہاکہ اولاد کی بڑی تمنا ہے تم کسی ولی اللہ کے پاس جاکر اس سے دعا کراؤ کہ اللہ ہم کو اولاد دے یہ سنکر ان کے دل پر بھی اثر ہوا اور کہاکہ اس سے پہلے بھی مین سب کے پاس ہو آیا مگر اب خواجہ حسن صاحب کے پاس جاؤن گا۔ ایک دن وہ آپ کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیاکہ میرے کوئی اولاد نہین ہے آپ دعا کردیجیے۔ یہ سنکر آپ نے کچھ جواب نہ دیا اب ان کا معمول ہوگیا کہ یہ جب آتے تو اولاد ہی کی تمنا عرض کرتے۔ ایک دن یہ رونے لگے اور کہاکہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری عرض پر توجہ نہین فرماتے۔ آپ نے

ان سے فرمایا کہ کیسے دعا کروں عجب گو مگو کا معاملہ ہے۔ یہ سنکر وہ رونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ تم ایک مسجد تعمیر کرا دینا اور کل بعد نماز عصر کے آنا تو میں ایک چیز دونگا۔ انھوں نے مسجد بنوا دینے کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن آئے۔ آپ نے انسے فرمایا کہ دو چار امرود لے آؤ۔ وہ پانچ امرود لے آئے اور جب آپ کو دینے لگے تو ان میں سے دو امرود گر پڑے آپ کے ہاتھ میں تین امرود پہونچے۔ آپ نے پڑھکر ان پر دم کیا اور وہ تینوں امرود ان کو دینے لگے جنمیں سے ایک امرود گر پڑا دو امرود ان کے ہاتھ میں پہونچے اور جب وہ گرا ہوا امرود اٹھانے لگے تو آپ نے منع کیا اور دو امرود جو ان کے ہاتھ میں پہونچے تھے ان میں بھی ایک کانا تھا۔ آپ نے انسے فرمایا کہ پہلے اچھا امرود جو ہے اسکو کاٹ کر آدھا تم کھانا اور آدھا اپنی بی بی کو کھلانا۔ اسکے بعد کانا امرود کاٹ کر اسی طرح کھانا۔ انھوں نے کہا کہ کیا کانا لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ سنکر آپ ہنسے کیونکہ طبیعت خوش مذاق واقع ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا انے دو فرزند تم کو دیے ہیں جو پیدا ہوں گے مگر ایک زندہ رہے گا اور بڑی عمر کا خوش نصیب ہوگا۔ خدا انکو مبارک کرے امرود کھانے کے بعد نویں مہینے ایک لڑکا پیدا ہوا جو کہ چند دن کے بعد مر گیا اور اسکے بعد غازی الدین حیدر بادشاہ کے عہد میں ممن خان پیدا ہوئے ممن خان کے والد نے حسب وعدہ ایک مسجد تعمیر کرائی جو کہ راجہ کی بازار کے چوراہے پر لب سڑک لکھنؤ میں ہے جس میں ان کے نام کی تاریخ لگی ہے۔

دست غیب کا عمل بتانا

خیراللہ باورچی غازی الدین حیدر بادشاہ کا باورچی تھا وہ لکھنؤ میں محلہ شیو پوری میں متصل مکان گنگیا پاسن رہتا تھا اس کا لڑکا جسکی عمر تخمیناً ۹۰ سال کی تھی یہ نقل اس نے بیان کی کہ خیراللہ سے اور باورچیخانہ کے داروغہ سے کسی بات پر تکرار ہو گئی تو خیراللہ

نوکری ترک کرکے چلا آیا۔ خرچ کی تکلیف جب بہت ہوئی تو ان کی بی بی نے کہا کہ کسی
درویش سے نوکری کے لیے دعا تعویذ کراو۔ جب ان کی بی بی نے چند بار کہا تو ان کو
بھی خیال پیدا ہوا اور یہ دو ایک جگہ گئے دعا بھی کرائی تعویذ بھی لاے مگر ان کا مطلب
نہ بر آیا۔ انکی بی بی جب کسی درویش کے پاس جانے کو کہتی تھین تو یہ کہتے تھے کہ اب مین
بے اعتقاد ہوگیا ہون۔ ایک دن ان کی بی بی نے محلہ کی عورتون سے شاہ خواجہ حسن کی
تعریف سنی اور ایک عورت نے وعدہ کیا کہ مین اپنے خاوند کو ساتھ کرکے خیراسد کو ان
کے پاس پہونچا دون گی۔ تو ان کی بی بی نے آپ کے پاس جانے کے لیے اصرار کیا۔
خیراسد نے کہا کہ مجھکو جن ویون کا اعتقاد تھا ان کے پاس گیا۔ خواجہ حسن صاحب
کا مجھکو اعتقاد ہی نہین ہے اور مین کبھی وہان گیا بھی نہین انکی بی بی نے کہا کہ مین فلان
عورت کے خاوند کو ساتھ کردون گی وہ برابر جایا کرتے ہین وہی تمھارے لیے کچھ کہہ سن
دین گے۔
خیراسد زبردستی راضی ہوے اور ایک شخص کے ہمراہ آپ کے پاس حاضر ہوے
آپ نے خیراسد سے کہا کہ جب تم کو اعتقاد ہی نہین ہے تو زبردستی بھیجے ہوے کیون
آئے۔ یہ سنکر خیراسد بہت شرمندہ ہوا کہ جو مین نے اپنے گھر مین کہا تھا وہ زبان
مبارک سے سن رہا ہون۔ اور جو شخص اپنے ساتھ لے گیا تھا اس نے ان کی پریشان
حالی بیان کرکے نوکری کے لیے استدعا کی آپ نے فرمایا کہ پہلے ان کا اعتقاد درست
ہونے دو اسکے بعد اسد تعالے کوئی سامان غیب سے کردیگا۔
چند دن کے بعد خیراسد سے ایک دن آپ نے فرمایا کہ تم وہی نوکری چاہتے ہو یا اور کہین
خیراسد نے عرض کیا کہ مین اپنے بدعقیدہ ہونے سے توبہ کرچکا ہون اب میرا دل یہ
چاہتا ہے کہ مین کسی کی نوکری نہ کرون بلکہ میری یہ تمنا ہے کہ آپ مجھکو اپنی غلامی مین
قبول کرین اور کوئی ایسی دعا یا وظیفہ بتائین کہ اسد تعالے میری مدد کرے اور مجھکو

انتمال جایاکرے کہ بےمنت خلق میرے اہل وعیال کو کافی ہو اور مین ایک کونے مین بیٹھکر اللہ اللہ کیاکرون۔ آپ نے فرمایاکہ تم اورکسی دن آنا۔ حسب الحکم خیر اللہ آئے آپ نے اُن سے فرمایاکہ تمھارے گھرکا خرچ کتنے روپیہ مہینے کاہے۔ خیر اللہ نے کہاکہ پچیس روپیہ مہینہ کا۔ آپ نے اسکو کچھ پڑھنے کو بتایا اور ایک نقش لکھ کردیا اور کہاکہ یہ دست غیب کاعمل ہے تم کو تیس روپیہ ہر مہینے مین ملاکرین گے اسمین سے ایک حصہ خیرات کردیاکرنا اور باقی اپنے خرچ مین لانا اورکسی سے اس کا ذکر نہ کرنا اگر کہدوگے تو روپیہ ملنا موقوف ہوجائین گے۔ خیر اللہ نے حسب الحکم اس نقش کا عمل درآمد کیا اور جب مہینہ ختم ہوا تو آدھی رات کو کسی نے خیر اللہ کہکر پکارا جب یہ باہر آئے تو تیس روپیہ کی پوٹلی انکو دی اور دینے والا دیتے ہی غائب ہوگیا۔ خیر اللہ کی زندگی بھر تیس روپیہ مہینہ ملتا رہا۔

ایک مری ہوئی عورت مین آسیب کا سماجانا آپکو دیکھکر اُسکا بھاگنا

لکھنؤ کٹرہ محمد علیخان کے قریب گُلّو کا تکیہ ہے اسکے متصل ایک مکان تھا جس مین میر غلام احمد خان رہتے تھے۔ غازی الدین حیدر بادشاہ کے زمانے مین فوج مین ملازم تھے۔ اُنکی ایک کنیز تھی جو مدت سے ایسی بیمار تھی کہ صاحب فراش ہوگئی تھی اور ایک کوٹھری مین پڑی رہتی تھی ایک دن شام کو وہ مرگئی اور کوئی اسکے پاس نہ تھا رات بھر مین آسیب اس مین سماگیا اور بظاہر وہ زندہ ہوگئی صبح کو اٹھکر گھر کے کام مین مصروف ہوگئی گھر والون نے اسکو دیکھکر تعجب سے پوچھا تو اس نے کہاکہ رات سے بالکل اچھی ہون۔ ایک دن غلام احمد خان نے خواجہ حسن صاحب کی دعوت

کی اور جب خواجہ صاحب ان کے مکان پر تشریف لائے تو آپ نے پانی پینے کو مانگا غلام احمد خان نے اسی کنیز سے پانی لانے کو کہا اس کنیز نے انکار کیا کہ پانی لے کر مین باہر نہین جاؤن گی۔ جب پانی آنے مین دیر ہوئی تو غلام احمد خان اٹھکر اپنے مکان مین گئے اور اپنی بی بی پر خفا ہوے کہ پانی ابتک نہ بھیجا۔ انکی بی بی نے اس کنیز کا صاف جواب دینا بیان کیا تو ان کو بہت غصہ آیا اور لکڑی لے کر مارنے چلے۔ مار کے خوف سے پانی لے کے وہ باہر آئی جیسے ہی خواجہ صاحب کی نگاہ اسپر پڑی۔ آپ نے پانی واپس کر دیا اور اپنے ایک مرید سے کہا کہ غلام احمد خان سے کاغذ اور قلم دوات مانگ لو۔ وہ کنیز پانی واپس لے کر چلی گئی غلام احمد خان نے پانی واپس دیکھ کر خیال کیا کہ شاید میان صاحب ناخوش ہو گئے وہ جب باہر آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے تو مردے کے ہاتھ پانی بھیجا تھا۔ قلم دوات جلدی لاؤ تو مین تم کو ایک تماشہ دکھا دون۔ جیسے ہی قلم دوات لینے وہ اندر چلے کہ انکو ایک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور سب عورتین ڈر کر بھاگین۔ وہ اندر جا کر کیا دیکھتے ہین کہ وہی کنیز مری ہوئی پڑی ہے اور سخت بدبو آ رہی ہے اُسکا سارا جسم سڑا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ سے آکر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عورت مری ہوئی تھی اس مین آسیب سما گیا تھا۔ مین نے تم سے قلم دوات نقش لکھنے کو مانگا تھا کہ اسکو جلا کر خاک کر دون مگر وہ آسیب خود بھاگ گیا۔

غازی الدین حیدر کی بیگم پر سے سحر دفع کرنا

غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ نے ایک بیگم سے شادی کر کے اسکو اپنا نیا محل قرار دیا تھا۔ ان کے اور محلات اس محل سے رشک و حسد رکھتے تھے۔ ساون کے مہینے مین سب بیگمون نے جلسہ کیا جسمین نئی بیگم پر سحر کرایا گیا جس سے دفعتًا وہ سخت

بیمار ہوگئین جسقدر علاج ہوتا تھا اتنی ہی بیماری زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ یہانتک کہ وہ صاحب فراش ہوگئین۔ بادشاہ ان کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ بادشاہ نے نواب معتمد الدولہ روشن الدولہ اپنے وزیر اعظم سے کہا کہ اب ان کو خواجہ حسن صاحب کی خدمت مین لے جاو کہ وہ کچھ تدبیر کرین۔

غرض اُسی وقت بیگم کی سواری۔ آپ کے مکان پر آئی۔ چوبدار نے حسب الحکم شاہی آپ سے عرض کیا کہ بیگم کی سواری اپنے محل مین اتار کر ان کی صحت کے لیے دعا کیجیے اور جب تک صحت نہ ہو یہین رکھیے شاہی اجازت ہے آپ نے فرمایا کہ بیگم کو میرے مکان مین نہ اُتارنا کیونکہ شاہی محلات کا سامنا فقیر زادیان نہین کرسکتین فقیر زادیون کا شاہی بیگمات کے پاس بیٹھنا کیسا۔ آپ نے ان پر کچھ پڑھکر دم کیا۔ تعویذ گھولکر پلاے کہ بیگم صاحبہ نے آنکھین کھولین اور پانی جو کہ حلق سے نہین اترتا تھا اب اترنے لگا۔

رد سحر کی تدابیر کرکے سواری روانہ کردی۔ شاہی چوبدار سے فرمایا کہ دو وقتہ پڑھا ہوا پانی اور تعویذ لیجایا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انکو سحر سے نجات مل گئی۔

ایک عورت اور مرد کے اوپر سے آسیب کو اتار کر اپنے قبضہ مین کرنا

ایک عورت کے اوپر آسیب تھا ایک دن اس کے وارث اس عورت کو آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اس پر کچھ پڑھکر پھونکا اور تعویذ و عمل کے ذریعے سے اس کو جلایا۔ اس عورت نے چیخنا شروع کیا اُس کے رونے کی آواز بڑے محل مین جو پہونچی تو آپ کی پوتی دخترِ قطب اعظم صاحب جنکا سن تھینا ۷ سال کا ہوگا وہ تماشہ دیکھنے کی غرض سے آپ کے پاس چلی آئین۔ وہ عورت جو چلا رہی تھی دوڑکر انکی

پوتی کے قدمون پر گر کر کہنے لگی کہ مجھکو بچا لو مین تمھارا کام کیا کرون گی۔ وہ ڈر کر آپکی گودمین بیٹھ گئین۔ آپکی پوتی نے بڑی منت خوشامد سے کہا کہ میرے دادا جان آپ اسکو نہ جلایئے اسکو آدھی جلی رہنے دیجیے اپنی پوتی کے اس فقرہ پر بے اختیار آپ کو ہنسی آگئی اور اپنی پوتی کی مرضی پا کر جو فلیتہ جل رہا تھا اسکو بجھا دیا اسکے بجھاتے ہی وہ عورت تو اچھی ہو گئی اور ایک دوسری عورت بدصورت اور جلی ہوئی نمودار ہو گئی۔ جسکے پنجے بجائے سامنے کے پیچھے کو گھومے ہوے تھے۔ آپ نے قینچی منگا کر اسکی چوٹی کاٹ کر اپنے پاس رکھلی۔ اپنی پوتی سے فرمایا کہ لو اس آدھی جلی کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اُس کا نام آدھی جلی مشہور ہو گیا برسہا برس وہ آدھی جلی گھر کا کام برابر کرتی رہی۔

نقل ایک مرد پر آسیبی اثر تھا۔ جب آپ اسکو جلانے لگے تو اس نے بہت شور و غل کیا اور وہ قطب اعظم صاحب کے فرزند خواجہ مودود حسن کے قدمون پر گر کر کہنے لگا کہ مجھکو بچا لیجیے اب کبھی کسی کو نہ ستاؤن گا ان کے اصرار سے آپ نے اسکو نہ جلایا اور حجام کو بلا کر استرے پر کچھ پڑھ کر اسکا سر منڈوا دیا اور اسکے بال اپنے پاس رکھ لیے۔ اور اسکا نام منڈا رکھا اور گھر کا کام منڈا بھی کیا کرتا تھا۔ آدھی جلی اور منڈا غدر کے بعد تک رہے اور غدر کے زمانے مین جب اس گھر کے لوگ بھاگے تو اسی منڈے اور آدھی جلی کو گھر مین چھوڑ گئے جب اس گھر کے لوٹنے کو لوگ آتے تو یہ دونون اپنی بدشکل صورت دکھا کر انکو ڈراتے اور ڈراونی آوازین بنا کر انکے پیچھے دوڑتے تو سب لوگ اپنی جان لے کر بھاگتے غرضکہ وہ گھر لٹنے نہ پایا اور تسلط ہو جانے کے بعد اس گھر کے جب سب لوگ واپس آئے تو جو چیز جس جگہ چھوڑ گئے تھے ویسی ہی پائی آدھی جلی اور منڈے نے گھر کے بچانے کا سب حال بیان کیا۔ یہ دونون کھانا بھی کھاتے اور پانی بھی پیتے مگر جسقدر چاہے

کھانا دیا جاوے ان کا پیٹ نہین بھرتا تھا۔

ایک جن کا شاگرد ہونا

آپ سے ایک جن بھی پڑھنے آیا کرتا تھا۔ بعض لوگون نے دیکھا کہ کتاب سامنے رکھی ہے اور آپ سبق پڑھا رہے ہین مگر کوئی پڑھنے والا سامنے معلوم نہ ہوتا تھا۔ ایک دن آپ کے فرزند سید قطب اعظم صاحب کے لیے وہ جن تازی مٹھائی اور بے فصل کا میوہ ایک ٹوکری مین لے کر آیا خواجہ قطب اعظم کے پاس لاکر رکھدی تو وہ ڈر گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ڈرو نہین یہ سامان تمھارے لیے ایک جن لایا ہے جو میرا شاگرد ہے۔ اس دن سے آپ نے اس سے کہدیا کہ انسان کی شکل مین آیا کرو جیسے وہ جن سب کے ساتھ آکر پڑھا کرتا تھا۔

ایک دن آپ بیجانے مین بیٹھے تھے لوٹے مین پانی کم تھا۔ آپ نے پانی کے لیے کرامت خان کو آواز دی وہ موجود نہ تھا۔ اسی جن نے بڑے محل سے لوٹا بھرا ہوا اٹھا کر کوٹھے پر آپ کو دیدیا۔ بڑے محل مین ایک شوروغل مچ گیا کہ لوٹا آپ ہی آپ اپنی جگہ سے اٹھکر کوٹھے پر چلا گیا اور لے جانے والا کوئی معلوم نہ ہوا۔ یہ سنکر قطب اعظم صاحب نے سب سے کہا کہ بڑے حضرت کے پاس ایک جن آیا کرتا ہے اسی سے لوٹا منگا یا ہوگا ان کی والدہ نے بھی اسکی تصدیق کی کہ بے فصل کا میوہ وغیرہ وہی لایا کرتا ہے

آپکے مزار سے سلام کا جواب ملنا

شاہ قطب اعظم کے داماد نے شاہ خواجہ حسن کے ولی کامل ہونے کی جب بہت کچھ تعریف سنی تو چند لوگون سے کہا کہ مین تو جب جانون کہ خواجہ حسن میرے سلام کا جواب دین یہ کہکر اسی وقت آپ کے روضہ پر حاضر ہوے اور اکیلے گئے تھے کسی کو اپنے ساتھ نہین

لے گئے اور روضہ کی کھڑکی کے پاس سے کہا کہ (خواجہ صاحب السلام علیکم) روضہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا کہ مزار شریف سے آواز آئی وعلیکم السلام اس آواز کو سنتے ہی ان پر ایک ہیبت طاری ہوگئی بدحواس ہوکر وہان سے اپنے گھر کو بھاگے اور سلام کے جواب کا واقعہ سب سے بیان کیا۔

مزار شریف سے فیض خاص کا ظاہر ہونا

مولوی سید برکات احمد صاحب کی کوئی اولاد زندہ نہین رہتی تھی میری پھوپھی افضل بیگم صاحبہ سے ایک دن ان کی بی بی نے کہا کہ تم کلیر شریف جایا کرتی ہو وہان سے کوئی تعویذ لادو کہ میری اولاد زندہ رہے انھون نے کہا کہ مین اپنے پرنانا خواجہ حسن کے مزار پر یہان سے جاون گی تم بھی میرے ساتھ چلو مین تمھارے لیے دعا کو ان سے عرض کرون گی وہ دونون آپ کے مزار پر گئین اور دعا کی اسکے بعد دیکھا کہ آپ کے سرہانے دو جلیبیان رکھی تھین افضل بیگم صاحبہ نے ایک جلیبی ان کو کھلادی اور دوسری جلیبی ان کو دیدی کہ اپنے شوہر کو کھلا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس کے بعد ان کے اولاد پیدا ہوئی جو کہ آپ کی دعا و فضل خدا سے اب تک صحیح وسلامت موجود ہے

ایک نا امید مریض کو صحت ہونا

سنہ ۱۹۲۶ء مین سید ضیاء الحسن جو کہ آپکی ہمشیرہ حقیقی کی اولاد مین ہین کمر کے درد اور بخار اور بواسیر کے مرض مین کئی مہینہ ایسے سخت بیمار رہے کہ انکو اپنی زندگی سے نا امیدی ہوگئی تھی جسم بھر پر ورم بھی ہوگیا تھا حکیم و ڈاکٹر سب کا علاج کیا مگر (مرض بڑھتا گیا جیون جیون دوا کی) ایک دن انھون نے گریہ وزاری کرکے خواجہ حسن سے اپنی صحت کیلئے

عرض کیا اور کہا کہ مین آپ کے خاندان مین ہون میرے لیے صحت کی دعا کیجیے اسی رات
کو انھون نے خواب مین دیکھا کہ آپ میرے پاس آئے ہین اور کچھ پڑھکر دم کیا اور کہا کہ
مسور کی دال اپنے جسم بھر پر ملو اور پکوا کر کھاؤ۔ خواب سے بیدار ہو کر انھون نے کئی
دن تک ایسا ہی کیا اسی دن سے ان کو صحت ہونا شروع ہو گئی اور بالکل اچھے
ہو گئے غسل صحت کے بعد انھون نے آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کرا کے چادر چڑھائی

کرامت عینی

شیخ منے صاحب ولد احمد بخش ساکن محلہ توپ دروازہ لکھنؤ جو جراح و خط تراش ہین
مجھ سے کہتے تھے اکثر مین نے دیکھا ہے کہ جس کسی عورت یا گاے بکری کے دودھ بالکل
نہین رہتا تو نمک لے کر آپ کے مزار اقدس پر دودھ ہونے کی نیت کر کے جو کوئی رکھدیتا
ہے اور پھر وہی نمک لا کر عورت یا اس جانور کو کھلاتا ہے تو آپ کے فیض و دعا سے
خدا اسکو دودھ مرحمت کرتا ہے۔ جسکا دل چاہے تجربہ کرے۔
اور ایک کہار کا چھوٹا بچہ مدت سے بہت بیمار تھا جبکہ وہ مرنے کے قریب ہوا تو اس
کہار نے اٹھا کر خواجہ حسن صاحب کے مزار کے پائنتی ڈال کر کہا کہ دوا علاج
کر چکا اب اس مردے کے لیے دعا کر کے اچھا کرا دیجیے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس
لڑکے نے ہاتھ پاؤن ہلاے اور اسی وقت سے صحت ہونا شروع ہو گئی۔

حال آنا اور چھت کے اوپر سے نیچے گرنا

پر انے سعادت گنج مین دہلی دروازہ کے قریب ایک مکان کی چھت پر محفل سماع ہو رہی تھی
آپ بھی وہان تشریف رکھتے تھے۔ ایک قوال نے امیر خسرو کی یہ غزل شروع کی
(جان زتن بردی و در جانی ہنوز + دردہا دادی و درمانی ہنوز) اس مطلع کو سنتے

ہی آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ دیر تک وجد کی حالت مین رہے اور آخر کو بیخود ہوکر کوٹھے سے نیچے گر پڑے۔ کوٹھے کے نیچے آپ کے مریدین ومعتقدین کے سوا اور لوگ بھی کھڑے تھے سب نے آپ کو ہاتھون ہاتھ روک لیا اور آپ کو اس واقعہ کی کچھ خبر نہ ہوئی اور وہی شعر پڑھا کیے۔

شعر کے معنے پر اگر غور کیجیے تو بظاہر کوئی کشش اس مین ایسی نہین معلوم ہوتی کہ ہر ایک پر اپنا اثر کرے۔ اسکے معنے یہ ہین کہ جان تم جسم سے لے گئے اور جان مین ابتک موجود ہو۔ درد دیا اور علاج مین اب تک مصروف ہو۔ مگر جو لوگ اسرار محبت اور درد عشق سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ محبت مثل اور امراض کے کوئی مرض نہین ہے کہ جو اسکا قیام اُسی وقت تک ہو جبتک جان تن مین رہے بلکہ محبت کا تعلق جان ہی کے ساتھ ہے۔ یعنے اگر جسم سے جان نکل جائے تو بھی وہ تعلق جان سے جدا نہین ہوتا۔

اس مسئلہ پر علماے ظاہر وباطن دونون کا اتفاق ہے کہ جان جسم سے نکلنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے یعنے فنا نہین ہو جاتی۔ ایسی حالت مین کسی کیفیت کا باقی رہنا کوئی تعجب کی بات نہین ہے راز محبت کو جو جانتے ہین وہ مانتے ہین کہ سچی محبت کا تعلق جان ہی کے ساتھ ہے۔ اس مطلع کی خلاصہ شرح یہ ہوے کہ جان کو تم نے جسم سے الگ کیا لیکن تم جان سے الگ نہ ہوے تمھارا تعلق باقی ہی رہا۔

اُن کے دل مین سچی محبت تھی وجد مین آگئے۔ وجدانی حالت کی کیفیت کوئی بیان نہین کر سکتا نہ لفظون کے ذریعہ سے کوئی سمجھا سکتا ہے۔ اسکی لذت وہی جانتا ہے جسپر وجد طاری ہو۔ استعارے اور تشبیہ کی طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وجد اور حال شراب کی خاصیت رکھتا ہے کہ جسکا مزا شراب خوار ہی جانتا ہے۔ بقول شعر مؤلف کتاب ہذا۔ ؎

لذت دردِ محبت کیا بتاؤن ای حبیب ۔۔۔ یہ وہی کچھ جانتا ہے درد جس کے دل مین ہو

آپ کے خلفائے مجاز اور ہمعصر اولیائے کاملین

آپ کے خلفاے مجاز بہت تھے مگر سواے ان حضرات کے اور کسی کا نام معلوم نہو سکا
حضرت ابوجعفر سید شاہ قطب اعظم آپ کے فرزند مرید اور خلیفہ۔ مولانا شاہ تراب علی صاحب
قلندر کاکوروی خلیفہ۔ سید محمد شاہ چشتی۔ حاجی شرف الدین خان۔ شیخ محمد مہدی
صدیقی۔ اکبر علی شاہ یہ سب آپکے خلفاے مجازین ہین۔
آپ کے ملنے والے اولیاے کاملین مین سے آپ کے وقت تک شاہ میر ماے مجذوب
شاہ چھڑا مجذوب۔ شاہ نجابت علی مجذوب۔ شاہ کفایت اسد۔ شاہ بدر علی لکھنوی
اور شاہ محمد کاظم قلندر۔ شاہ محمد تقی علی قلندر۔ شاہ تراب علی قلندر۔ شاہ
حمایت علی قلندر۔ شاہ حیدر علی قلندر۔ کاکوروی موجود تھے۔ جنسے برابر عام طور
سے ملنا جلنا رہتا تھا مگر خاص طور سے آپ کو جنسے اتحاد قلبی تھا اور جو کہ (دل را
دل می شناسد) کے مصداق تھے اور جنسے خاص محبت کا لطف ملتا تھا وہ کون تھے
کہ عنوان صحیفہ شریعت دیباچہ کتاب طریقت عالم اجل عارف اکمل حضرت شاہ
محمد کاظم قلندر۔ کاکوروی تھے۔ انہین سے سلسلہ محبت وعقیدت شروع ہوا دونون
طرف محبت کے دم بھرے جاتے تھے۔ ایسی دوستیان دیکھنے سُننے مین نہین آئین
کہ آج تک لوگون کی زبانون پر افسانہ ہوکر یادگار ہین۔ شاہ تراب علی صاحب
آپ کو چچا صاحب کہا کرتے تھے۔ اور بعد وصال حضرت مولانا شاہ محمد کاظم سے
سلسلہ محبت وعقیدت بمصداق (اول باخر نسبتے دارد) کے حضرت شاہ تراب علی
قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سچی محبت اور عقیدتمندی سے اپنے خاندان قلندریہ
کے علاوہ آپ سے خلافت سلسلہ چشتیہ نظامیہ وقادریہ حاصل کی اور آپ کا خرقہ
بھی آپ کے دست مبارک سے پہنا۔ آپ کا تاج۔ اور انگرکھا۔ جریب۔ منجملہ دیگر تبرکات

سکے وہاں موجود ہے۔ جیساکہ اپنی مصنفہ کتاب اصول المقصود مین مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ نے صفحہ ۲۸۶ مین خود لکھا ہے۔ جسکی نقل یہ ہے۔

در سلسلہ چشتیہ وقادریہ بدو نوع از حضرت خواجہ حسن صاحب مودودی کہ از آشنایان ودوستان والا بزرگوار من اند نیز مجازم وخرقہ فقر دارم موجبش این است کہ روزے در حین حیات والد خود بخواب دیدہ بودم کہ بجاے شاہ خواجہ حسن صاحب مجلسے دارند وفقیر نیز درانجا است یکایک خواجہ حسن صاحب تاج از سر خود فرود آوردہ پیش خود نہادند۔ آن تاج پیش ہمہ کسان روان شد چون در پیش من رسید ساکن شد۔ بملاحظہ این حال خواجہ صاحب فرمودند کہ اگر شما باین طرف رغبت آید بگیرید۔ گفتم آرے وقصد برداشتن کردم کہ خود برداشتہ بر سر من نہادہ فقط۔

تعبیر این خواب حضرت والدمن کردہ بودند کہ شمارا از خواجہ حسن صاحب نیز چیزے نعمت خواہد رسید اتفاقاً روزے ہمراہ آنحضرت بر مکان خواجہ حسن صاحب رفتہ بودم۔ آنحضرت بجہت خوشی خاطر خواجہ صاحب بمن اشارہ کردند کہ آن خواب بیان کنید۔ خواجہ صاحب متوجہ شدند۔ چون نقل خواب کردم بسیار خوش شدند وگفتند کہ من چہ چیزم لیکن انچہ دارم حاضرم بر آن۔ وبعد مدتے چون وفات حضرت صاحب قبلہ روداد بروز سوم براے فاتحہ تشریف آوردند ووقت رخصت بسوے من متوجہ شدہ فرمودند کہ من بر آن چیز کہ دیدہ بود حاضرم ہر گاہ کہ خواہد بگیرید۔ القصہ بعد چند ماہ خواستند کہ مرا آن نعمت بدہند۔ پس رقعہ نوشتند کہ عبارتش این است چند ماہ بودہ است کہ بتصدیق خواب انجانب موے شدہ ام چنانچہ بملاقات اخیرہ مولوی حمایت علی صاحب بایشان گفتہ بودم بغیر از اظہار آن بآنجناب ہر گاہ کہ خواہند آمد از قوہ بفعل خواہد آمد۔ انشاءاللہ تعالیٰ مع مثال دو طریقہ انتہی۔ واین سخن را از مردم آیندہ وروندہ اینجا

شکر بر زبان آوردند بلکه از برادر مولوی حمایت علی مرحوم نیز پیغام دادند کہ من در انتظار شمام زود برسید و نعمت بگیرید۔ چنانچہ از عبارت خط او شان ظاہر شد۔ پس یکبار رفتم وانچہ مذکور بود عطا کردند شالے در اجازت دو سلسلۂ مذکور نوشتہ وبا سے از تاج جعفری وانگا دادند چنانچہ انرا تبرک وار نہادہ ام۔

حضرت شاہ محمد کاظم صاحب علیہ الرحمۃ کے والد ہی خاندان چشتیہ کے خلیفہ تھے لہذا بمصداق کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ کے چشتیہ خاندان کی نعمت کی طرف آپ کی کشش بھی قدرت نے کردی۔

وہی سلسلہ محبت آجتک چشتیہ اور قلندریہ خاندان مین برابر ترقی کرنا چاہتا ہے یعنے ماہتاب فلک شب زندہ داری آفتاب برج نکوکاری شریعت مآب طریقت انتساب مولانا حافظ شاہ حبیب حیدر صاحب و حافظ قاری مولانا شاہ محمد اکرام علی صاحب سجادہ نشینان تکیہ شریف کاکوری ضلع لکھنو کہ جنکی تعریف مین یہ چند شعر بسبب محبت و مودت کے میرے قلم سے نکلے۔

اشعار مدحیہ

جمالش یکسان را ماہ عیدے	امید بستہ رادستش کلیدے
نظر ہا نور کردہ نظر دیدن	سخنہا جان و دل جسم شنیدن
انیس خلوت بیتابی خویش	ولی کامل و صوفی و درویش
محبت زادۂ پر جوش وحدت	کرم پروردۂ آغوش وحدت
ہدایت موجزن ہم در طبیعت	طریقت معرفت وحدت حقیقت
قلندر وار در حق جان گدازے	ز عز چشتیہ ہم سرفرازے
چو این گفتہ کہ در دل جوش بودہ	حبیبا ختم کن خاموش بودہ

غرضکہ محبت وارتباط وہی قائم ہے کہ آج یہی دونون صاحب اچھی طرح مجھکو جانتے اور مانتے ہین جو کہ ایک شاخ کے دو پھول اور ایک ہی دریا کے دو گوہر ہین۔

کاکوری شریف مین عرس قائم کرنا

قصبہ کاکوری شریف ضلع لکھنؤ مین حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ کے زمانہ تک کبھی کسی کا عرس نہین ہوا تھا۔ عرس کی بنیاد حضرت خواجہ حسن مودودی چشتی نے قائم کی اور رشتۂ محبت مین قیام عرس کی مضبوط گرہ لگادی اور حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد پہلا عرس آپ نے اپنے اہتمام اور اپنی راے سے انھین کا کیا۔ عرس کے لیئے حضرت شاہ تراب علی صاحب کی راے چند خیالات کے سبب سے نہ تھی مگر بوجہ لحاظ و پاس ادب کے وہ روک بھی نہ سکے اور عرس کے دن آپ نے شاہ تراب علی صاحب کو تسلی آمیز باتون سے فہمائش کرکے یہ دعا دی تھی کہ انشاء اللہ تعالے یہ عرس ہمیشہ ہوتا رہیگا اور اللہ تعالے سامان کردیا کریگا۔ چنانچہ جب سے آج تک ہر سال برابر بڑی شان و شوکت سے عرس ہو رہا ہے اور روز افزون ترقی پر ہے جو کہ آپ کے تصرف کی ایک بدیہی یادگار ہے۔

مین نے خود اپنے کانون سے باہر والے صاحبون کو یہ کہتے ہوے سنا ہے کہ جیسی دلچسپی۔ سادگی۔ صفائی۔ داب محفل اور رونق اس عرس مین ہوتی ہے وہ کسی اور جگہ کے عرس مین نہین دیکھی اور نہ سنی۔

وصال اور مزار شریف کی جگہ

آخر ماہ شوال مین آپ مرض سل مین مبتلا ہوے جسقدر علاج ہوتا تھا مرض کو ترقی ہوتی جاتی تھی آخر کو منھ سے خون بہت آنے لگا۔ اپنے فرزند کو نعمت سینہ عطا کی اور نہ

وصال معشوق کا آوازہ اپنے گوش حق نیوش سے سنکر آخر کو ۱۰ بجے دوشنبہ کے دن ۱۰ تاریخ ماہ ذی الحجہ ۱۲۴۱ھ ہجری کو چھیاسی سال کی عمر مین غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو کے عہد سلطنت مین آپ واصل حق ہوے۔ شہر لکھنو محلہ رستم نگر مین قریب چوکی پولیس کے شاہ قطب اعظم کی ذاتی زمین مین رات کو دفن کیے گئے۔ آپ کے فرزند و خلیفہ شاہ سید قطب اعظم قدس سرہ نے آپ کا مزار شریف پختہ بنوایا اور مزار کے شمالی سمت کو ایک مسجد اور مغرب کی طرف ایک مکان بنوایا اور دیگر مریدین نے مزار اقدس کے اوپر پختہ نہایت نفیس چوپہل روضہ بنوایا اور اسکے اندر اور باہر در و دیوار پر اور مزار شریف پر کلام مجید کی آیتین ابھرے ہوے حرفون مین لکھوائی ہین اور حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے نام کی ہیل اور طغرے گنبد کے اندر لکھے ہین اور مزار کے سرہانے محراب مین شجرہ چشتیہ درخت کی شکل طغرے مین نہایت عمدہ لکھا ہوا ہے روضہ مین بسمت مشرق و مغرب چھ کھڑیان ہین اور جنوب کی طرف ایک دروازہ ہے جسپر یہ دو تاریخین آپ کے وصال کی ابھرے ہوے حرفون مین لکھی ہین

قطعات تواریخ

تیرہ گردید جہان در نظر اہل یقین گفت از روے بکا سال وفاتش ہاتف	گشت خورشید ہدایت چو نہان زیر خاک جانشین علی اکبر حسن عارف پاک ۱۲۴۱ھ
کرد رحلت ز جہان سوے جنان حسب حالش شدہ تاریخ وصال	حضرت خواجہ حسن با برکات داد جان بود بہ تکبیر و صلوٰۃ ۱۲۴۱ھ

حطیم روضہ مبارک کی چار دیواری کے مشرقی اور مغربی دروازون پر بھی اور تاریخین تھین جو کہ دروازون کے گر جانے سے نیست و نابود ہوگئین جنکے حرف جا بجا اب بھی

کچھ موجود ہین - میرے والد نے جنکی نقل کرلی تھی اور وہ یہ ہین-

تاریخ مصنفہ حضرت ناسخ

چو خواجہ حسن صوفی صاف طینت	ز دنیا روانہ بسوے جنان شد
جہان تیرہ و تار بود است ناسخ	نگر- مہر اوج تصوف نہان شد ۱۲۵۵ھ

تاریخ مصنفہ فقیر محمد خان رسالدار متخلص بہ گویا

وفات یافت حسن آفتاب فضل و کمال	کہ در زمانہ ما شبلی دوم بودہ
بروز و ماہ و سن رحلتش ندا آمد	دوشنبہ و مہ ذی الحجہ دھم بودہ ۱۲۵۵ھ

آپ کا عرس آپکے بیٹے اور پوتے شاہ قطب حسن کے وقت مین ۱۲۷۹ہجری تک ہوتا رہا آپ کے عرس کے لیے واحد علی شاہ بادشاہ کلکتہ سے پانچسو روپیہ سالانہ بھیجتے تھے اسکے بعد بوجوہات چند در چند عرس موقوف ہوگیا-

گل سوم

ذکر ساقی میخانہ عشق محمدی صدر نشین مسند ہدی الٰہی جنید زمان شبلی دوران حضرت مولانا سید شاہ محمد قطب اعظم قدس سرہ

حضرت شاہ خواجہ حسن قدس سرہ کے آپ فرزند اور خلیفہ اعظم ہین اور حضرت سید شاہ علی اکبر مودودی سے بھی آپ نے خلافت پائی۔

نواب آصف الدولہ کے زمانہ مین ماہ شوال ۱۱۹۳ھ ہجری کو شہر لکھنؤ مین آپ پیدا ہوے آپ کی کنیت ابوجعفر اور نام محمد قطب اعظم تھا۔

حلیہ اور لباس

پیشانی بلند۔ آنکھین بڑی۔ پتلی بھوری۔ کتابی چہرہ۔ رنگ سرخ وسفید۔ داڑھی شرعی قد لمبا۔ گول بدن۔ ٹوپی چوگوشیہ شنگرفی رنگ کی۔ سبز عمامہ۔ صندلی کرتہ لمبا۔ ہاتھ کا رومال سبز رنگ کا۔ گیروے رنگ کی تہمد اکثر باندھتے تھے۔ جوتا زرد مخمل کا۔

تحصیل علم اور مرید ہونا

جب آپ کی بسم اللہ خوانی کی رسم ہوئی تو حضرت شاہ سید علی اکبر مودودی نے آپکو مرید کرکے اپنا خرقہ پہنایا۔ درسی کتابین عربی فارسی کی آپ نے اپنے والد سے پڑھین اور علم معقول و منقول۔ نجوم۔ ہیئت۔ فقہ۔ حدیث۔ تصوف اپنے پیر و مرشد

حضرت سید شاہ علی اکبر مودودی سے پڑھا اور بر سہا برس اپنے مرشد کے پاس فیض آباد میں رہا کیے شاہ علی اکبر مودودی نے جب آپ کی طبیعت طلب حق کی طرف مائل دیکھی تو علم ظاہری کی طرح سے باطنی تعلیم بھی دینی شروع کی اور ذکر و اشغال اور معمولات طریقہ چشتیہ اور عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس اور چلہ کشی میں کئی سال تک مصروف رکھا عملیات کے آپ عامل کامل ہو گئے۔

جانشین ہونا

تاریخ ۱۳۔ ذی الحجہ روز پنجشنبہ ۱۲۱۸ہجری کو اپنے والد کے سیوم کے دن بعد قرآن خوانی و فاتحہ کے آپ کے حقیقی چچازاد بھائی سید محسن صاحب نے آپ کی مثال یعنے سند خلافت حاضرین اور سب مشائخوں کو پڑھکر سنائی۔ اور آپ اپنے والد کے سجادہ پر رونق افروز ہوے۔ آپ کے معتقدین نے دست حق پرست پر بیعت کی سلسلہ رشد و ارشاد جاری کیا۔

غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر بادشاہان اودھ نہایت عقیدت اور ارادتمندی سے آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور آپ کے فیض باطنی سے کامیاب ہوتے۔ تحفہ و تحائف اور پیش قرار نذرانہ ماہوار برابر پیش کیا کرتے تھے۔

هوالعلی الاکبر

مثال برائے نورچشم قطب اعظم

نقل مطابق اصل - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی ھدانا
لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ وجعل آدم خلیفہ واصطفی
والصلوۃ افضلھا والتحیات اکملھا علی خلیفۃ الاکمل ونائبۃ الافضل
رسولہ الھادی ونبیہ الذی ھو مبدئ ومعادی محمد والہ الکملین
لارباب الصدق والصفا واصحابہ الطاھرین عن السمعہ والریا
وعلی سائرمن ابتعہ فی الارض والسماء -
امابعد فیقول اضعف الخلیفۃ بل لاشی فی الحقیقۃ المفتاق الی
رحمۃ اللہ العلی الاکبر الکریم حسن ابن ابراھیم ابن غیاث الدین
ابن محمد شریف ابن خواجہ ابراھیم المشتھر بالخواجہ الکمھار
المودودی جعلہ اللہ وابنہ من ارباب التوحید الوجودی والشہودی
لما بائع وتاب حفیدی رشیدی قرۃ عینی وعزہ فوادی وعینی وحید
العصر والزمان فی الخلق وحمید العھد والدوران بالخلق قلۃ
الخلۃ وخلۃ المودہ مطلع السعادۃ ومرجع المروۃ مھبط الکرم الصمصام
الحق ابوجعفر محمد قطب اعظم سلمہ اللہ وعظم قدرہ فی الاقطاب
المعظم بیوم مکیۃ من شیخی ومرشدی مولانائی وامامی ومقتدائی عالم
علم اللدنی واقف اسرار الانسی والجنی جامع علوم المنقول ھادی فنون
المعقول سیدی وسندی حضرت سید علی اکبر المودودی الچشتی
القادری رضی اللہ تعالی عنہ وعن شیوخہ طریقۃ السنیہ الچشتیہ
والبس الخرقہ الصوفیہ منہ واناب وھو کان متوجھا الیہ قلبیاً وقالبیاً

حتی ابلغہ اللہ سبحانہ بالحلم والبلوغ فارشدہ سلمہ ربہ رضی اللہ عنہ شغلا من الاشغال فاشتغل ھو لدیہ مدۃ المدیدہ وکان دائما مولعا علی جنابہ والھا بمحبتہ وراسخا برسوخ خدمتہ وتابعا بمتابعتی ورضائی فی جمیع الامور لمارایتا صادقا لشیخہ وراسخا لی فخطر الیوم اعنی یوم الاربعا فی اربعۃ عشر من شھر ربیع الاولی المنتظم بسلک شھور سنہ ۱۲۱۵ خمسہ عشر ومائتین بعد الالف من الھجریہ المقدسہ علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیمات ببالی ان اذن لہ باخذ البیعۃ من جاریتان لنا عن المسکن الصغیر فنمت یوم القیلولہ فاذا رایت فی النوم الصادق شیخنا ومرشدنا حضرت علی اکبر المودودی رضی اللہ عنہ فی البستان الوسیع اللطیف ورجع لہ الخلائق من الرجال والنساء بقصد البیعۃ فاخذہ البیعۃ منھم فاذا قال جناب شیخی لابنی محمد قطب اعظم یا ولدی خذ بیعتہ ممن بقی من الناس فاخذہ بیعتہ من کثیر من الرجال ثم النساء۔

فافقت انا من القیلولۃ وفھمت بان ھذا الرویا مشیر علی اعطاء الاجازۃ لہ سلمہ ربہ فاجزت لہ بخمسۃ طریق الچشتیۃ نظامیۃ القادریۃ والعربیۃ الاویسیۃ والعربیۃ بمعتنۃ النادرۃ والمصافحۃ المعتبرۃ من تسعۃ عشر من التطریق المجاری۔

دستخط فقیر علی اکبر مودودی مھر ودستخط

فقیر حسن مودودی

حررہ یوم الواحد من شھور شھر شعبان المکرم سنہ ۱۲۱۵ھ خمس عشر مائتین بعد الالف من ھجرۃ النبویۃ صلی اللہ علیہ وسلم

هو العلی الاکبر

مثال بنام نور چشم قطب اعظم

الحمد لمن تقدس بالتنزیۃ مع التشبیہ والتشبیہ مع التنزیہ و الصلوٰۃ علی من افاض فیوضات الخاص والعام علی الخواص العوام والہ وصحبہ وسلم اما بعد میگوید فقیر حسن المودودی الکہاری عفی عنہ کہ چون مجاز گردانیدہ ام ترا نور بصری و نقد عمری ابو جعفر محمد قطب اعظم صمصام الحق باشارہ حکم جناب حضرت شیخی و مرشدی و مولائی قطب الافراد جناب سید علی اکبر المودودی رضی اللہ عنہ و عن شیوخہ در پنج طریقہ از چشتیہ بہشتیہ نظامیہ و قادریہ عالیہ رزاقیہ معنعنہ قادریہ عربیہ اویسیہ و قادریہ عربیہ معنعنہ نادرہ لطیفہ و مصافحہ معمریہ بالفعل بالقاے شیوخی کہ روز شنبہ بست و چہارم ماہ جمادی الثانی المعظم بسلک شہور خمس وعشرین و مائتین بعد الالف ۱۲۲۵ھ من الھجرۃ المقدسہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات ملقی شدم باعطاے جملہ اجازات تمامی سلاسل کہ مجاز بودم من دران از نوزدہ طریقہ مجازہ خود از قبل حضرت شیخ برحق خود در طریقین از نقشبندیہ ابوالعلائیہ و قادریہ بدویہ از شیخین واز طریقہ حسینیہ جلالیہ بخاریہ آبائیہ واز صد و چہل طرق مجازہ حضرت سید مخدوم جہانیان قدست اسرارہم واز ششش اوراد و شصت ویک اشغال و اجازت ضیافت مسنونہ تمرو مار و در آخر با جازت زنبیل گردانی و قندیل افروزانی و علم دانی کہ این جملہ دو صد و سی و یک اجازت میشوند۔ نور چشم و راحت و آرام دیدۂ دل سید محمد قطب اعظم ترا مجاز میگردانم بامر الٰہی و حکم اب الابائی حضرت رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام و با وامر مشائخ عظام کہ ممزوج باشارہ و القا بود۔ ندانی

اے جان کہ امداد این ہمہ تر الجسب افراط محبت است حاشا کہ چنان نباشد۔

مہر فقیر حسن مودودی

زمانہ اور اہل زمانہ آپ سے بہت موافق تھے۔ نواب سید محمد خان عرف آغا میر جنکا خطاب معتمد الدولہ تھا اور نواب محمد حسین خان جنکا خطاب روشن الدولہ تھا۔ اور نواب صمصام الدولہ اور میر حکیم مہدی علیخان یہ چار دن وزیر نظر علیخان داماد معتمد الدولہ کے جو جرنیل فوج تھے اور فقیر محمد خان جنکا تخلص گویا تھا نائب جرنیل۔ اور نواب شرف الدولہ بہادر کو آپ سے بہت خصوصیت تھی۔ یہ سب حضرات خاص طور سے آپ کو مانتے اور بہت بڑی عقیدتمندی رکھتے تھے اور ان سب کے بڑے بڑے مشکل کام آپ کے عملیات سے آسان ہو جاتے تھے اور آپ کے فیض باطنی سے شاہان لکھنؤ برابر مستفیض ہوتے تھے۔

معتمد الدولہ کو بادشاہ کا قید کرنا اور آپکے عمل کے اثر سے پھر بحال ہونا

غازی الدین حیدر بادشاہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری میں جب تخت سلطنت لکھنؤ پر بیٹھے تو معتمد الدولہ کو اپنا وزیر کیا۔ اپنے زمانہ وزارت میں چند مہینے تو معتمد الدولہ نے ایسی خیرخواہی کی کہ بادشاہ ان کو رکن سلطنت سمجھتے تھے اور بادشاہ کے نفس ناطقہ ہو گئے آخر حکومت کو دیکھکر معتمد الدولہ کا دماغ آسمان پر پہونچ گیا۔ نواب بہو بیگم صاحبہ سے عداوت پیدا کر کے رزیڈنٹ سے کلکتہ میں جاکر سازش کر لی۔ یہ خبر بادشاہ کو ہو گئی اور جبکہ بادشاہ نے اسکی آزمائش کر لی کہ رزیڈنٹ سے بہت خصوصیت

اور سازش پیدا ہو گیا ہے تو بادشاہ کو انکی طرف سے بدگمانی اور بُرے خیالات پیدا ہوے اور انکی طرف سے دل پھر گیا آخر کو معتمد الدولہ کو بادشاہ نے نظر بند کرا دیا اور حکم دیا کہ بغیر طلب کے ہمارے سامنے نہ آوین۔

بہت مدت تک وہ معزول رہے۔ معتمد الدولہ کے مصاحب یعنے مرزا محمد عباس۔ مرزا علی محمد۔ مرزا علی جان وغیرہ شاہ قطب اعظم مودودی سے برابر ملتے رہتے اور انکی بحالی کے لیے عرض و معروض کرتے رہتے۔ آخر کو حضرت شاہ قطب اعظم نے کوئی تعویذ دیا اور نقش تسخیر انگوٹھیون پر کندہ کرا کے انھین لوگون کے ذریعے سے معتمد الدولہ کو وہ تعویذ اور انگوٹھیان بھیجین جسکے اثر سے معتمد الدولہ کا نحس ستارہ بدل کر ترقی کے اقبال پر چمکا۔ بادشاہ نے انکو طلب کر کے وزارت کے عہدے پر سرفراز کیا۔ اور نواب کا خطاب مع خلعت مرحمت کیا۔ اس عمل تسخیر سے بادشاہ اور اراکیان دربار صاف دل ہو کر معتمد الدولہ کا اسی طرح پھر دم بھرنے لگے۔

بجاے پانچ سو روپیہ ماہوار کے ایکہزار ماہوار مقرر ہونا

۱۲۳۵ھ ہجری مین بجاے پانچ سو روپیہ ماہواری کے جو نواب آصف الدولہ نے حضرت شاہ قطب اعظم کے نام جاری کیا تھا۔ غازی الدین حیدر بادشاہ سے سعی و سفارش کر کے پانچ سو روپیہ اور بڑھوا کر ایک ہزار روپیہ ماہواری تاحیات مقرر کرا دیا جو برابر ملتا رہا۔ اور نواب محمد ابراہیم خان المخاطب بہ شرف الدولہ بہادر۔ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کے جو وزیر تھے وہ ازراہ عقیدتمندی ایک سو روپیہ ماہواری آپکو پیش کیا کرتے تھے۔

ایک مزدور کا آپکی دعا سے مالدار ہونا

ایک مزدور آپ کے یہان اکثر مزدوری کیا کرتا اور اپنی مشکلات اور مقاصد کے لیے

آپ سے تعویذ وغیرہ لیا کرتا تھا اور بہت معتقد تھا ایک دن اس نے آکر بہت پریشان حالی بیان کی اور کہا کہ آجکل بیکار ہون کہین مزدوری نہین ملتی نصیر الدین حیدر بادشاہ بنارسی باغ بنوا رہے ہین مین وہان کئی بار گیا میری مزدوری وہان نہین لگتی آپ دعا یا تعویذ دیجیے کہ میری مزدوری وہان لگ جاے۔ آپ نے اسکو کوئی نقش دیا اور پھر اسکے اصرار سے ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ یا اللہ اسکو اتنا دے کہ اپنے بال بچون اور مستحق کنبے والون کی امداد کرتا رہے اور عزت سے بسر کرے۔ اسکے بعد وہ چلا گیا۔ کئی دن کے بعد جب وہ وہان گیا تو لوگون نے اسکو مزدوری مین لگا لیا چند دن کے بعد ایک دن دوپہر کو نصیر الدین حیدر بادشاہ بوچے پر سوار ہوکر بنارسی باغ دیکھنے آئے اسوقت سب مزدور چبینا چبا رہے تھے اور لوگ بھی سب غافل تھے۔ کسی کی نظر سواری پر نہ پڑی مگر اس مزدور نے سواری دروازے پر آتے دیکھکر دوڑ کر سب کو خبر کی اور عہدہ داران تعمیر کو ہوشیار کیا۔ بادشاہ نے یہ چالاکی اسکی دیکھ لی اور سواری جب اندر آگئی تو اس نے سلام کیا بادشاہ نے اسکا نام وکام پوچھا اس نے ہاتھ جوڑ کر بہت ادب سے کہا کہ حضور کے غلامون کا مزدور ہون۔ بادشاہ نے اسی وقت ایک مٹھی اشرفیان اسکو مرحمت کین اور کہا کل حاضر دربار ہونا اور چوبدار کو اسکی حاضری کی خبر کرنے کا حکم دیکر بنارسی باغ دیکھ کر واپس چلے گئے وہ مزدور جب اپنے مکان گیا تو اپنے باپ سے اس نے سب حال بیان کر کے کہا کہ درباری کپڑے مجھکو ابھی بنوا دو۔ دوسرے دن درباری کپڑے پہنکر دربار مین وہ گیا جب اسکی طلبی ہوئی تو چوبدار اسکو بادشاہ کے سامنے لایا اس نے قاعدہ کے موافق سلام کیا بادشاہ نے اس کو دیکھکر خیال کیا کہ ہونہار غریب خوش خیال ہے اور اس سے پوچھا کہ تو یہ کیا پہن کر آیا ہے اس نے عرض کیا کہ حضور نے دربار مین حاضری کا حکم دیا تھا تو کیا بے قاعدہ حاضر ہوتا۔ یہ سنکر بادشاہ بہت خوش ہوے اسی وقت اپنے وزیر کو حکم دیا کہ کوئی جگہ خالی ہے عرض کیا کہ ایک رسالدار کی

جگہ خالی ہے۔ حکم ہوا کہ یہ مقرر کیا جاے۔ اور غالب جنگ کا اسکو خطاب دیا گیا اور خلعت مرحمت ہوا۔

معتمد الدولہ کو وزارت سے معزول کر دینا اور ایک عمل بادشاہ پر شبہ کا پھر بحال کرنا

سنہ ۱۲۴۳ھ مین جب نصیر الدین حیدر بادشاہ سلطنت پر بیٹھے تو معتمد الدولہ کی حکومت اور کثرت دولت و ثروت اور انکی تقریر کا اثر اور انکی ہر دل عزیزی دیکھ سنکر بہت گھبرائے اور ان کو وزارت سے الگ کرنے کی تدابیر کرنے لگے بادشاہ کو کسی سے یہ خبر معلوم ہوگئی کہ شاہ قطب اعظم مودودی اور معتمد الدولہ سے بہت خلوص اور میل جول ہے انگوٹھیون پر تسخیر کا نقش کندہ کیا ہوا پہنے رہتے ہین ان انگوٹھیون کا یہ اثر ہے کہ بادشاہ اور اہالیان دربار ان کے ہم خیال اور انکے زیر اثر رہا کرتے ہین اور جو وہ کہتے ہین۔ وہی بادشاہ کو اور سب کو کرنا پڑتا ہے۔ ادھر تو بادشاہ نے یہ خبر سنی اُدھر انکا ستارہ اقبال برج نحس مین آیا۔ ایک دن بادشاہ نے معتمد الدولہ سے اُنکی سب انگوٹھیان دیکھنے کے بہانے سے لیکر ان مین سے نقش کندہ کی ہوئی انگوٹھیان لے لین اور خود پہن لین۔ معتمد الدولہ نے ان کی واپسی کی بڑی کوشش کی اور حیلے بہانے کیے مگر بادشاہ نے کہا کہ یہ انگوٹھیان ہمدولت کو پسند آگئین۔ غرضکہ انگوٹھیان لینے کے بعد چند دن تک بادشاہ برابر تجربہ کرتے رہے تو پہلا سا اثر ان کی تقریر اور راے کا بادشاہ نے نہ پایا آخر کو بادشاہ کا عتاب نازل ہوا بادشاہ نے کسی حیلے سے معتمد الدولہ کو کلکتہ روانہ کیا اور رزیڈنٹ کو لکھ بھیجا اس نے انکو کلکتہ مین نظر بند کر لیا اور بادشاہ نے معتمد الدولہ کے گھر پر پہرہ بٹھا دیا کہ معتمد الدولہ کے متعلقین متوسلین شاہ قطب اعظم سے نہ ملنے پائین تاکہ نقش و تعویذ یا بات چیت شاہ قطب اعظم سے نہ ہو سکے۔ شاہ قطب اعظم نے چند مہینے خاموشی سے کام لیا اور وقت کا انتظار کرکے عملیات اور چلہ کشی کرکے یہ

اثر دکھلایا کہ بادشاہ نے اپنا دل صاف کرکے معتمد الدولہ کو طلب کرکے خطا معاف کی اور وزارت کے عہدے پر پھر سرفراز کیا خلعت مرحمت کرکے چڑھی ہوئی تنخواہ دلوائی اور سب جگہ سے پہرے اٹھا لیے۔ اس خوشی مین معتمد الدولہ نے ایک ہاتھی معہ نقرئی ہودے کے آپ کو پیش کیا تھا۔

از تاریخ اودھ حصہ چہارم صفحہ ۲۱۸۔

اولاد کی آرزو مین نصیر الدین حیدر بادشاہ اودہ کا ایک سنت جماعت صوفی کے ہاتھ پر بیعت کرنا

بادشاہ کو مدت مدید سے نہایت آرزو اولاد کی تھی اور اکثر دربار مین اور عشرتگاہ شاہی مین جب اس بات کے تذکرہ آتے تھے تو ان کے سامنے عورت و مرد اگلے بادشاہون کے قصے سنایا کرتے تھے کہ فلان کے یہان درویشون کی ریاضت و افاضت کی تدبیر و دعا سے اولاد پیدا ہوئی۔ ایسے ہی قصے سنتے سنتے نصیر الدین حیدر بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مرید ہونے کے لیے یہ بہانہ اچھا ہے اور ممکن ہے کہ اسی حیلے سے مجھکو خدا اولاد بھی دیدے بادشاہ کے دل مین یہ بات جم گئی کہ نامراد آدمی درویشان مستجاب الدعوات کے طفیل سے مراد کو پہونچ جاتا ہے۔ اگر ہم بھی ان کی طرف رجوع کرین تو کیا عجب ہے کہ تیر مراد نشانے پر پہونچ جاے۔ غرضکہ درویشون اور بالکل صوفیون کو تلاش کرکے ملے مگر کسی طرف انکا دل رجوع نہ ہوا اتفاقًا اسی زمانے مین بادشاہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ شاہ قطب اعظم صاحب کا خاندان مشائخون اور درویشون مین بہت نامور ہے اور برگزیدہ ہے اور انکے والد حضرت خواجہ حسن صاحب کو ہمارے مورث اعلی نواب آصف الدولہ اور نواب سعادت علیخان باوجود

اختلاف مذہب کے بہت مانتے تھے اور خلوص عقیدتمندی سے ان کے پاس برابر جایا کرتے
تھے اور بادشاہ غازی الدین حیدر اور نواب معتمد الدولہ وغیرہ وزیر و امیر بھی شاہ
قطب اعظم کو بہت مانتے تھے اور بوجہ حسن عقیدت کے نہایت اعزاز و اکرام سے
پیش آتے تھے نوابان اور وزرا کو ان سے ملنا فائدہ سے خالی نہ ہوتا تھا اور دلی
مقاصد ضرور حاصل ہوتے تھے لہذا انھین سے بیعت کرنا چاہیے اور ان کو بلا کر دربار
مین سب کے سامنے اولاد ہونے کا تعویذ لینے کے حیلے سے انکا مرید ہونا چاہیے کیونکہ
قطب اعظم صوفی کامل ہین جو جو اسرار سینہ بسینہ اس فرقہ صوفیہ مین جاری ہین وہ
سب ان کے سینہ مین محفوظ ہون گے کیونکہ وہ حضرت خواجہ حسن کی اولاد مین ہین۔ یہ
سوچ سمجھکر ایک دن بادشاہ نے نواب روشن الدولہ اپنے وزیر سے دریافت کیا کہ
شاہ قطب اعظم صاحب کا حال مدت سے معلوم نہین کہ کہان ہین۔ وزیر نے عرض
کیا کہ یہین ہین اور اکثر خانہ زاد کے مکان پر آمدو رفت رکھتے ہین بادشاہ نے
ارشاد کیا کہ ایک ضروری کام درپیش ہے کسی طرح ان کو یہان لاؤ۔ دوسرے دن
روشن الدولہ ان کو سمجھا بجھا کر زبردستی دربار خاص مین لے گئے۔ بادشاہ نے ان سے
فرمایا کہ آپ کے خاندان مین اکثر حضرات باکمال ہوے ہین اور علم سینہ بسینہ
کے اعمال مجرب رکھتے تھے۔ آپ بھی انھین کی یادگار اور ایک در نایاب ہین یقین
ہے کہ ہمارے ساتھ لازمہ دوستی و خیرخواہی کو ادا کرکے کوئی مجرب تعویذ ایسا دین گے
جسکی وجہ سے ہمارے یہان بیٹا پیدا ہو جاوے۔

شاہ قطب اعظم صاحب نے نہایت انکساری سے عرض کیا کہ ہمارے اگلے بزرگ
فی الحقیقت ایسے ہی تھے لیکن بندے کی ذات کو ان کی ذات سے اور بندے
کے اعمال کو ان کے اعمال کے ساتھ کوئی تعلق اور کچھ بھی نسبت نہین ہے مگر کلیات
جواہر خمسہ جو کہ ہمارے حضرت کے ملفوظات کے مجموعہ کا نام ہے۔ اگر اس مین کوئی

تعویذ نظر سے گذرا تو انشاء اللہ حاضر کیا جاے گا۔ اور یہ ناچیز اتنی لیاقت نہین رکھتا کہ حضرات ماضیہ کے ساتھ برابری کا دعوی کرکے اپنے کمال کو زبان پر لاے۔ البتہ فقیر دعا کرے گا اگر خدا نے میری لجاجت اور نیم شبی ریاضت پر نظر کی اور وقت صبح کی دعا قبول فرمائی تو اس کی عین بندہ نوازی ہے اور ظاہر ہے کہ جب خداوند مجازی پر زور نہین چلتا تو خداوند حقیقی پر زور کب چل سکتا ہے۔

یہ سنکر بادشاہ نے خیال کیا کہ ان کو بوجہ خرچ کے بہت تکلیف پہونچی ہے اور کسی خاص سبب سے یہ تعویذ کو چھپاے ہین سب کے سامنے اب ان کو دھوکا دیکر پھر تعویذ کو کہنا چاہیے۔ بادشاہ نے اول تو بے اعتباری اور ناپائیداری دنیا کے متعلق چند کلمات بیان کیے اور پھر کچھ ایسی باتین زبان پر لاے جن سے دین پر ثابت قدمی ظاہر ہو۔ اسکے بعد شاہ صاحب کے بزرگون کی بہت تعریف کی اور ان کے علاوہ خاندانی کو ایسے موثر الفاظ مین ادا کیا کہ شاہ صاحب حیران ہو کر رہ گئے اور بادشاہ نے خواہش ظاہر کرکے کہا کہ حضرت آپ مجھے اپنا مرید کر لیجیے۔ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ مذہب امامیہ مین بیعت کب جائز ہے۔ اس امر مین بادشاہ اور شاہ صاحب مین جو سوال و جواب ہوے اور جو دلائل بیان ہوے وہ سننے کے قابل ہین۔ اور وہ یہ ہین۔

بادشاہ کا خطاب۔ حضرت آپ تمام سلاسل اولیاء اللہ کو جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات تک پہونچاتے ہین۔ اور ہم ان کو اپنا امام مانتے ہین تو جبکہ آپ حضرات کے سلسلہ درویشی کا فیض ان سے ہے تو پھر بیعت مین کیا مضائقہ ہے کیونکہ آپ کے ہاتھ مین ہاتھ دینا عین ان کے ساتھ بیعت ہے۔ جناب امیرؑ کی نیابت مین آپ سے بیعت کرنے مین کیا ہرج ہے۔

شاہ صاحب کا جواب۔ آج کل کے بادشاہ صرف دنیا کے جویا ہوتے ہین عقبی کے طالب نہین ہوتے۔ یہ بات درویشون ہی سے مخصوص ہے چنانچہ گدا

اور درویش مین یہی فرق ہے کہ وہ متروک الدنیا ہے اور یہ تارک الدنیا۔

سوال ۔ درویش صفت باش وکلاہ تتری دار ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعُ الْاٰخِرَۃ ۔ یعنے دنیا آخرت کی کھیتی ہے ۔ تو مزرع آخرت کیا ہے یہی افعال حسنہ۔

جواب ۔ بیعت نام عہد باندھنے کا ہے اسطرح سے کہ اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ مین دینا اس اقرار پر کہ تمہارے کہنے سے ہرگز تفاوت و تجاوز کچھ بھی نہ کرون گا اور یہ بات دبدبہ شاہی سے اور ہیبت سلطنت سے بعید ہے اسلیے کہ بادشاہ کو اپنا ہاتھ مجھ گدا ے کوچہ گرد سنی مذہب صوفی مشرب کے ہاتھ مین دینا اپنے کو مفت بدنام اور دوسرے کو فضیحت کرنا ہے ۔ حضور بادشاہ ہین کوئی حضور سے تو کچھ کہہ نہ سکے گا مجھ غریب فقیر کو ادنی واعلی طعن و تشنیع سے تنگ کرکے دشمنی کے درپے ہو جائین گے اور جان وعزت دونون پر آبنے گی۔

خطاب ۔ آپ بخوبی یقین رکھین کہ اس کام کی رغبت صدق دل سے پیدا ہوئی ہے اور جو کام ایسا ہو کہ اس مین بظاہر کوئی دنیاوی نقصان متصور ہو اور یقینی دین کا نفع ہو تو ایسے کام کے اختیار کرنے مین مخلوق کے طعن کرنے کا مجھکو کچھ خوف نہین ہے ۔ طریقت مین یہ فعل سنت رسول ؐ کی طرف منسوب ہے بلکہ وجوب کے قریب ہی مخلوق کے بدنام کرنے سے ڈر کر گناہ کا بار اپنے سر پر اٹھانا اسلام سے اور دانائی سے بعید ہے ۔ بلکہ مشائخ کے طریقے مین تو کفر و نادانی ہے۔

جواب ۔ حضور کے دلائل سب مسلم ہین ۔ درویشون کے ملت مین کسی کو الزام دینا ہرگز درست نہین ہے ۔ اگر آپ کا یہی ارادہ مصمم ہے تو میر علی مرثیہ خوان سے بیعت کرنا انسب ہے کہ وہ درویشون کے خاندان سے ہین اور مذہب کے بھی شیعہ ہین۔

جواب الجواب ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اپنا مرشد بنانے مین مشورہ لینے کی کیا ضرورت ہے

جسکو اپنے اعتقاد مین بہتر اور کامل جانا جائیگا اسکی اتباع کی طرف رغبت ہو گی جبکہ
ہمارے اعتقاد نے آپ کی طرف دل کو رجوع کیا تو ہم کو مرید ہوتے ہین اور آپ
کو مرید کرنے مین انکار نہ چاہیے۔
اتنی گفتگو کے بعد دربار خاص برخواست ہوا چند روز یون ہی گذرے اس درمیان
مین نواب روشن الدولہ اور سبحان علیخان وزیرون نے بھی بہت چاہا کہ بادشاہ مرید
نہ ہون اور وزیرون کی فہمائش سے خود شاہ قطب اعظم صاحب بھی مرید کرنا نہین چاہتے
تھے۔ وزیرون کی تدبیر کا کچھ اثر نہ ہوا اور پھر ایک دن بادشاہ نے شاہ قطب اعظم
صاحب کو بلوا کر پھر وہی بحث شروع کردی۔ آخر کو مجبور ہو کر شاہ قطب اعظم صاحب
نے یہ حجت پیش کی کہ طریقت کی راہ مین تبرا ممنوع ہے۔ اگر تبرا کرے بھی تو مجمل طور پر
یعنے صرف دشمنان اہل بیت پر کرے اور مفصل یعنے نام بنام نہ کرے۔ کیونکہ تفصیل کی
صورت مین ایسے خراب و ناجائز کام کی نسبت مین دوست اور دشمن شریک ہو جاتے
ہین۔ اور مرید کو تمام رسمیات بیعت کو بجالانا چاہیے جب تک یہ نہو تو بعیت بیکار ہے
اور بچون کے کھیل سے کم نہین ہے۔ اور سب سے پہلے گناہ صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کیجائے
دوسرے یہ کہ پانچون وقت کی نماز سنت و جماعت کے طریقہ سے پڑھنی چاہیے۔
رمضان کے روزے رکھنے چاہیے۔ تیسرے یہ کہ پیر کا خرقہ پہننا چاہیے۔ چوتھے مونچھ
کے بال قینچی سے کاٹنا چاہیے۔ اگر یہ نہ ہون تو داڑھی کے اور اگر یہ بھی نہ ہون تو کاکل
کے سہی۔ پانچوین یہ کہ پیر کا پس خوردہ ضرور کھانا چاہیے۔ بادشاہ نے یہ پانچون شرطین
دربار خاص مین مصلحتاً بکشندہ پیشانی قبول و منظور کین۔
شاہ قطب اعظم صاحب نے ان شرائط کے بعد جب دیکھا کہ بادشاہ ہر کام کو رضامند
ہے اور اعتقاد کامل رکھتا ہے۔ تو اس خیال سے کہ ایک والی ملک باوجود اختلاف
مذہب کے مرید ہوتا ہے اسکے سبب سے عام صوفیون و درویشون مین میری شہرت

زیادہ ہو جائے گی اور ہر ایک اس سے بھی زیادہ ادب لحاظ کریگا۔ بادشاہ کو مرید کر لیا۔ بادشاہ نے پانچہزار روپیے نذر مین پیش کیے اور کشتی مین سات پارچے کا خلعت نذر دیا۔ اور مریدون کی طرح سے حضرت صاحب نے اپنے ملبوس خاص مین سے شنگرفی درویشانہ ٹوپی اور سبز رنگ کا شالی رومال بادشاہ کو دیا اور جھوٹے نوالے کی جگہ پر مصری کی ڈلی کھلائی۔ بادشاہ چند روز بتاے ہوے ذکر واشغال مین مصروف رہے اور کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا کا انتظار نہ کرکے ادھر تو اپنے پیر و مرشد سے حمل رہنے کا تعویذ اور حسب کا عمل لینے کی خواہش کی۔ اُدھر لوگون کو شاہ صاحب کی اور بادشاہ کی خلوت اور ہر وقت کی گرمای صحبت پر بڑا حسد پیدا ہوا اور یہ فکرین کرنے لگے کہ یہ صحبت بدمزہ کرادیجائے۔
ایک دن تاج الدین حسین خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ زر یڈنٹ بہادر کہتے تھے ہمنے سنا ہے کسی درویش کی صحبت سے بادشاہ نے فقیری اختیار کی ہے سلطنت بیکار ہوی جاتی ہے فقیری اور بادشاہی مین سفیدی و سیاہی کا فرق ہے۔ چونکہ بادشاہ کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا تھا۔ صرف حمل رہنے کی تمنا باقی تھی اور چند روز کی صحبت مین شاہ قطب اعظم صاحب سے یہ کام نہ نکل سکا بلکہ انھون نے اس کام کو خدا کے حوالے کردیا تھا۔ تاج الدین حسین خان کا یہ کہنا بادشاہ کے دل پر اثر کر گیا لہذا انھون نے شاہ قطب اعظم صاحب کے یہان خود بھی آنا جانا ترک کردیا اور ایک دن خود شاہ صاحب کو اشارتًا سمجھادیا کہ کوئی شخص ہماری اور آپ کی صحبت ایک جگہ پر نہین چاہتا اسلیے چند روز طلب کرنے کے منتظر رہیے۔
شاہ صاحب نے بھی آنا موقوف کیا۔ غرضکہ وہ صحبت بالکل ہی برہم ہوگئی اور یہ سب افترا پردازی تاج الدین حسین خان کی تھی۔ شاہ قطب اعظم صاحب کی بددعا کا یہ اثر ہوا کہ چند ہی دن مین غضب شاہی نازل ہوا اور تاج الدین حسین خان شہر بدر کردیے گئے۔ (از تاریخ اودھ حصہ چہارم مطبوعہ نولکشور پریس لکھنو صفحہ ۳۱۰)

حال آنا

لکھنؤ مین ایک جگہ محفل سماع ہو رہی تھی سب مشائخ جمع تھے آپ بھی تشریف رکھتے تھے
کسی شعر پر آپ کو کیفیت ہوئی اور حال آگیا۔
کسی نے کہا کہ دیکھو تو شاہ صاحب کیسے ہاتھ ٹسکار رہے ہین۔ آپ نے اس سے کہا
کہ تو بھی مٹک۔ یہ کہتے ہی اس پر حال کی کیفیت طاری ہوگئی اور بڑی بے اختیاری
سے وہ لوٹنے تڑپنے لگا۔ جب آپ کی وہ کیفیت رفع ہوگئی تو لوگون نے اس کی طرف
سے بڑی منت خوشامد کر کے توجہ کرنے کو کہا۔ آپ نے کچھ پڑھکر اسپر دم کیا اور
اس کی کیفیت کو سلب کر لیا تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس سے عمل تسخیر پر آپ قادر تھے
روحی قوت سے آپ بہت کام لیتے تھے۔ آپ کے تعلقات اہل دنیا سے تھے اور حقیقت
مین خدا اور رسول کی سچی محبت مین ڈوبے رہتے تھے۔ ہزار ہا بندگان خدا کو دین کی راہ
پر لائے اور دنیا کی مصیبتون مین پھنسکر جو لوگ آپ کے پاس اپنی غرض لے کر آتے۔
آپ کی دعا سے بامراد واپس جاتے تھے۔

نقش حب کی تاثیر سے مطلوب کا کئی بار حاضر ہونا

آپ کے مریدون مین سے ایک مرید کے دوست کسی عورت پر عاشق تھے۔ انھون نے
ان سے کہا کہ اپنے مرشد سے کوئی تعویذ محبت کا لادو یہ انکار کرتے رہے ایک دن
بہت اصرار کیا آخر کو وہ اپنے ساتھ لے کر آپ کے پاس آئے اور مطلب بیان کیا
آپ نے انکار کیا تو وہ رونے لگے اور جان دینے پر مستعد ہو گئے اور کہا کہ مین کئی جگہ
سے حُب کا تعویذ لا چکا ہون کسی کے تعویذ نے کچھ اثر نہ کیا معلوم ہوا کہ یہ عمل کسی کے پاس نہین
ہے اب مین اپنی جان دیدونگا کہ میرا یہ کام کسی سے نہین ہوتا جب آپ نے ان پر محبت کا ایسا

اندر دیکھا تو آپ نے اُنسے کہا کہ ایک شرط سے اسکو یہان بلائے دیتا ہون کہ جب وہ یہان
آوے تو پانچ جوتے اس کے مارو تو وہ نکاح پر راضی ہو جائے گی۔ تم اس سے نکاح
کرنے کا وعدہ کرلو۔ اور جس دن نکاح کا سامان مہیا کر و اسی دن مین اسکو یہان طلب
کر دون۔ انھون نے یہ شرط منظور کر کے وعدہ کیا۔ اور حسب وعدہ یہ اپنے ساتھ نکاح
کا سامان لے کر حاضر ہوے۔ اس زمانے مین آپ بڑے محل کے قریب محلہ رستم نگر مین
نیا مکان بنوا رہے تھے وہین بیٹھے ہوے تھے آپ نے اسی وقت ایک تعویذ لکھکر انکو
دیا کہ اسکو آگ کے نیچے دبا دو۔ تھوڑی ہی دیر مین ایک ڈولی پر پردا پڑا ہوا۔ بڑے
محل مین چھوٹے حضرت کو پوچھتے ہوے کہار ایک سواری لے کر پہونچے عام طور سے
آپ چھوٹے حضرت کے لقب سے مشہور تھے۔ ڈولی مین سے اُس نے کہا کہ حضرت اسوقت
بیٹھے بیٹھے خود بخود میرا دل گھبرایا اور آپ کی خدمت مین حاضری کو دل رجوع ہوا آپ
نے مجھے کیون بلایا ہے۔ آپ نے اس شخص کا نام لے کر کہا کہ انھون نے بلایا ہے۔
مین نے تم کو نہین بلایا۔ لوگون نے ان سے جوتے مارنے کا اشارہ کیا وہ اسکی ڈولی
کے پاس گئے اور جھانک کر دیکھا تو وہی مطلوبہ تھی۔ مگر صورت دیکھ کر ان سے جوتے نہ مارے
گئے ذرا دیر کے بعد اس نے آپ سے رخصت کی اجازت لے کر ڈولی اٹھانے کو کہا اور
کہار ڈولی لے کر واپس گئے۔ سب نے ان کو بہت برا بھلا کہا کہ ایسا موقع ہاتھ سے
کھو دیا۔ انھون نے آپ کی بڑی منت خوشامد کی کہ اب کی اور بلا دیجیے تو اپنا وعدہ ضرور
پورا کرونگا۔ غرضکہ ان سب کے اصرار سے آپ نے تعویذ لکھکر اس کو تین بار بلایا
اور ان سے جوتے نہ مارے گئے تیسری بار کی حاضری مین بدحواسی کی سی اسکی حالت
تھی اس نے آپ سے کہا کہ حضرت خدا اور رسول کا واسطہ اب میرے حال پر مہربانی
کیجیے مین شریف کی لڑکی ہون اور آپ بار بار تعویذ کے اثر سے مجھکو بلا کر بدنام کرانا
چاہتے ہین آپ نے اس سے نہ بلانے کا وعدہ کر کے واپس کیا۔ اور پھر لوگون کے اصرار سے

تعویذ نہ لکھا ۔

شادی اور اولاد

نواب آصف الدولہ بہادر کے زمانے مین آپ کے والد نے اپنی حقیقی بھانجی معصومہ بیگم کے ساتھ ۱۷ جمادی الاول ۱۲۰۶ ہجری کو آپ کی شادی کر دی جن سے ایک دختر لاڈو بیگم پیدا ہوئی جسکو آپ بہت چاہتے تھے ۔ نواب معتمد الدولہ کے نیابت کے وقت مین ۱۲۳۳ھ کو آپ نے اس لڑکی کی شادی سید الطاف حسین صاحب رئیس بلگرام کے ساتھ کر دی ان سے ایک لڑکی حاجی بیگم پیدا ہوئی ۔ اور حاجی بیگم کی شادی میر مہدی حسین صاحب کمیدان جو کہ قصبہ بارہا کے سادات تھے ولد میر معین صاحب کمیدان کے ساتھ ہوئی انسے دو لڑکیان یعنے امراو جہان بیگم اور امیر جہان بیگم پیدا ہوئین ۔ امراو جہان بیگم کی شادی سید بنیاد حسن صاحب میر معین صاحب کمیدان کے پوتے کے ساتھ ہوئی جن سے ایک فرزند سید آل حسن صاحب اور ایک لڑکی حاجرہ بیگم پیدا ہوئی ۔ اور امیر جہان بیگم کی شادی مولوی سید سراج الحسن صاحب سے ہوئی ۔ جو کہ آپ کی حقیقی پھوپھی کی اولاد مین ہین ۔

نواب سعادت علی خان بہادر کے زمانے مین ۱۲۲۵ھ کو احمد علی خان صاحب جو عمائدین سلطنت لکھنؤ سے تھے محلہ مفتی گنج مین رہتے تھے انکی ہمشیر کے ساتھ آپ نے اپنا دوسرا نکاح کیا جسکا امامیہ مذہب تھا ان سے تین لڑکے اور تین لڑکیان پیدا ہوئین ۔ مودود حسن ۔ اقطاب حسن ۔ قطب حسن ۔ سکینہ بیگم ۔ قطبی بیگم ۔ کلثوم بیگم ۔ سکینہ بیگم کی شادی سید خواجہ احمد صاحب ساکن رستم نگر رئیس لکھنؤ کے ساتھ ہوئی جو کہ آپ کے خاندان کے نہ تھے ۔ آپ کے وصال کے بعد قطبی بیگم نواب علی مرزا ۔ وثیقہ دار نواب مبارک محل صاحبہ سے منسوب ہوئین ۔ اور کلثوم بیگم عرف اشتیاق محل واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے منسوب ہوئین ۔ اور نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ

کے زمانے مین یکم رجب ۱۲۳۵ھ کو آپ نے حسینی بیگم بنت سید شریف الدین جنکا امامیہ مذہب تھا ان سے تیسرا نکاح کیا۔ ان سے سیدہ بیگم ایک دختر اور سید شاہ احمد حسن صاحب ایک فرزند پیدا ہوا۔ سیدہ بیگم کی شادی عماد الدولہ رشید الملک نواب مہدی حسن خان بہادر فیروز جنگ فرمانروائے ریاست بادنی کدوراکے ساتھ ہوئی۔ جو لاولد فوت ہوئین اور شاہ احمد حسن کی شادی رئیس موصوف کی چچازاد بہن کے ساتھ ہوئی۔ جو صاحب اولاد تھے

تصانیف

آپ کی تصنیف کی ہوئی بہت کتابین تھین جو کہ تلف ہوگئین میرے پاس تین چار کتابین مندرجہ ذیل ہین۔

رسالہ در علم تکسیر یعنے تعویذ لکھنے کے قاعدے — ملفوظ شاہ خواجہ حسن قدس سرہ آپ کا لکھا ہوا — تفسیر سورۂ نسا

حال وصال

جب آپ کی رحلت کا زمانہ قریب ہوا تو آپ نے شروع ماہ رجب ۱۲۶۰ہجری کو ایک دن اپنے مریدون اور سب عزیزون کو بلا کر اپنے فرزند سید قطب حسن کو مرید کر کے خرقہ اپنا پہنایا۔ اور نعمت علم سینہ سے ان کو مشرف کیا سند خلافت دیکر خاصکر ان سے اور ان سب اپنے مریدون اور عزیزان حاضر الوقت سے مخاطب ہوکر وصیت اور کچھ نصیحت کی۔ اور بعد چند روز کے ۲۶۔ رجب ۱۲۶۰ھ کو شنبہ کے دن مرض فالج مین مبتلا ہو کر جمعہ کے دن ۲۷ رجب المرجب ۱۲۶۰ہجری کو صبح کے وقت۔ امجد علیشاہ بادشاہ کے زمانے مین آپ نے رحلت فرمائی۔ سب نے حسب وصیت آپ کو آپ کے والد کے روضہ کے زیر پائین شام کو دفن کیا۔

تاریخہائے وصال

مصنفہ خواجہ محمد وزیر تخلص وزیر شاگرد حضرت ناسخ۔

شد واصل حق چو آن شیخ کامل
زغم تیرہ و تار مے گشت عالم
وزیر انیچنین سال آن شاہِ دین شد
ولیِ ید اللہ بود قطب اعظم
۱۲۶۰ھ

مصنفہ نواب ظفر یاب خان تخلص راسخ شاگرد حضرت ناسخ از خاندان نواب محبت خان

چون حضرت شاہ قطب اعظم
سجادہ عرش ساخت آباد
راسخ پیئے سال انتقالش
برگفت کہ۔ رحمت خدا باد
۱۲۶۰ھ

مصنفہ جناب مقبول الدولہ احسان الملک نواب مرزا مہدی علیخان بہادر

ثابت جنگ تخلص بہ قبول

واصل حق شد چو قطب زمان
مرد ہر کس ازین غم جانکاہ
بدز اولاد خواجہ مودود
در رکوع و سجود شام و پگاہ
گاہ مفقود و گہے موجود
بدم لا الہ الا اللہ
فیضیاب از سلوک خاص و عام
بود ابدال وقت آن واللہ
سال ترحیل اے قبول بگو۔
قطب اعظم ولی کامل آہ
۱۲۶۰ھ

آپ اپنے والد حضرت شاہ خواہ حسن قدس سرہ کا عرس بڑے اہتمام اور اعلیٰ پیمانے پر کیا کرتے تھے۔ اسکے بعد آپ کا عرس شاہ قطب حسن آپ کے پوتے نے ۱۲۷۰ ہجری تک کرتے رہے اور واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ آپ کے عرس کے لیے پانچ سو روپیہ ہر سال دیتے تھے۔

گلِ چہارم

ذکرِ وسیلہ ارشاد انام واسطہ ہدایت خاص و عام

مولوی سید شاہ قطب حسن مودودی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ قطب اعظم مودودی قدس سرہ کے آپ فرزند اور خلیفہ اعظم تھے غازی الدین حیدر بادشاہ کے زمانے مین جمعہ کے دن ۱۱ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۲۸ جنوری ۱۸۲۰ء کو آپ کی ولادت لکھنؤ مین ہوئی۔ آپ کے والد آپ کو بہ نسبت اور فرزندون کے بہت چاہتے تھے۔ آپ بہت خوبصورت تھے اور نور معرفت کی جھلک آپ کے چہرے سے ظاہر تھی عربی و فارسی کی درسی کتابین آپ نے مولوی محمد اصغر صاحب فرنگی محلی سے پڑھکر فقہ اور حدیث اور علم تصوف اپنے والد سے حاصل کیا۔ آپ بہت ذہین تھے۔ آپ کے اخلاق نہایت وسیع تھے ہر ایک سے نہایت خلق و محبت سے پیش آتے تھے بوڑھے اور جوان سبکو حسن تقریر سے اپنی طرف متوجہ کر لیتے تھے۔ صوفیاے کرام سے آپ بہت ملا کرتے تھے بادشاہ اور امیر و وزیر آپ کے والد کے معتقدین مریدین اور منتسبین آپ کو۔ اسی طرح سے مانتے تھے۔ جیسا آپ کے والد سے اعتقاد رکھتے تھے نواب علی نقی خان اور شرف الدولہ بہادر وزیر ایک معتد بہ رقم از راہ عقیدتمندی ماہوار پیش کیا کرتے تھے

حلیہ

بلند پیشانی۔ گندمی رنگ۔ کتابی چہرہ۔ بہت خوبصورت آنکھین بڑی۔ ڈاڑھی بھری

ہوئی اور لمبی۔ میانہ قد۔ چھریرا بدن۔ شرعی لباس۔
آپ کے والد کے سیوم کے دن رسم فاتحہ خوانی کے بعد آپ کے حقیقی بڑے بھائی سید
مودود حسن نے آپ کی سند خلافت سب کو پڑھکر سنائی اور آپ سجادہ طریقت پر بیٹھے
ہزارہا بندگان خدا کو فیض علم اور ہدایت اور تبلیغ اسلام سے فیض پہونچایا۔ سند خلافت
وظیفہ کی کتاب مین ہے۔ اسکی نقل یہ ہے:۔

ھو العلی الاکبر

مثال بنام نور چشم مولوی قطب حسن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد میگوید فقیر ابوجعفر محمد قطب اعظم مودودی
خلیفہ پیر برحق سید شاہ علی اکبر مودودی رضی اللہ عنہ والد خود است انچہ ازان پیران
طریقت حصہ یافتم آن ہمہ را بنور چشم مولوی قطب حسن بعد اخذ بیعت اجازت و
خلافت سلسلہ چشتیہ و در ہر سلسلہ صوفیہ مجاز نمودہ ترک لباس کنانیدہ خرقہ
خود بپوشانیدم و دو صد دوسی و یک اجازت اعمال و اوراد و اشغال مجاز کردہ خلافت
داد دام حالا مجاز است کہ طالبان راہ حق را مرید کند و اجازت ذکر و وظیفہ دہد
و خرقہ بخشد و خرقہ بپوشاند و این نعمت خلافت او سبحانہ تعالے ای فرزند ما بتو
مبارک و مسعود کند و توفیق بخشد۔ فقط
محررہ پنجم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۶۰ھ ۱۲ فقیر ابوجعفر سید محمد قطب اعظم بقلمہ

مہر

عادات و اطوار زہد و عبادت

آپ بڑے متبع شریعت تھے تہجد کی نماز کے بعد صبح تک وظائف و اشغال مین مصروف رہتے
بعد نماز صبح کے تلاوت کلام مجید کرتے چاشت و اشراق کی نماز پڑھکر اپنے دادا اور والد
کے مزار اقدس پر جاکر فاتحہ پڑھکر مراقبہ کرتے پھر اپنے سجادہ پر آتے۔ مریدین و معتقدین
اسوقت حاضر ہوتے عوام و خواص کو ترک منہیات اور پابندی نماز روزہ کی ترغیب دیتے
توحید اور خدا پرستی کا ذکر اکثر رہا کرتا تھا۔ آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے اور امیر و
وزیر سب سے ملتے تھے۔ غریبون کو بہت دوست رکھتے تھے۔ خوش بیانی کی تاثیر سننے
والون کے دلون کو سحر کرلیتی اور حسن خُلق غیر مذہب والون دشمنون کو دوست بنا
دیتا تھا۔ واجد علی شاہ بادشاہ بھی آپ کو بہت مانتے تھے اپنے دادا کے روضۂ اقدس
کے سامنے جانب مشرق ایک چبوترہ ہشت پہل بنوایا تھا جسپر آپ بعد نماز عصر کے
بیٹھتے تھے اسوقت آپ کے مریدین و معتقدین حاضر رہتے۔

اجمیر شریف عرس مین جانا اور خواجہ اجمیری کا صاحب سجادہ کو آپکے آنے کی خبر خواب مین دینا

اپنی سجادگی کے زمانے مین جب آپ اجمیر شریف کے عرس مین شرکت کے لیے چلے
تو حضرت خواجہ اجمیری نے رات کو خواب مین وہان کے صاحب سجادہ سے
فرمایا کہ (سید قطب حسن مودودی آتے ہین ان کو لاکر خاص ہمارا مہمان کرو) صاحب
سجادہ نے یہ خواب دیکھکر وہان کے صاحبزادون سے کہا کہ سواری لیکر اسٹیشن
پر جاوین اور اس نام کے جو صاحب ہون ان کو ہمراہ لے کر خاص طور سے ان کی

خاطر مدارات کیجاے۔ جب آپ اجمیر شریف کے اسٹیشن پر پہونچے تو ہر ایک نے آپ کا نام لے کر
پکارنا شروع کیا کہ اس نام کے جو صاحب ہون وہ ہمارے ساتھ آوین۔ آپ نے سنا مگر اس
خیال سے نہ بولے کہ شاید اس نام کا اور بھی کوئی اُن کا ملنے والا ہوگا جبکہ آپ مع اپنے ہمراہیون
کے اسٹیشن پر اترے اور ان لوگون نے آپ کے نام کے ساتھ مودودی کی لفظ کہنی شروع
کی تو آپ کو کہنا پڑا کہ یہ نام میرا ہے ان صاحبزادون نے خود آپکا اسباب فوراً یہ اٹھا یا
اور سواری پر سوار کر کے لیچلے راہ مین خواجہ اجمیری کے حکم کا حال بیان کیا۔ وہان آپ
پہونچے اور وہان کے اور صاحبزادون نے آپ کا خیر مقدم کر کے ایک خاص جگہ ٹھہرایا
اور عرس کے وقت صاحب سجادہ نے آپ کو اپنے پاس سند پر بٹھایا اور بہت خاطر
سے پیش آئے۔

ایک بچہ کو آدھی جلی کا ڈرانا اس بچہ کا مرجانا

غدر کے بعد آپ کے زمانہ سجادگی مین نواب گنج بارہ بنکی سے کچھ مہمان آئے ہوے تھے
انکی عورتون کو بڑے محل کے کوٹھے پر رہنے کی جگہ دی گئی۔ منڈے اور آدھی جلی کا
یہ بھی دستور تھا کبھی کبھی دن دن بھر غائب رہا کرتے تھے اور رات کو دونون آجا یا
کرتے تھے۔ اس دن وہ غائب تھے۔ رات کو آکر آدھی جلی تو کھا پیکر لیٹ رہی منڈا بارہ
بجے رات کو کوٹھے پر گیا وہان نئی عورتون کو دیکھ کر انکو ڈرانے لگا لیکن یہ ڈرانا۔
مذاق کے طور سے تھا یعنے ایک عورت جو جاگ رہی تھی اسکے پاس جاکر اسکی ناک کی
طرف اپنا منھ بڑھایا تھا کہ وہ چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اس کے چیخنے سے اور عورتین
بھی اسکو دیکھ کر شور وغل کرتی ہوئی بھاگین۔ محل کی عورتین سمجھ گئین کہ منڈے یا آدھی جلی
نے جاکر ستایا ہوگا۔ سب لوگ کوٹھے پر گئے اور اسکو گالیان دیکر بھگایا۔ اس نے کہا کہ
مین تو دل لگی کرتا تھا۔ اور سب سے مفصل اسکا حال بیان کیا۔ اور منڈے اور آدھی جلی

کو بلا کر فہمائش کی کہ کسی کے پیر نہ دبا ے اور نہ ایسی ہنسی دل لگی کرے۔ آدھی جلی کا یہ بھی ایک دستور تھا کہ جب اسکا دل چاہے رات کے دو بجے چار بجے اور کبھی دن کو گھر کی عورتوں کے بغیر کہے سنے پیر دبایا کرتی تھی۔ کسی نے لات مار کر بھگا دیا اور کوئی دبوایا کرتا تھا۔ صبح کو یہ واقعہ آپ سے کہا گیا آپ نے اسکو ذرا دھمکا دیا چند دن کے بعد اسی طرح کچھ عورتیں مہمان آئیں ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی چھ سات برس کی تھی اسکے ساتھ کھیلتے کھیلتے آدھی جلی نے ایسی ہیبت ناک شکل سے ڈرایا کہ وہ چیخ مار کر مر گئی۔ آپکو بہت غصہ آیا اور سب کی رائے سے آپ نے اسکو اور منڈے کو بھی تعویذ اور عمل کے ذریعہ سے جلا دینے کا وعدہ کیا اسی خوف سے منڈا اور آدھی جلی اس دن سے غائب ہو گئی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں کو آپ نے جلا کر خاک کر دیا۔

آپ کی شادی و اولاد اور اپنا خلیفہ کرنا

آپ کی شادی غیر خاندان میں ایک سید کی دختر سے ہوئی ان سے صرف ایک فرزند سید محمد شریف پیدا ہوے جب آپ کے فرزند کی عمر تین چار سال کی ہوئی تو آپکی اہلیہ صاحبہ نے انتقال کیا اور جب آپ کے فرزند سید محمد شریف کی عمر تخمیناً چھ سات سال کی تھی تو آپ نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے برادر علاتی سید احمد حسن کو ریاست باونی کدورا سے طلب کر کے شغل و اذکار کی تعلیم دے کر علم سینہ سے مالا مال کر کے جمعہ کے روز بعد نماز کے اپنے فرزند محمد شریف اور سید احمد حسن صاحب کو مرید کر کے اپنا خرقہ پہنایا اور سند خلافت دے کر دونوں کو خلیفہ و جانشین کیا اور دونوں کو اپنے مریدوں سے نذریں دلوائیں۔

میری پھوپھی حاجی بیگم صاحبہ مجھ سے کہتی تھیں کہ تمھارے والد سید احمد حسن اور محمد شریف بہت خوبصورت تھے اور گورے رنگ پر سبز عمامے بہت اچھے معلوم ہوتے تھے جبکہ وہ

دونون خرقہ خلافت پہنکر اپنی بزرگ عورتون کو سلام کرنے گھر مین آئے تھے۔

آپ کی بہن نواب اشتیاق محل کا کلکتہ سے کعبہ شریف جانا

کلثوم بیگم جنکو واجد علی شاہ نے اشتیاق محل کا خطاب دیا تھا اور دوسو روپیہ ماہوار علاوہ دیگر مصارف کے ملتا تھا اور بادشاہ سب محلون سے سوا انکا پاس وخیال رکھتے تھے اور کلکتہ اپنے ہمراہ انکوبھی لے گئے نواب اشتیاق محل کو اپنی بھاوج کے مرنے کی خبر جب معلوم ہوئی تو اپنے بھتیجے سید محمد شریف کی کم سنی کا خیال کرکے انھون نے اپنے پاس آدمی بھیجکر کلکتہ مین بلالیا اور گاہے ماہے شاہ قطب حسن صاحب بھی کلکتہ مین جایا کرتے تھے اور بوجہ بزرگی اور شرف خاندانی کے بادشاہ آپ کا بہت اعزاز واحترام کرتے تھے اور واجدعلیشاہ بادشاہ کے اصرار سے مٹیا برج مین آپ قیام کرتے تھے اور آپ کے داداشاہ خواجہ حسن اور والد شاہ قطب اعظم کے عرس کے لیے بادشاہ ایک ہزار روپیہ سالانہ علاوہ ماہواری گذارہ کے آپ کو دیا کرتے تھے حضرات صوفیین کا عرس بڑی شان وشوکت سے آپ کیا کرتے تھے۔

آپ کی ہمشیر نواب اشتیاق محل نے بادشاہ سے مکہ شریف مدینہ طیبہ اور کربلاے معلی وغیرہ مقامات مقدسہ کی زیارت کی خواہش کی بادشاہ نے انتظام کرکے انکو وانہ کردیا سفر مین وہ اپنے بھتیجے سید محمد شریف کو بھی اپنے ہمراہ لیگئین۔ کعبہ شریف مین ان کا انتقال ہوگیا۔ بادشاہ کو ان کے انتقال سے بہت رنج وملال ہوا اور آپ کو ان کے انتقال کی خبر سنکر بلا بھیجا آپ کلکتہ گئے اور اپنے فرزند حاجی محمد شریف کو اپنے ہمراہ لے کر لکھنؤ واپس آئے۔ آپ نے اپنی دوسری شادی کرلی کئی سال کے بعد آپ گے

گلِ نجم

ذکر عالم علم ظاہری و باطنی عارف باللہ حکاک نقوش ماسوا اللہ مولوی حاجی شاہ احمد حسن مودودی قدس سرہ

شاہ قطب اعظم مودودی کے آپ چھوٹے فرزند ہین - امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کے زمانہ مین جمعہ کے دن ۹- ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۴۵ء کو محلہ رستم نگر مین آپ پیدا ہوے آپ کی ولادت کے تین مہینے پہلے آپ کے والد کا وصال ہوچکا تھا اسلیے آپ کی ہمشیر علاتی لاڈو بیگم صاحبہ نے اپنے بچون سے بڑھکر آپ کی نگہداشت اور پرورش کی اور آپ نے اپنے برادر علاتی شاہ قطب حسن مودودی سے ابتدائی درسی کتابین پڑھین اور مولوی محمد اصغر صاحب سے دیگر علوم اور فن خوشنویسی حاصل کیا اور سنہ ۱۸۵۳ء مین آپ حسب الطلب اپنے بہنوئی اعظم الامراء عماد الدولہ رشید الملک صاحبجاہ مہین سردار نواب مہدی حسن خان بہادر فیروز جنگ والی ریاست باونی کدورا کے پاس چلے گئے اور وہان مولوی حافظ خواجہ نظام الدین صاحب دہلوی سے جو کہ نواب صاحب موصوف کے استاد تھے ان سے علوم دینی کے علاوہ علم عروض علم نجوم اور فن شاعری حاصل کیا -

آپ مین ذہانت متانت سنجیدگی دور اندیشی عقلمندی کا جوہر فطرتی تھا اور علمی بحث و مباحثہ کا بہت شوق تھا خوش مزاجی اور خلق محمدی اور خوش کلامی انکساری آپ مین بہت تھی نسخ و نستعلیق مین آپ بہت اچھے خوشنویس تھے آپ کی لیاقت نے آپ کے بہنوئی کے دل مین گھر کرکے آپ کی عزت و وقعت ایسی بڑھادی

کہ نواب موصوف نے مشیر کار ریاست مقرر کیا اور خریطہ نویسی کا کام بھی سپرد کیا یعنی حکام کے پاس آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تحریر جاتی تھی۔

حال ریاست باؤنی کدورا

یہ ریاست شہر کالپی سے دو کوس پر واقع ہے اور ملک بوندیلکھنڈ مین بھی ایک مسلمان ریاست ہے۔ غیر مالگذار ہے اور والی ریاست کی ۱۱ ضرب توپ سلامی ہے۔ میرے پھوپھا اور ماموں نواب عماد الدولہ فیروز جنگ بہادر مرحوم کے مورث اعلی خواجہ میر شہاب الدین خان جنکا خطاب شاہی نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی کے وزیر تھے اور ملک گجرات کے صوبہ دار بھی رہے۔ چین قلیچ میر قمر الدین خان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ وزیر اعظم محمد علی شاہ بادشاہ دہلی کے تھے جو چھ صوبہ ملک دکن کے ناظم بھی رہے اور میر قمر الدین خان۔ میر غازی الدین خان کے دادا تھے۔ نواب غازی الدین خان ۱۷۲۹ء تک ملک دکن مین رہے اسکے بعد صلالت جنگ سے صوبہ داری لینے پر زہر دیا گیا (میر) اور (خواجہ) لقب ہے۔ (نواب) اور (خان) خطاب شاہی ہے۔ آپ حضرت شیخ ابوبکر صدیق رضی کی اولاد مین تھے۔ (از کتاب مراۃ الانساب جلد اول صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ رحیمی ترپولیہ بازار جے پور) اور بروایت دیگر اسی کتاب کے صفحہ مذکور مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ الشیوخ میر شہاب الدین شہروردی کی اولاد مین تھے۔ میرے پھوپھا اور ماموں نواب عماد الدولہ نے ۱۱ مارچ ۱۸۶۲ء سے دسمبر ۱۸۸۲ء تک بیس سال اس بیدار مغزی۔ منصفی۔ رحمدلی سے ریاست پر حکومت کی کہ اخوان الریاست اور رعایا۔ برایا۔ اور حکام ہمیشہ آپ سے ایسے خوش رہا کیے کہ آج تک آپ کو اکثر لوگ دعائے خیر سے یاد کرتے ہین۔ آپ کو سیاحت کا شوق

پیدا ہوا تو آپ نے اپنی خوشی سے اور بہ منظوری گورنمنٹ اپنے فرزند نواب فخر الدولہ عرف
وزیر صاحب کو اپنی زندگی مین بتاریخ ۳- جنوری ۱۸۹۳ء مسند نشین ریاست کر دیا اور ایک
معتد بہ رقم اپنے گذارے کی ماہوار مقرر کر کے لکھنؤ چلے آئے۔ نواب فخر الدولہ تخمیناً ۱۹۰۳ء
مین حج کے لیے گئے اور مع اپنے فرزند کے مکہ معظمہ مین بہ عمر (۳۰) سال انتقال کیا۔
نواب عماد الدولہ انکے والد نے اپنی خوشی سے اپنے حقیقی بھائی نواب خواجہ علی حسینخان
عرف منّو صاحب کو مالک ریاست کر دیا۔ انھون نے اپنے بیٹے نواب خواجہ ریاض الحسن
خان عرف اچھے بنّے صاحب کو ریاست سپرد کر دی (۲۹) سال کی عمر مین اچھے بنّے
صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انکے بعد انکے فرزند ہز ہائینس نواب خواجہ مشتاق حسنخان
بہادر (بالقابہ) جانشین ہوے اور اب وہی مسند ریاست پر رونق افروز ہین۔ آپکی
عمر تخمیناً (۳۰) سال کی ہوگی۔ آپ تعلیم یافتہ۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ مین بہت قابل ہین
آپ عالی دماغ مدبر مستقل مزاج۔ حلیم الطبع۔ سخی۔ رحمدل۔ خلیق۔ انجام بین نکتہ رس
نیک صورت خوش سیرت ہین۔ اپنے قول و فعل کے بہت پابند ہین۔ آپ کو ہمیشہ
یہ خیال رہتا ہے کہ اپنی رعایا کا دل اپنے ہاتھ مین لیے رہون۔ خود مختار ہو کر بھی آپ
کبھی غصہ کے موقع پر غیظ و غضب سے کام نہین لیتے۔ (بہادری کی اک بہت بڑی یہ
صفت ہے) اپنی رعا کے ہندو اور مسلمان سے یکسان برتاؤ کرتے ہین انتظام اور
خبرگیری ریاست سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ نماز روزہ۔ شرعی احکام کے آپ
بہت پابند ہین۔ (جو خدا ترسی کی دلیل ہے) بہ نسبت پہلے کے آپ کے زمانہ مین
ریاست بہت ترقی پر ہے۔ آپ کی خوش اقبالی سے نائب ریاست اور عمال اور آپکے
رفقا و مصاحبین بہت تجربہ کار خوش سلیقہ۔ ذی علم۔ ہمدرد۔ نیک خصلت۔ خدا ترس
آپ کو مل گئے ہین۔

نواب کدورا کا آپکو (خان) کا خطاب دینا

تخمیناً ۱۸۶۲ء مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے بذریعہ تحریر ملک بوندیلکھنڈ کے ہر ایک والی ریاست سے دریافت کیا تھا کہ مصیبت زدگان قحط کا خیال کر کے اپنی قلمرو ریاست سے نمک کا محصول جو جو رئیس معاف کرنا چاہتا ہو وہ ہم کو اطلاع دے اس معاملے مین دیگر مشیرکاران ریاست کی یہ راے ہوئی کہ محصول معاف کرنے سے آمدنی ریاست کم ہوجائیگی ایسی صورت مین کوئی ریاست محصول معاف نہ کرے گی لہذا یہان سے انکار لکھ دیا جاے اس تجویز سے آپ نے اختلاف کرکے یہ راے دی کہ نمک کا محصول معاف کردینا چاہیے اور بجاے آمدنی محصول نمک کے محکمہ چنگی مین کچھ اور اضافہ کردیا جائے تاکہ آمدنی ریاست مین کمی نہ ہو اس معافی مین دو فائدے ہین اول تو محصول معاف کرنے سے ریاست کا نام ہو جاے گا۔ دوسرے یہ کہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بہت خوش ہونگے آپ کی اس راے کو والی ریاست اور سب نے بہت پسند کیا۔ کئی مہینے کے بعد اس معافی کی خوشی مین لندن سے نواب کدورا کے خطاب مین کئی لفظ بڑھا دیے گئے۔

ریاست کدورا کی سرحد اور ضلع ہمیرپور کی سرحد ملی ہوئی ہے اُسی سرحد پر ایک آدمی قتل کیا ہوا پایا گیا اس مقتول کا سر ریاست کی حد مین اور داہنا ہاتھ ریاست کیطرف تھا اور جسم کا آدھا حصہ گورنمنٹی حد مین تھا ریاست کا پولیس افسر اور گورنمنٹی تھانہ دار اس مین ایک دوسرے سے یہ کہتے تھے کہ اسکی تحقیقات تم کو کرنا چاہیے دو نو اہلکارون مین جب کوئی بات طے نہ ہوئی تو اس فیصلے کے لیے رئیس خود تشریف لائے اور دونون کے معقول دلائل سنکر غور کرنے لگے۔

آپ نے اپنی یہ راے ظاہر کی کہ ریاست کے تھانہ سے یہ لاش دور ہے اور گورنمنٹی تھانہ کے قریب ہے اسلیے اسکی تحقیقات اسکو کرنا چاہیے جسکا تھانہ پولیس اس لاش

کے قریب ہو یہ سنکر آپ کے بہنوئی نے ہنسکر کہا کہ مین نے بھی یہی تجویز کیا تھا اسکے بعد رئیس نے تھانیدار کو حکم دیا کہ پیمائش کریجائے یہ لاش جسکے تھانے سے قریب ہو وہ اسکی تحقیقات کرے چنانچہ پیمائش کرنے کے بعد گورنمنٹی تھانہ دار اسکی لاش اٹھالے گئے۔

اسی سال نواب صاحب موصوف نے آپ کو (خان) کا ذاتی خطاب مرحمت کیا اور مہر کھدوا کے آپ کو دی اور مبلغ ۱۲ ماہواری ذاتی گذارہ آپ کا ریاست سے مقرر کر دیا۔

موضع سروتا جمعی سولہ آنہ ضلع کانپور اور حصہ موضع سلہیا ضلع ہمیر پور۔ کے آپ زمیندار و نمبردار تھے اور آپ شاہی وثیقہ دار بھی تھے اور ایک چک آراضی تعدادی ساٹھ بیگہ پونے انیس بسوہ واقع موضع اکونہ علاقہ ریاست باونی کدوراجسکی سالانہ نکاسی ۱۸۸۳ء مین (۱۰/۱۲ ماہ) تھی جسکو آپ کے بہنوئی نے اپ کے نام نسلاً بعد نسلاً وبطناً بعد بطناً آپ کے حقوق پر لحاظ کر کے ۱۵۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو سند معافی آپ کو مرحمت کی جب بیہ ۱۸۹۲ء تک قابض رہے بعد انتقال آپکے بہنوئی کے ریاست مذکور نے اسپر قبضہ کرلیا اور موضع مذکورہ آپ نے ۱۹۱۲ء مین فروخت کر ڈالا۔

شادی اور اولاد

خاندانی شرافت اور آپ کی لیاقت علمی دیکھکر آپ کے بہنوئی والی کدورا نے اپنی چچازاد بہن دختر نواب خواجہ غلام قادر خان بہادر گذارہ دار ریاست باؤنی کدورا کے ساتھ ماہ ذی الحجہ ۱۸۸۲ء مین آپ کی شادی کر دی اسوقت تخمیناً آپ کی عمر ۲۳ سال کی تھی۔

قطعہ تاریخ شادی مصنفہ منشی نادر حسین صاحب میر منشی ریاست باؤنی کدورا متخلص شہا

ہوئی جب کہ احمد حسن خان کی شادی	تو بزم طرب کا ہوا خوب سامان

سرانس سے ہاشمی نے یہ لکھا		مبارک نبی اسعد احمد حسن خاں ۱۴۵۲ء

آپ کی بارہ اولادیں پیدا ہوئیں جنمیں سے اب دو فرزند بقید حیات ہیں۔ ایک شریف الحسن پسر کلاں دوسرے نور الحسن پسر خرد۔ شریف الحسن کی شادی حضرت شاہ سید عبد الرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد دختر سید واجد حسین زاتی کے ساتھ ہوئی۔ اور نور الحسن کی شادی اپنے ہی خاندانمیں بہن منصب بیگم صاحبہ کی دختر کے ساتھ ہوئی۔ اور یہ دونوں صاحب اولاد ہیں۔

بیعت وخلافت

آپ کے برادر علاتی شاہ قطب حسن مودودی نے آپ کو ریاست کدورا سے طلب کرکے اپنا مرید کیا اور نعمت سینہ مرحمت کرکے خلیفہ اور جانشین کیا اور مثال لکھ کر مرحمت کی جسکی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثال بنام برادر عزیز سید احمد حسن و برائے نور چشم سید محمد شریف

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر قطب حسن مودودی ابن شیخی ومرشدی حضرت ابو جعفر سید محمد قطب اعظم شاہ مودودی چشتی میگوید امروز خیالے در گذشت کہ حیات مستعار را اعتبار نیست لہذا انچہ حصہ نعمت باطنی از پدر خود بمارسیدہ آن ہمہ را برادر عزیز وافر تمیز سید احمد حسن مودودی سلمہ و نور چشم سید محمد شریف مودودی طول عمرہ فرزند خود دادہ از شرف بیعت وخلافت مجاز کردہ آن را در سلسلہ چشتیہ بہشتیہ ونیز در ہر سلسلہ صوفیہ ودر ہر شغل واذکار

مجاز کردہ وخرقہ خود پوشانیدہ است ہر کہ ازین ہر دو خلفا وجانشینان من بسن شعور رسیدہ اہلیت ولیاقت فرزند ارد خرقہ بپوشد ومجاز است کہ ہر کس را اہل بیند مرید کردہ اجازت ذکر واوراد دہد وخرقہ بپوشاند وخلیفہ کند حق تعالے مبارک ومسعود کند وتوفیق صبر وفقیر دہد ومقبول گرداند۔ فقط۔ محررہ پنجم ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۸ھ۔

رقمہ فقیر سید قطب حسن مودودی بقلمہ — مہر

سید قطب حسن مودودی ۱۲۷۴ھ

۱۲۸۰ھ مین آپ اپنے برادر علاتی پیر طریقت کے وصال کی خبر سنکر ریاست کدورا سے لکھنؤ مین آئے اسوقت آپ کے بھتیجے سید محمد شریف لکھنؤ مین موجود نہ تھے سامان روشنی اور خیمے۔ شامیانے۔ فرش۔ شیشہ آلات وغیرہ آپکے والد نے اپنے وصیت نامہ مین جو شاہ خواجہ حسن کے عرس کے متعلق وقف کیا تھا۔ وہ سب سامان ملازمون اور بعض عزیزون نے تلف کر دیا اور نواب عظیم الشان بہادر کے ہاتھ کوٹھریون کے مول آپ کے آنے سے پہلے بیچ ڈالا کتابین بھی بہت ضائع ہوگئین۔ دوسرون کے ہاتھ فروخت ہوگئین۔ زمین ومکان اور روضہ کی نگرانی آپکی ہمشیر لاڈو بیگم صاحبہ کے سپرد ہوگئی اور وہی مالک رہین۔

آپ کے عزیزون اور دوستون نے سجادہ طریقت پر بیٹھنے کا آپ سے اصرار کیا۔ آپ نے کہا کہ میرے مرشد زادے یہان اسوقت موجود نہین ہین انکی عدم موجودگی مین رسم سجادگی گوارا کرنا مین مناسب نہین سمجھتا اور مین انکو اپنے سے زیادہ حقدار جانتا ہون اسلیے جسوقت وہ موجود ہون توحسب تحریر سند خلافت ہم دونون مین سے جو قابل فقر کے ہو وہ جانشین ہوگا۔ اسکے بعد آپ ریاست کدورا مین چلے گئے۔ میونسپل بورڈ لکھنؤ نے قبرستان بند کرانے کا جب قانون پاس کرایا تو شہر کے منجملہ دیگر قبرستان کے یہ مقبرہ بھی بند ہوگیا۔ آپکی بہن لاڈو بیگم صاحبہ نے خواجہ برہان الدین حسین صاحب

سے کہا تو وہ ان کے پاس آئے اور ان سے کچھ روپیہ لے جاکر اسکے کھلوانے کی کوشش کی تو یہ مقبرہ کھل گیا یعنے خاندان شاہ قطب اعظم کی اولاد کے دفن ہونے کی اجازت باضابطہ مل گئی اور وہ اجازت نامہ لاڈو بیگم صاحبہ کے نام لکھا ہوا اب تک موجود ہے — اسکے بعد جب آپ نے ریاست کدوراسے لکھنو مین آکر سکونت اختیار کی تو آپ کی سوتیلی بہن لاڈو بیگم صاحبہ نے سب کاغذات اور کچھ کتابین آپ کو دین اس کے بعد آپ نے درخواست دے کر خسرہ مین اپنا نام خانہ ملکیت و تولیت مین لکھوا دیا آپ کے نام کا اجازت نامہ عدالتی بھی موجود ہے۔

تجدید بیعت

اپنے مرشد شاہ قطب حسن کے وصال کے بعد آپ نے طلب حق کے شوق مین کئی سال تک اپنے بہنوئی کے پیرومرشد حافظ سید شاہ سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ قصبہ جودہ ضلع کالپی کے صاحب ولایت تھے۔ علم تصوف اور ذکر و شغل کا فیض حاصل کیا اور طریقہ چشتیہ مین انکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند سید شاہ فضل الدین احمد صاحب سجادہ نشین نے آپ کو خلافت دے کر شال مرحمت کی جسکی نقل یہ ہے۔

نحمدہٗ و نستعینہٗ

منجانب فقیر سید فضل الدین احمد خلف اکبر و سجادہ نشین حضرت قطب وقت فخر خاندان محمدیہ مولانا و مرشدنا حاجی حافظ سید سلطان احمد صاحب کالپوی مخفی نہ رہے کہ میرے برادر طریقت حاجی سید احمد حسن نسباً حسنی حسینی مودودی عرف حاجی بنے صاحب نے علاوہ حصول بیعت ہر چہار طریقہ از خاندان خود طریقہ چشتیہ

نظامیہ مین حضرت مرشد و والد ماجد قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا جو کہ سید صاحب موصوف مستحق اور لائق اجازت سلسلہ بیعت کے ہین لہذا فقیر نے بیعت اور اجرا ر طریقہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ مع کتاب شجرہ و تعلیم اعمال ظاہری و باطنی و ذکر و اشغال خاندانی کی اجازت دی اور خلیفہ کیا اللہ تعالے بہ فیض توجہات حضرات مرشدان و نیز بہ طفیل شان رسالت رسول مقبول حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم طریقت و سلسلہ مین فیض و برکت عطا فرماوے و ہم نجات آخرت فرمائے آمین۔

فقیر سید فضل الدین احمد بتاریخ ۲۶۔ رجب ۱۳۱۴ھ۔

ھو اللہ

اخی معظم محبی سید احمد حسن عرف حاجی بنّے صاحب خلف سید شاہ قطب اعظم مودودی قدس سرہ فی الحقیقت از اجلۂ خاندان خود ذی کمال لائق خلافت و مثال اند باللہ التوفیق وھو الرفیق۔ کتبہ فقیر حافظ سید ارشاد حسین غفرلہ از خاصان خاندان محمدی چوروی کالپوی ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ بمقام لکھنؤ۔

ریاست کدورا سے لکھنؤ مین آپکا تشریف لانا

۱۸۸۵ء مین آپ نے اپنے بہنوئی نواب کدورا کے ساتھ مع اپنی ہمشیر کے شہر لکھنؤ محلہ کٹرہ ابوتراب مین آکر قیام کیا اور ۱۸۹۱ء مین نواب کدورا آپ کو مع آپ کے فرزندان و ہمشیر کے حج کو لے گئے بعد واپسی کے ۲۰۔ دسمبر ۱۸۹۵ء مطابق ۳۔ رجب ۱۳۱۳ھ ہیضہ کے عارضہ مین نواب صاحب کدورا نے بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔ آپ کو اپنی ہمشیر کی طرف سے کئی برس تک گذارے کے لیے مقدمہ لڑنا پڑا اور ۱۹۰۹ء مین آپ مع اپنی ہمشیر

نواب سیدہ بیگم صاحبہ بیوہ نواب کدورا کے دوبارہ حج کو گئے بعد واپسی حج و زیارت کے اجمیر شریف مین خواجہ اجمیری کی درگاہ مین حاضری دے کر لکھنؤ مین واپس آئے اور معاملات دنیوی کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ورد وظائف اور مجاہدہ نفس مین رات بھر جاگ کر بسر کرتے کسی کا بار احسان کسی حالت مین آپ گوارا نہ کرتے تھے اگر کسی غیر سے کچھ کام لیتے تو اسکے ساتھ مراعات کا سلوک کرتے تھے۔

فریب جھوٹ اور خود نمائی سے آپ کو سخت نفرت تھی دولت عزت شرافت سے خدا نے آپکو ممتاز کیا تھا مگر غرور ذرا بھی نہ تھا۔ آپ مولوی منشی شاعر محقق اور جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ اور ہر مرض کی دوائین بنا کر لوگون کو مفت تقسیم کرتے تعویذ بھی حاجتمندون کو لکھکر دیتے تھے۔ کسی قسم کے عام و خاص جلسے مین شرکت کبھی نہین کی عزیزون اور دوستون کو شادی اور غم کی تقریب مین شریک ہو کر شرک اور بدعت کی رسمونکو ترک کرنیکی ہمیشہ رغبت دلاتے تھے۔ چاے سے آپکو بہت شوق تھا۔ انکساری۔ پختہ مزاجی دور اندیشی بہت تھی۔ مدت سے پان کھانا چھوڑ دیا تھا اور آپ تارک الذات ہو گئے تھے۔ جو چیز خوش ذائقہ ہوتی آپ اسمین پانی ملا لیا کرتے تھے۔ آپ کے بھتیجے خواجہ محمد شریف جو آپ کے مرشد کے فرزند و خلیفہ تھے۔ جنھون نے ۱۹۱۶ء مین مکہ معظمہ مین لاولد انتقال کیا۔ انکی رحلت کی خبر سنکر آپ کے اعزا اور احبار آپ سے جب سجادہ نشینی پر اصرار کرتے تو آپ ان سے کہتے تھے کہ اپنے دادا شاہ خواجہ حسن کے روضہ کی مرمت اور مکان جو سجادہ نشین کے بیٹھنے کی جگہ ہے اسکے بنوانے کی فکر مین ہون خداوندعالم جب اسکو بنوادیگا تو وہی سجادے کو بھی آباد کر دیگا۔ انشاء اللہ جلد ایسا ہی ہونیوالا ہے

حال وصال

۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۲۰ ماہ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ بروز پنجشنبہ صبح کیوقت آپ مرض

فالج مین مبتلا ہوے اور ۱۹۔ دسمبر ۱۹۲۴ء کو جمعہ کے دن سہ پہر کو آپکے مرض مین سخت ترقی ہوگئی اسوقت سبکے اصرار سے آپنے کلمہ طیب پڑھا اسکے بعد آپکی زبان بالکل بند ہوگئی اور شنبہ کی رات کو ۹ بجے آپ واصل الی اللہ ہوے اور اپنے دادا شاہ خواجہ حسن کے روضے کے ملحق دوسرے مقبرہ کے اندر دفن ہوے

قطعہ تاریخ مصنفہ مولف کتاب ہذا

چوکہ در رحلت ازین دہر والد ماجد	بگفت خانہ دل ہمچو بیت بے بنیاد
حبیب بود چو غمگین بگفتہ بے سر جوش	ستون قبلہ دین ہائے ناگہان افتاد ۱۳۴۳ھ

قطعہ تاریخ چکیدہ قلم بلاغت رقم جناب حاجی محمد ارتضا خانصاحب متخلص بہ ارتضا رئیس لکھنؤ تلمیذ جناب پیارے صاحب رشید لکھنوی

عارف حق واصل حق ہو گئے	اس کی اب گھر گھر کہانی ہو گئی
جان دے دی جلوہ حق دیکھ کر	ان کی رحلت ناگہانی ہو گئی
کی دوا فالج کی سب کچھ ارتضا	ختم لیکن زندگانی ہو گئی ۱۳۴۳ھ

قطعہ تاریخ شاعر شیرین زبان فصیح البیان جناب

مولوی شیخ تفضل حسین صاحب فضلی قدوائی رئیس قصبہ رسولی ضلع بارہ بنکی

آہ واویلا در بقا حسرتا	سوے جنت رخ نہادہ زین سرائے
بُد ز اولاد امام ہشتمین	درویش عشق خدا و مصطفائے
خاندانش خواجہ مودود چشت	مولوی و متقی و پارسائے
نور عرفان در دل او جاگزین	بد ز ہر کس صاف از قلب صفائے
گفت فضلی مصرع سال وصال	واصل حق گشتہ عارف ہائے ہائے ۱۳۴۳ھ

متعلق صفحہ (۱۱۲)
یہ دونوں اولادیں نواب عماد الدولہ
بہادر رئیس کدورا مرحوم کی چچا زاد
بہن کے بطن سے ہیں
تھیں
فوت
چار دختر لاولد
۵ پسر لاولد فوت
حاجی سید شاہ
محمد حسن
مودودی
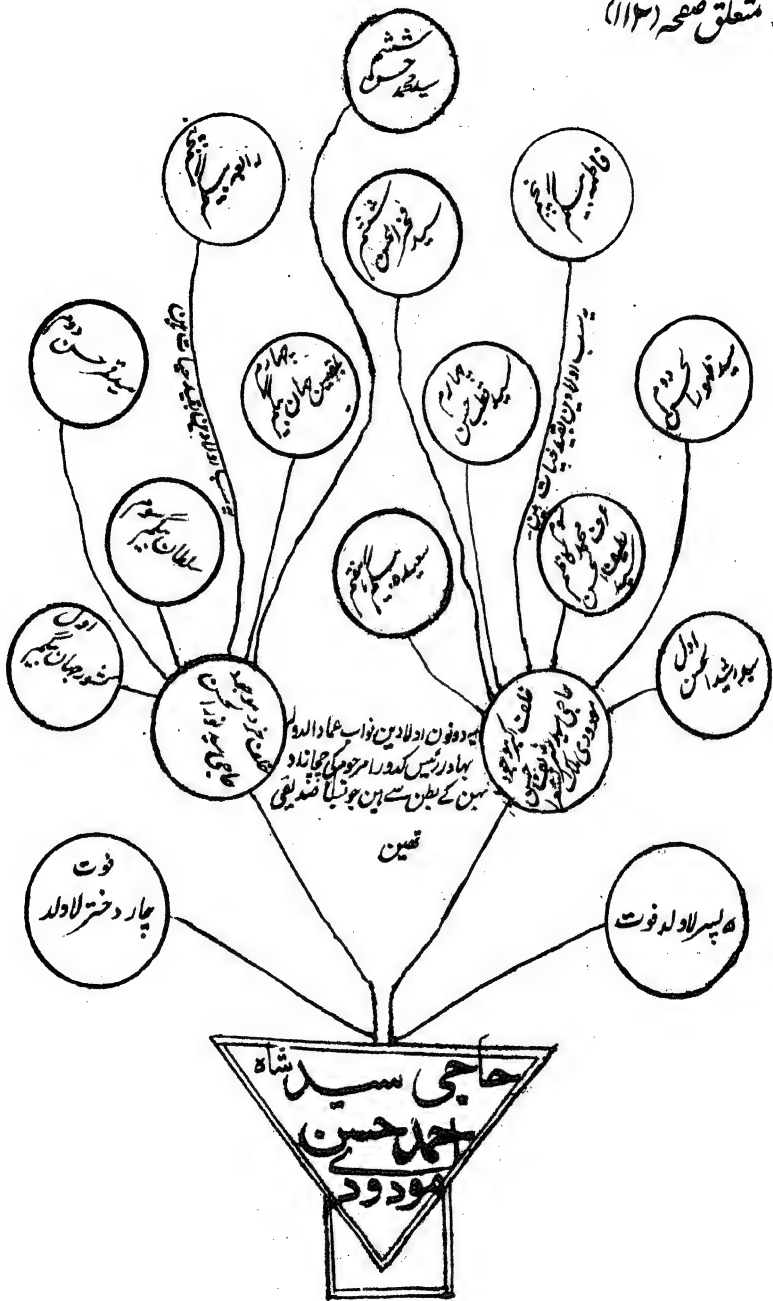
حال مؤلف کتاب ہذا

بتاریخ ۳۰- اپریل ۱۸۷۶ء مطابق ۵ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ روز یکشنبہ کو ریاست باوتی کدورا
مین میری ولادت ہوئی - اپنے والد حاجی سید شاہ احمد حسن قدس سرہ کے استاد
خواجہ صاحب دہلوی سے ابتدائی کتابین ریاست کدورا مین پڑھین اور وہان سے
لکھنو آنے کے بعد ۱۸۹۶ء مین مدرسہ اشاعت العلوم فرنگی محل مین تحصیل علم مین مصروف
رہا اور جناب شریعت مآب مولانا محمد اکرم صاحب فرزند پیر و مرشد شمس العلما حضرت
مولانا شاہ محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی عظمت اللہ صاحب فرنگی محلی
سے بھی درسی کتابین پڑھین اور ۱۹۰۲ء کو فن شاعری مین جناب پیارے صاحب
رشید لکھنوی کا شاگرد ہوا اور تخمیناً بیس سال تک ان سے اصلاح لی اور اپنے والد
سے علم عروض اور علم تصوف اور علم تکسیر حاصل کیا یعنے تعویذ لکھنے کے قاعدے سیکھے
میری والدہ فرخندہ بیگم بنت نواب خواجہ غلام قادر خان گذارہ دار بن نواب خواجہ
غلام حسین خان عرف میان کلو بن نواب خواجہ غلام علی خان بہادر بن عماد الملک
نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ وزیر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے
پوتے نواب نظام الملک آصف جاہ ناظم چھہ صوبہ ملک دکن کے تھے - ان کی اولاد
اور نواب عماد الدولہ والی ریاست کدورا کی حقیقی چچا زاد بہن تھین - میری بڑی
ہمشیر نور جہان بیگم کو اور میری والدہ کو دق کا عارضہ تھا - ۲۱- اگست ۱۸۹۱ء
مطابق ۱۵ محرم ۱۳۰۹ھ کو صبح کے وقت میری ہمشیر کا انتقال ہوا اور اسی تاریخ کو
شام کے وقت میری والدہ نے انتقال کیا - میری منجھلی ہمشیر حسن جہان بیگم نے
اسہال کبد کے عارضہ مین ۱۵- فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۶- جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ
کو انتقال کیا جو کہ لاولد تھین -

سنہ ۱۸۹۱ء مین اپنے والد کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہو کر لکھنؤ واپس آیا اور سنہ ۱۸۹۴ء مین میرے پھوپھا اور ماموں نواب عماد الدولہ رئیس کدورا کا انتقال ہو گیا میرے والد صاحب نے اپنے اور میری پھوپھی کے مواضعات اور دیگر مقدمات اور امور خانہ داری کا انتظام میرے سپرد کر دیا جو میری تحصیل علم کو مانع اور رخنہ انداز ہوا۔

بعد فروخت مواضعات کے کئی ریاستوں میں ضلعداری کی۔ اور ریاست نانپارہ مین مسٹر جونس صاحب ناظم ریاست کے یہان محرری کرتا رہا اور لکھنؤ مین بعض اردو دفترون مین محرری کی اور سارٹیفکٹ نیکنامی کے ہر جگہ سے حاصل کیے۔ پرنس میرزا محمد باقر علی خان بہادر وثیقہ دار لکھنؤ کے یہان مصاحبت تخمیناً ۱۲ سال تک مقرر رہا۔

ملک الشعرا کا خطاب

انجمن انتخاب سخن لاہور کے سالانہ مشاعرہ نے ۱۱ - اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کے زمیندار اخبار مین اسلامی مضمون پر نظم طلب کرتے ہوے پسند آنے پر انعام کا وعدہ کیا تھا اور بعض احباب کے اصرار سے مین نے ایک نظم (اسلامی خواب) انجمن مذکور مین لکھکر بھیجدی تھی۔ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۱ء انجمن مشاعرۂ سالانہ لاہور نے ذریعہ تحریر مجھکو (ملک الشعرا) کا خطاب دیا اور کتاب انتخاب سخن لاہور کے شروع مین میری نظم (اسلامی خواب) مع میرے خطاب مذکور کے انجمن مذکور نے چھاپ کر شائع کی اور ایک جلد مجھکو بھی بھیجی جو میرے پاس موجود ہے۔

شادی اور اولاد

میری شادی سنہ ۱۹۰۳ء مین جناب سید واجد حسین صاحب جو کہ قطب الاقطاب سید شاہ عبد الرزاق بانسوی علیہ الرحمۃ کی اولاد مین ہین انکی دختر کے ساتھ

ہوئی۔ اُنسے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئین جو ابتک موجود ہین ان کے پیٹ مین پھوڑا ہوگیا تھا جسکا اپریشن کرایا گیا اسی حالت مین ۱۹-اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۱۶-شوال ۱۳۴۵ھ کو انتقال کیا۔

بیعت وخلافت

عالمون اور صوفیون کی خدمت مین حاضری کا شوق مجھکو بہت تھا اور شمس العلما مولانا شاہ محمد نعیم صاحب و مولانا محمد اکرم صاحب و شمس العلما مولانا عبد الحمید صاحب اور مولانا عبد المجید صاحب اور دیگر علما کا وعظ ہر جمعہ کو سنتا اور اکثر حاضر خدمت رہنا بمنزلہ فرض کے مین سمجھتا تھا اور شیخ الشیوخ مولانا شاہ عبد الوہاب صاحب اور مولانا عبد الرؤف صاحب۔ اور مولانا شاہ محمد عبد الباری صاحب نور اللہ مرقدہ اور مولانا مقتدانا شاہ محمد اسلم صاحب اور نیز دیگر بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے صحبت کے اثر سے مجھکو کچھ ایسا شوق پیدا ہوا کہ ماہ جولائی ۱۸۹۶ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۱۴ھ کو شمس العلما حضرت مولانا شاہ محمد نعیم صاحب فرنگی محلی کے ہاتھ پر طریقہ قادریہ رزاقیہ مین مینے بیعت کی اسوقت میری عمر تخمیناً ۱۲ سال کی تھی اور ۱۹۰۹ء مین شمس العلما حاجی حافظ مولانا عبد الحمید صاحب فرنگی محلی سے (دعاے حزب البحر) (دلائل الخیرات) صحت کرکے پڑھی اور اجازت لی۔ اور مولانا شاہ غلام جیلانی صاحب رزاقی بانسوی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ سے (چہل کاف) اور دیگر اوراد کی اجازت لی اور (سورۂ مزمل) (سورۂ یٰسین) (دعاے سریانی) (ناد علی) (درود ماہی) (ادعیہ واسماء الٰہی (عمل سورۂ یٰسین) اور دیگر عملیات و تعویذات جلالی وجمالی کی تحریری اجازت اپنے والد سے مین نے حاصل کی اور یہ سب میرے ورد اور عمل مین رہا اور ہین اور بعض تعویذات اور عمل کی مین نے زکوۃ بھی دی ہے تصوف کی تعلیم میرے

والد نے مجھکو دی اور مجھکو مرید کرکے طریقۂ ذکر بتا کر چارون طریقۂ صوفیہ مین اجازت دی اور خلافت کا شرف بخشا۔ اور مثال لکھکر مرحمت کی جسکی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت کے فقیر ترداس حاجی سید احمد حسن مودودی بن سید شاہ قطب اعظم مودودی رحمۃ اللہ علیہ بن سید شاہ خواجہ حسن مودودی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ جسطرح میرے برادر علاتی و پیر طریقت سید شاہ قطب حسن مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ چشتیہ اور چارون سلسلہ صوفیہ مین بیعت لے کر بعد تعلیم اسرار سینہ ذکر و اشغال اور ہر چہار طریقہ صوفیہ کی اجازت و خلافت مجھکو دی تھی اور اپنا خرقہ پہنایا تھا اسی طرح آج مین نے حسب ایماے برادر طریقت سید شاہ ارشاد حسین صاحب سجادہ نشین قصبہ چورہ شریف ضلع کالپی اور نیز اس خیال سے کہ زندگی کا اعتبار نہین ہے اپنے فرزند سعادتمند حاجی سید شریف حسن مودودی سے بیعت لے کر ذکر و شغل اور چارون طریقۂ صوفیہ مصافحہ معمریہ کی اجازت دی اور خرقہ صوفیہ پہنا کر خلیفہ کیا بوقت اہلیت فقر خرقہ پہنین اور سجادہ پر بیٹھین ذکر و اعمال کی اجازت دین خرقہ و خلافت سے ممتاز کرین اور طالب حق اہل کو داخل ہر سلسلہ اور نااہل کو خارج کرین اللہ تعالے خرقہ و خلافت فقر مبارک کرے اور طریقہ اب و جد کی توفیق دے فقط۔

المرقوم ۱۹ شعبان ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۸۹۷ء روز شنبہ فقیر حاجی سید احمد حسن مودودی بقلم خود۔

مہر

سید احمد حسن بن سید محمد قطب اعظم ۱۲۸۷

اسکے علاوہ میرے والد کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور تصنیف کیا ہوا ایک قصیدہ فارسی مین ہے جسکے ۶۲ شعر ہین اسکی سرخی یہ ہے (قصیدہ در نسب آبائی حسب فرمائش نور چشم حاجی سید شریف حسن طولعمرہ) بوجہ طوالت اسکی نقل اسجگہ پوری نہین کیگئی صرف ۵۳ شعر سے ۶۲ تک یعنے ۱۰ شعرون کی نقل مطابق اصل کے یہان درج کی جاتی ہے جنمین میرے والدنے میری بعیت و خلافت کو اپنے قلم اور اپنی طرف سے دوبارہ ظاہر کیا ہے۔

اشعار قصیدہ

جد ما مصباح بزم عارفان خواجہ حسن
اوست ابن خواجہ ابراہیم شاہ و والدش
بود او ابن محمد شامل لفظ شریف
یافتہ ہر معتقد تعلیم باطن از نگاہ
در فروع شجرۂ آباست از مودود چشت
فیض بعیت یافتم از مرشد قطب حسن
دیگر از سادات پیران طریقت چون منی
ہمچنین این فیض با فرزند خود را دادہ ام
خاک راہ حق شناسان حاجی و عبد خدا
عرض دارد از طفیل حضرت خیر الورا

صاحب سجادۂ صبر و قناعت فقر دان
سید خواجہ غیاث الدین ابرار زمان
ابن ابراہیم و ہم خواجہ کہاری بیگمان
فیض گیری کرد از نور دلش روشن دلان
تا علی مرتضی شیر خدا شرح بیان
علم باطن ہم خلافت با طریق عارفان
یافتم عز خلیفائے مثال صوفیان
نامش از لفظ شریف با حسن باشد عیان
سید احمد حسن خدمتگذار سالکان
عاقبت بالخیر گردد ای خدائے انس و جان

مصنفہ و نظم فقیر سید احمد حسن مودودی سنہ ۱۹۱۰ع

اور حضرت خواجہ کہار مودودی جوکہ میرے مورث اعلی ہین انکی روحانیت سے بھی فیض بعیت و خلافت کا مجھکو پہونچا ہے جسکا حال مین نے کتاب ہذا کے

صفحہ ۳ مین درج کیا ہے۔

کون یون پہرون سنے گا داستان اہل دل	اے حبیب اب ختم کردو تم بیان اہل دل

تمت

تقاریظ و تواریخ طبع گلدستہ مودودی

رشحۂ قلم معجز رقم سلطان شریعت ہادی طریقت مرشد برحق فخر علما زینت سجادہ صوفیا حضرت مولانا مقتدانا مولوی شاہ محمد قطب الدین عبد الوالی صاحب فرنگی محلی لکھنوی دام فیضہ

فرنگی محل	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیاً ومسلماً	فرنگی محل

لکھنؤ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ — فون نمبر ۱۴۱

مکرمی ومعظمی جناب حاجی سید شریف حسن صاحب مودودی نے کتاب ہذا جس محنت وکاوش سے تالیف فرمائی ہے خدا ہی اسکی جزاے خیر عطا فرماے اور ہم کو توفیق بزرگون کی سیرت مبارک پر عمل کرنے کی بخشے۔ یون تو بزرگون کے حالات اور ملفوظات بہت سے طبع ہوچکے ہین۔ مگر ایسے بہت کم ہین جو کتب معتبرہ سے اخذ کیے گئے ہون اور جنسے مقصد عبرت ونصیحت خود حاصل کرنا اور نفع رسانی مخلوق خدا مطلب ہو کتاب ہذا حضرت شاہ خواجہ حسن مودودی رحمۃ اللہ علیہ ایسے جلیل الشان بزرگ کے حالات اور ان کے مورث اعلی اولیاے عظام کے تذکرہ مین کمال محنت وجانفشانی سے مرتب کی گئی ہے جو کہ اکابرین اولیاے کرام مین ہین اور محض بغرض موعظت طالبین کی خدمت مین پیش کیجارہی ہے۔ ففی ذلک ملبنا فس المتنافسون وصلے اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ اجمعین۔

فقیر محمد قطب الدین عبد الوالی عفی عنہ

گہرباری قلم حقیقت رقم سلسلہ رشد و ہدایت کے واسطہ ہادی خاص و عام مرکز دائرہ معرفت نقطہ پرکار طریقت حضرت مولانا قاری حافظ شاہ محمد اکرام علی صاحب قلندر رزاقی سجادہ تقویہ کاظمیہ دام فیضہ

اس باغبان گلشن دنیا کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا جس نے گل خوش رنگ شاخ مودودی ثمر نخل باغ چشتی حبیبی و لبیبی ملک الشعرا حاجی سید شریف الحسن صاحب مودودی حبیب لکھنوی کو گلدستہ مودودی تالیف کرنیکی توفیق دی جو کہ خاندان مودودی کے صوفیائے کرام کی سوانح عمری ہے۔ معطر کنندہ دماغ روحانیان مفرح قلوب عرفانیان ہے۔ دوائے دافع جہل و نادانی رہنمائے طریق خدادانی۔ مجربات بندگان خاصان الٰہی۔ نمونہ عاملان محبان محمدی۔ غرضکہ ہزارہا گل فوائد کا یہ گلدستہ ہے۔ مؤلف نے اس چمن فیض کو آب محنت سے سرفراز کیا ہے۔ تخلبند گلستان دنیا ان کو اس عرق ریزی کی بہار دکھائی۔ اور اس گلدستہ مودودی سے خاص و عام کے دلوں کو باغ و بہار کرے۔ مؤلف نے خاصان مودودیہ پر خصوصاً اور متوسلان دودمان چشتیہ پر عموماً بڑا احسان کیا ہے۔

فقیر حقیر بوریہ نشین محمد اکرام علی قلندر
آستانہ تکیہ شریف تقویہ کاظمیہ کاکوروی
ضلع لکھنؤ ۲۰ ذی القعدۃ سنہ ۱۳۴۵ھ

گوہر ریزی خامہ ہدایت ختامہ مجمع عوارف دینیہ منبع معارف یقینیہ قافلہ سالار کاروان منازل ہدایت پیشوای رہروان مسالک طریقت حضرت مولانا حاجی سید شاہ ظفر حسن صاحب سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ جورہ شریف شہر کالپی

اللہ اکبر

حامداً و مصلیاً و مسلماً

کتاب "گلدستہ مودودی" المجلا مین نے دیکھی خواجہ سید شریف الحسن صاحب مودودی ابن عارف باللہ حاجی مولوی سید شاہ احمد حسن صاحب مودودی قدس سرہ العزیز کی محنت قابل تحسین ہے۔ سوانح عمریان ہزارون لکھی گئی ہین اور صدہا کتابین تاریخ اور واقعات کی موجود ہین لیکن ہزارون بزرگان دین اور عاشقان نبی کریم اور فدایان ملت محمدی کے قابل قدر اور سچے خیالات زندگی سے تالیف و تصنیف کے میدان مین بہت کمی تھی حالانکہ بزرگان دین کے تذکرہ عاشقان خدا اور محبان رسول کریم اور فدایان ملت محمدی کے لیے ظاہری و باطنی حصول فیوض کا وسیلہ ہین اور اسکے لیے یہ مقولہ کافی ہے۔ خاصان خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند + بدرگاہ رب العزت دعا ہے کہ معزز مصنف کی سعی جمیلہ مقبول ہو اور شائقین اور سامعین سب کو اسکے عمل نیک کی توفیق مرحمت ہو آمین بطفیل طٰہٰ و یٰسین۔

الصوفی حاجی سید ظفر حسن عفی عنہ خاک نشین
خانقاہ محمدیہ جوروی کالپوی ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ فراز ابوالعلائی تصوف فروزندہ چراغ غنیمت خلاصۂ بندۂ عرفان منبع نور خاندان مصطفوی نقاوۂ دودمان مرتضوی حضرت مولوی شاہ سید قطب الدین احمد صاحب ابوالعلائی آستانہ چوکہ سر صاحب

نحمدہٗ و نستعینہٗ ۔ کتاب گلدستہ مودودی مولفہ برادر طریقت خواجہ سید شریف الحسن صاحب مودودی بنظر اجمالی مین نے دیکھی خاندان مودودی چشتی کے اکابرین اولیاے کاملین کی سوانح عمری ہے جنکے حالات اس سے پہلے کبھی نہین چھپے ۔ اسکے دیکھنے سننے والون کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے مورث اعلیٰ جو کہ امیر تھے یا فقیر ۔ ہمارے ہی ایسے انسان اور دنیا مین وہ بھی قضا و قدر اور قانون شریعت کے محکوم تھے ۔ آج ان کو دنیا چھوڑے ہوے سیکڑون برس گذر گئے ۔ مگر کیا بات ہے کہ بچہ بچہ ان کے نام و نشان سے واقف ہے اور ہر ایک دل ان کی طرف کھنچا جاتا ہے ۔ ہم کیسی انکی اولاد ہین کہ ہم مین ذرا بھی انکی سی خو بو نہین ۔ آخر ان مین کیا چیز سوا تھی جو ہم مین نہین ہے ۔ بات یہ ہے کہ وہ حضرات ۔ دل اور دل کے خیالات ہم سے جدا رکھتے تھے ۔ اسی سبب سے دنیا کی فکرین ان کے لیے آسان تھین ۔ ہم اس راہ سے الگ ہین لہذا ہر بات ہم کو مشکل ہے خدا ہم کو ان کی پیروی کی توفیق دے اور دبدنام کنندہ نکو نامی چند نہ کرے ۔ انھین کی طرز معاشرت کا نقشہ اس کتاب مین کھینچا گیا ہے ۔ یہ کتاب نصیحت کا ایک مرقع ہے ۔ میری دعا ہے کہ لوگ اس سے سبق لین ۔ اور جنکی یہ سوانح عمری لکھی گئی ہے وہی حضرات مؤلف کو اسکی محنت کا نیک بدلہ دین اور توفیق الٰہی ہمیشہ ان کی رفیق رہے ۔ یہ کتاب مثل ایک فیض جاری کے ہے ۔ مؤلف نے یہ ایک ایسا کار خیر کیا ہے جو ان کے خاندان مین کسی سے نہ ہوسکا ۔ جو کوئی

اس کتاب سے فائدہ اٹھائے وہ اتنا ضرور کرے کہ دیا امید مؤلف کتاب ہذا کا خاتمہ بخیر کرے۔
(بقلم فقیر سید قطب الدین احمد ابو العلائی چوروی کالپوی)

تراوش قلم جدت رقم عدیم المثال جامع الخیال ماہر سخن واقف ماہر علم وفن یادگار مولانا حضرت آسی مدراسی جناب مولوی محمد عبد القوی صاحب متخلص بہ فانی ایم۔ اے پروفیسر یونیورسٹی لکھنؤ

مکرمی و محترمی ملک الشعرا جناب حاجی سید شریف الحسن صاحب مودودی نے اپنے خاندانی بزرگون کے حالات جو مودودی چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہین مختلف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابون سے تلاش کر کے بہم پہونچائے ہین اور انکو کتاب کی صورت مین ترتیب دے کر شائع کیا ہے۔ جسکے متعلق بقول خود۔ وہ مسلسل دو سال تک جانفشانی کرتے رہے ہین۔ خدا کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ ان کی محنت رائگان نہ جائیگی اور جس مقصد کے لیے یہ تالیف عالم غیب سے عالم شہود مین جلوہ گر ہوئی ہی باحسن وہ پورا ہوگا اور جناب حبیب صاحب کی اس محنت اور عرقریزی کی شائقین پوری قدر کرین گے۔

محمد عبد القوی۔ فانی۔ ایم۔ اے
پروفیسر یونیورسٹی لکھنؤ۔ ۲۶ مئی ۱۹۲۷ء

قطعہ تاریخ

چھپا گلدستۂ مودودی اب جو
سبق آموز خاص و عام ہے یہ
لکھو بٓ علیسوی مین سال۔ فانی

تو اس مین ذکر خاصان خدا ہے
کہ اک آئینۂ عبرت نما ہے
یہ خضر راہ دین پاک جا ہے
۱۹۲۷ء

تقریظ عالیجناب سید محمد رضا صاحب ملقب بہ سجاد رضوی مشہدی لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسمہ سبحانہ صاحبان خلوت و خلوۃ کے سوانح پر ہر ایک مسلمان کو نگاہ رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ وہ ان کی ریاضتون سے سبق حاصل کرے اور نیز ان کی جانکاہیان جو تشہیر حکم اللہ اور حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین انھون نے کی ہین وہ فراموش نہ ہو۔ قرب الٰہی اور وصال رسالتمآبؐ ہی نفس کشی اور پاک باطنی کے بعد حاصل ہوتا ہے جمیع کمالات کسبی ہین۔ انسان ریاضت کرنے سے بڑی بڑی منزلین طے کر لیتا ہے البتہ مراتب مواہبہ بغیر مرضی الٰہی کسی کو حاصل نہین ہوتی بزرگان دین ہماری ترقیونکا سرچشمہ ہین اگر ہم ان کے اعمال شرعی پر نظر رکھین گے تو پھر ہماری ترقی بھی کسی حد تک متصور ہو گی اس لیے کہ عمل ہی ہر انسان کیلئے معراج ہے والیہ یصعد الکلم الطیب۔

صاحبان ارادت خلوص نیت سے احکام شرعی پر نظر کرین اور متاع آخرت کو خریدین اور متاع دنیا کو ترک کرین۔ وما متاع الدنیا الا قلیل وما علینا الا البلاغ المبین۔

سید محمد ملقب بہ سجاد رضوی مشہدی

قطعات تواریخ

شاعر نازک خیال شیرین مقال جناب مولوی حکیم سید عنایت حسین صاحب متخلص بہ عنایت نبیرہ زائر اجمیر شریف از خاندان حضرت خواجہ غریب نواز

چو طبع شد این کتاب نادر عجیب رنگینی بہاریست
مدرس مکتب حقیقت کہ رہنمائے رہ نصیحت
چو دید فکر سال طبعش بگفتہ ہاتف بگو عنایت

چہ ذکر ہست اولیائے کامل شگفتہ یا بوستان نادر
معلم خاص و عام ہست و کتاب عمدہ بیان نادر
ہمیشہ مقبول باد الٰہی کتاب ابد جہان نادر
۱۳۴۵ھ

بلیغ بیان فصیح زبان حاجی ارتضا خان صاحب نصاری رئیس لکھنو متخلص ارتضا

طبع چو شد کتاب این نادر و لاجواب این
بے سر انس ارتضا مصرع طبع این بگو

ہست بذکر بندۂ خاص خدای دو جہان
حالا شگفت بوستان از پئے دید دوستان
۱۹۲۶ء

بادشاہ ملک سخن فرمان فرمائے اقلیم علم و فن عالیجناب نواب سید محمد ذکی علیخان صاحب بہادر رئیس و تیقہ دار و سکرٹری انجمن وثیقہ داران لکھنو متخلص ہاتف لکھنوی

قطب اعظم ولی کامل گشت | علی بخش مونس کتابت ۱۹ | سیر تش جمع چون حبیب عشق نمود

عیسوی سال طبع ہاتف گفت	بست و ہفت ہزار و نہ صد بود

قطعہ تاریخ طبع جناب مضامین بیمثال نقاد سخن واقف ماہر علم و فن جناب مرزا واجد حسین صاحب متخلص بہ واقف لکھنوی شاگرد جناب اسیر لکھنوی مرحوم

لکھا اے کلک پہلے مگر حمد باری	محبت نبی کی ہے ایمان کی جان
مجاز اور حقیقت کے سب رازدان تھے	نہ کیون قدر اسکی کرین اہل عرفان
قدیمی ہزارون طرح کے کھلے گل	یہ رشک گلستان ہے رشک گلستان
چمن صفحہ ہر لفظ اس کی ہے غنچہ	ہر اک سطر رنگین ہے مثل خیابان
مضامین مطبوع عالم ہین واقف	لکھا۔ جب چھپا شجرۂ حق پرستان ١٣٢٥

شاعر شیرین بیان جادو زبان ماہر علم و فن جناب سید سرفراز حسین صاحب صادودی متخلص بہ سرفراز ماسٹر آرٹ اسکول لکھنؤ شاگرد مؤلف کتاب ہذا

اب چھپ گئی سوانح عمری جو لاجواب	مقبول خاص و عام الٰہی ہو تا ابد
ای سرفراز عیسوی مین سال طبع لکھ	گلدستہ مودودی ہے گلدستہ خرد ١٩٠٧

شاعر شیرین سخن ماہر علم و فن جناب شیخ تفضل حسین صاحب متخلص بہ فضلی رئیس و میندار قصبہ سولی ضلع بارہ بنکی

این سوانح عمر یئے مودودیہ	اولیاے کامل اہل بہشت

گفت ۱۳۴۵ھ عطر پنج گل گلزار چشت	ہاتف غیبی بہ فضلی سال طبع

شاعر عدیم المثال جدید الخیال جناب سید ماجد حسین صاحب رزاقی بانسوی متخلص بہ ماجد شاگرد و برادر نسبتی مؤلف کتاب ہذا ساکن رسولی ضلع بارہ بنکی

پسند ہر کس و مقبول باد در جہان ہر سو جزاک اللہ فی الدارین خیر احسنت بارک اللہ ۱۳۴۵ھ	چو شد مطبوع این گلدستہ مودودی چشتی بہجری ہاتف غیبی بگفتہ سال اے ماجد

شاعر نازک خیال شیرین مقال جناب منشی محمد عبد اللطیف خانصاحب لطیف جانی کاکوروی محرر سلاٹر ہوس عیش باغ لکھنؤ

تو اسکو جسنے دیکھا دل ہوا باغ و بہار اسکا کر اک جام مے گلرنگ خاصان خدا یہ ہی یہ نو تالیف نو تصنیف ہے اب ہدیہ بجد ۱۳۴۵ھ	حبیب خوش بیان نے جب کیا تالیف گلدستہ نصیحت کی نصیحت تذکرہ کا تذکرہ یہ ہے لطیف اسوقت تم تاریخ لکھد و از سر امجد

کتبہ ابو الخیر خانِ لطیف محمد گنج

الحمد للہ والمنہ کہ درین زمان برکت اقتران کتاب مسمی بہ گلدستۂ مودودی بماہ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ مطابق ماہ جون ۱۹۲۷ء بحسن و خوبی در مطبع شاعۃ العلوم لکھنؤ طبع گردید مقبول شد